حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

مصنف
علامہ پیر محمد مقبول احمد سرور

شبیر برادرز

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر اعتراضات کے مدلّل جوابات

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

مصنف

علامہ پیر محمد مقبول احمد سرور



شبیر برادرز
زبیدہ سنٹر، ۴۰ اردو بازار لاہور
فون: 042-7246006

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

ناشر ملک شبیر حسین

سن اشاعت جون 2008ء/جمادی الثانی 1429ھ

کمپوزنگ ورڈز میکر

سرورق باھو گرافکس لاہور

قیمت

شبیر برادرز
اردو بازار ○ لاہور

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ

مضامین	صفحہ

مضامین	صفحہ

منکرین امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے اعتراضات اور ان کے مسکت جوابات

انتساب

حضرات گرامی!

ناچیز پر تقصیر حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و محامد کے اس حسین ترین اور خوبصورت گلدستہ کو اپنے آقا و مولا شب اسریٰ کے دولہا امام الانبیاء و سید المرسلین قائد الغر المجلین فخر آدم و بنی آدم کاشف اسرار لوح و قلم ہادیٔ اعظم تاجدار عرب و عجم حبیب خدا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ بے کس پناہ میں نذرانۂ تحفۂ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہے

اور جس عالی وقار ہستی کو آج تک کلمہ گو کہلانے والے بھی اپنے سب و شتم کا نشانہ بنائے رکھتے ہیں اور صبح و شام ان پر تبرابازی کرنا ثواب گردانتے ہیں اور شب و روز ان پر طعن و تشنیع کے تیر برسانا عبادت سمجھتے ہیں

اُمت مصطفویہ کہلا کر ان خیار اُمت کو گمراہ و بے دین کہتے ہیں

جبکہ دربار مصطفویہ (علیہ السلام) سے ان کو ہادی' مہدی اور ذریعہ ہدایت کی دعاؤں کے تحائف ملتے رہے اور زبان نبوت سے ان کے فضائل بیان ہوتے رہے

ان کی عظمت و شان کو اجاگر کرنے کے لیے قلم و قرطاس کا سہارا لے رہا ہوں تاکہ میرے آقا علیہ السلام مجھ پر راضی ہو جائیں اور بروز محشر گنہگار کی شفاعت کا کچھ سبب بن سکے

جب نفسی نفسی کا عالم ہو تو میرے نبی علیہ السلام مجھ روسیہ کو اپنے قدموں میں جگہ دے دیں کہ آجاتو ہی ہے: جس نے میرے جلیل القدر صحابی کے ناموس کا تحفظ کیا تھا۔

بس پھر بات بن جائے گی انشاء اللہ العزیز

محمد مقبول احمد سرور

خادم آستانہ عالیہ امام خطابت علیہ الرحمۃ فیصل آباد

ترتیب مضامین حصہ اوّل

قارئین کرام!

حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب اور محامد و محاسن اور کمالات کو فقیر نے پانچ ابواب میں ترتیب دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ بطفیل حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فقیر کو اپنے لطف و کرم سے اس توفیق سے نوازے اور اسے ذریعہ نجات اور توشۂ آخرت بنائے۔ آمین!

ناچیز محمد مقبول احمد سرور

خادم آستانہ عالیہ حضرت امام خطابت علیہ الرحمۃ

فیصل آباد

عقیدۂ اہلسنّت و جماعت سُنّی حنفی

نبی کریم علیہ السلام کے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بلا شبہ معیار حق ہیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

☆ کُلًّا وَّعَدَاللّٰہُ الْحُسْنٰی

اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ سے جنت کا وعدہ فرمالیا (پ ۲۷ سورۂ الحدید آیت نمبر ۱۰)

☆ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا

یہ تمام کے تمام (صحابہ کرام علیہم الرضوان) پکے اور سچے مؤمن ہیں۔

(پ ۹ سورۂ الانفال آیت نمبر ۴)

☆ اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمِ اقْتَدَیْتُمِ اهْتَدَیْتُمْ

''میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں ان میں سے جس کسی کی اقتداء کرو گے ہدایت پالو گے''۔ (مشکوۃ شریف ص ۵۵۴)

تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان پر ایمان لانا ضروری ہے انہیں صحابہ میں حضرت سیّدنا امیر معاویہ بھی ہیں لہٰذا ان پر ایمان لانا بھی اسی طرح ضروری ہے۔

کسی ایک صحابی کا انکار سارے صحابہ کرام کا انکار ہے لہٰذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا انکار پوری صحابیت کا انکار ہے اور ایسا کرنے والا قرآن وحدیث کا منکر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

قارئین گرامی قدر

اس کتاب کے دو حصے ہیں

پہلا حصہ — مناقب حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

دوسرا حصہ — مذمت یزید علیہ اللعنت (یہ کوئی علیحدہ جلد نہیں بلکہ مناسب موقعوں پر ساتھ ساتھ چلتا رہے گا)

نبی کے ہیں صحابی امیر معاویہ — مہدی ہیں اور ہادی امیر معاویہ
اُمت کے وہ امین ہیں اور کاتب وحی — خلفاء کے بعد عالی امیر معاویہ
جن کیلئے دعائیں ہیں سرور نبی نے کیں — وہ دین کے سپاہی امیر معاویہ

(رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

۱-قرآن مجید
۲-بخاری شریف
۳-مسلم شریف
۴-جامع الترمذی
۵-سنن ابوداؤد
۶-سنن ابن ماجہ
۷-سنن نسائی
۸-مرقات شرح مشکوٰۃ
۹-مرآۃ شرح مشکوٰۃ
۱۰-اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ
۱۱-شرح مسلم سعیدی
۱۲-مسند امام احمد بن حنبل
۱۳-مشکوٰۃ شریف
۱۴-تفسیر ضیاء القرآن
۱۵-تفسیر عرائس البیان
۱۶-تفسیر کبیر رازی
۱۷-تفسیر ابن کثیر
۱۸-تفسیر مدارک
۱۹-تفسیر ابوسعود
۲۰-تفسیر الاتقان
۲۱-تفسیر درمنثور
۲۲-تفسیر نووی
۲۳-تفسیر عدۃ الابرار
۲۴-تفسیر حقانی
۲۵-تفسیر بیضاوی
۲۶-تفسیر ابن جریر
۲۷-تفسیر نعیمی
۲۸-تفسیر نور العرفان
۲۹-تفسیر خزائن العرفان
۳۰-تفسیر موضح القرآن
۳۱-تفسیر بیان القرآن
۳۲-اشرف الحواشی

۳۳-البدایہ والنہایہ
۳۴-الناہیہ
۳۵-تطہیر الجنان
۳۶-مجمع الزوائد
۳۷-شفا قاضی عیاض مالکی
۳۸-شرح شفا لعلی القاری
۳۹-شرح شفا نسیم الریاض
۴۰-طبرانی کبیر
۴۱-طبرانی اوسط
۴۲-طبرانی صغیر
۴۳-مدارج النبوت
۴۴-ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم
۴۵-تاریخ خطیب بغدادی
۴۶-رسائل رضویہ
۴۷-الخصائص النسائی
۴۸-غنیۃ الطالبین
۴۹-المنجد
۵۰-کشف المحجوب
۵۱-کنز العمال
۵۲-امیر معاویہ پر ایک نظر
۵۳-الصواعق المحرقہ
۵۴-برق سوزاں
۵۵-فقہ اکبر
۵۶-شرح فقہ اکبر لعلی القاری
۵۷-مکتوبات مجدد الف ثانی
۵۸-نووی شرح مسلم
۵۹-اکمال اکمال المعلم
۶۰-سیرت النبویہ زینی دحلان
۶۱-تاریخ الخلفا امام سیوطی
۶۲-حقیقت مذہب شیعہ (خارجی)
۶۳-خلافت راشدہ (خارجی)
۶۴-اسد الغابہ
۶۵-سوانح کربلا از صدر الافاضل
۶۶-حیات سیدنا یزید (خارجی)
۶۷-بیہقی شریف
۶۸-المستدرک للحاکم
۶۹-الادب المفرد بخاری
۷۰-العواصم
۷۱-منہاج السنہ
۷۲-الاستیعاب
۷۳-تاریخ ابن عساکر
۷۴-حلیۃ الاولیاء
۷۵-تاریخ ابن الاثیر
۷۶-رجال البخاری
۷۷-تفہیم البخاری
۷۸-تاریخ الامت
۷۹-منہج الصادقین (شیعہ)
۸۰-نہج البلاغہ (شیعہ)
۸۱-جلاء العیون (شیعہ)
۸۲-ابن ابی الحدید (شیعہ)
۸۳-الفخری (شیعہ)
۸۴-حق الیقین (شیعہ)
۸۵-ناسخ التواریخ (شیعہ)
۸۶-زاد المعاد

۸۷-فتح الباری شرح بخاری
۸۸-دلائل النبوت
۸۹-الریاض النضرہ
۹۰-مثنوی مولانا روم
۹۱-رسائل و مسائل اعلیٰ حضرت
۹۲-اکابر تحریک پاکستان
۹۳-تذکرہ اکابر اہلسنت
۹۴-الملفوظ اعلیٰ حضرت
۹۵-مہر منیر گولڑہ شریف
۹۶-فتاویٰ فیض الرسول
۹۷-روضۃ الشہداء
۹۸-نور العینین فی مشہد الحسین
۹۹-کفر یزید
۱۰۰-عینی شرح بخاری
۱۰۱-تاریخ طبری
۱۰۲-سیرت خلفائے راشدین
۱۰۳-نقائص الفنون
۱۰۴-الشرف المؤبد لآل محمد
۱۰۵-سیرت عائشہ ندوی
۱۰۶-علی و بنوہ طہٰ مصری
۱۰۷-شرف النبی
۱۰۸-تفسیر مظہری
۱۰۹-تفسیر الحسنات
۱۱۰-تکمیل الایمان
۱۱۱-مروج الذہب (شیعہ)
۱۱۲-مسند الفردوس
۱۱۳-نور الابصار شبلنجی
۱۱۴-جامع الاخبار (شیعہ)
۱۱۵-ابن عساکر
۱۱۶-تفسیر مجمع البیان (شیعہ)
۱۱۷-تاریخ اسلام ندوی
۱۱۸-احیاء العلوم امام غزالی
۱۱۹-تفسیر خازن
۱۲۰-الاصابہ فی تمیز الصحابہ
۱۲۱-تاریخ ابن کثیر ترجمہ اردو
۱۲۲-البدایہ والنہایہ اردو

قارئین کرام سے گزارش

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اس کتاب کا ہر حوالہ اصل کتاب سے دیکھ کر لکھا گیا ہے (تمام کتب فقیر کے اپنے کتب خانہ میں موجود ہیں پھر بھی اگر کہیں غلطی رہ گئی ہو تو ادارہ کو مطلع کریں تاکہ اس کی تصحیح کی جا سکے' ازراہ کرام ہر کلمہ گو مسلمان اس کتاب کو دقتِ نظر اور ٹھنڈے دل سے پڑھے تو پھر مجھے بارگاہ خداوندی سے اُمید واثق ہے کہ وہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق دل صاف کیے بغیر نہیں رہ سکے گا

اگر اس کے باوجود بھی وہ حضرت امیر معاویہ کی مخالفت پر ہی کمربستہ رہے تو اس کا نصیب ہے۔

بالخصوص وہ اہلسنّت عوام و خواص جو حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق حسن ظن نہیں رکھتے اس کتاب کا مطالعہ ضرور ہی فرمائیں کہ یہ کتاب بالخصوص انہیں کے لیے تحریر کی گئی ہے کیونکہ ان کے ایمانوں کو تباہ و برباد کرنے کے لیے منکرین عظمت امیر معاویہ شب و روز مجالس ابحاث منعقد کرتے رہتے ہیں اور بڑے غلیظ طریقوں سے انہیں ورغلاتے رہتے ہیں۔

یاد رہے کہ فقیر پورے پچیس برس اس مسئلہ میں سرگرداں رہا ہے اور اسی پچیس سالہ نچوڑ اور تحقیق کو سپرد قلم کر رہا ہے

ان پچیس برسوں میں بڑے بڑے مباحث و مناظرے ہوئے الحاد و بے دینی

کے طوفان امنڈتے رہے بڑی بڑی زوردار آندھیاں گمراہی کی چلتی رہیں اور طویل ترین گفتگوئیں ہوتی رہیں بڑے بڑے پوپ پالوں سے واسطہ پڑتا رہا بالآخر فقیر خادم اہلسنّت و جماعت اسی نتیجہ پر پہنچا جو حوالہ قرطاس کر دیا ہے اہلسنّت و جماعت واحد وہ جماعت ہے جو ہر مسئلہ میں تحقیق کرتے ہیں اور طویل تحقیق کے بعد صحیح نتیجہ پر پہنچتے ہیں اور جب حق کی منزل کو پالیتے ہیں تو پھر اس پر ڈٹ جاتے ہیں۔

یاد رہے کہ میں نے اسرار خطابت' اظہار خطابت' مفید الخطباء اور شجاعت صحابہ کی طرح تحقیق کا انداز بھی خطیبانہ رکھا ہے تاکہ تحقیق کے ساتھ ساتھ انداز خطابت سے بھی قارئین مستفید و مستفیض ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ اپنے حبیب پاک صاحب لولاک علیہ السلام کے نعلین مقدس کے طفیل ہم سب کو مسلک حق مذہب مہذب اہلسنّت و جماعت حنفی سنی پر قائم و دائم رکھے اور خاتمہ بالایمان فرمائے۔

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

احقر العباد

محمد مقبول احمد سرور

خادم آستانہ عالیہ حضرت امام خطابت رحمۃ اللہ علیہ

آف فیصل آباد

وجہ تالیف ایں کتاب مبین

گرامی قدر سامعین!

فقیر کے دل میں اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کا کیا مقام رفیع ہے؟
یہ جاننے کے لیے فقیر کی سب سے اوّلین تصنیف رسالہ ''شانِ صحابہ'' جو ۔۔۔ء میں تصنیف کیا گیا اور اس کے بعد اسی موضوع پر ایک ضخیم کتاب ''شجاعت صحابہ'' جو سینکڑوں آیات و احادیث سے مزّین ہے کا مطالعہ فرمائیے آپ کو بخوبی معلوم ہو جائے گا۔

فقیر ان خاک پا کے ذرّوں کو آنکھوں کا سرمہ سمجھتا ہے جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کے مبارک قدموں میں پہنے ہوئے نعلین سے مشرف ہو گئے۔

کیونکہ فقیر کا عقیدہ ہے کہ

خدا کی توحید کی مجسم دلیل حبیب خدا علیہ السلام ہیں

اور حبیب خدا کی رسالت کے مجسم دلائل یاران حبیب خدا ہیں (رضوان اللہ علیہم)

حضرت حکیم الامت مفسر قرآں محدث دوراں قبلہ مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ گجراتی فرماتے ہیں کہ

؎ اس پہ گواہ ھُوَ الَّذِیْ شیشۂ حق نما نبی
دیکھ لو جلوۂ نبی شیشۂ چار یار میں

علماء و عقلاء

اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ جب کسی مَابِہِ النِّزَاع مسئلہ میں تحقیق جاری

ہوتو جب تک وہ تحقیق کسی نتیجہ پر نہ پہنچ جائے اس پر کوئی فتویٰ نہیں دیا جا سکتا۔

فقیر نے جب ہوش سنبھالا تو علماء کرام کو بہت سے فضائل ومسائل میں گفتگو کرتے دیکھا، بحمدہٖ تعالیٰ بندہ ناچیز کا گھرانہ ایک معروف علمی گھرانہ تھا جہاں آستانہ عالیہ حضرت امام خطابت رحمۃ اللہ علیہ پر ملک کے طول وعرض سے مایہ ناز محققین علماء رونق افروز ہوتے اور کئی کئی گھنٹے تک مختلف مسائل پر گفتگو فرماتے ہائے افسوس کہ اب وہ ماحول ہی ختم ہو گیا اور علماء ایک ایک کرکے اُٹھتے چلے گئے اور انہوں نے اپنے پیچھے اپنی نظیر نہ چھوڑی تو

کار طفلاں تمام خواہد شد

والا معاملہ ہمارے ساتھ پیش آ گیا

نہ وہ علمی محافل رہیں

نہ وہ ادبی مجالس رہیں

بس رہے نام اللہ کا!

اب تو ''یوسف زلیخا، کمبل پوش اور صائم دے دوہڑے'' پڑھنے والوں کی محافل جمنے لگیں ان کی محافل میں جو نہ تو

کسی مکتب و مدرسہ میں گئے

نہ ہی انہوں نے کسی شیخ واستاد کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کیا

نہ کسی عالم کے جوڑے سیدھے کیے

ایسے لوگ اکابر پر ٹھٹھوں اور بکھیڑوں کے ڈونگرے برسانے لگے

سو ان سابقہ اور ان موجودہ مجالس میں امتیاز روز روشن کی طرح واضح نظر آنے لگا

اکابرین وہ کہ جب کسی مسئلہ پر گفتگو فرماتے تو مدلل اور ایک دوسرے کی عزت وعظمت کو ملحوظ خاطر رکھتے یہ اصاغرین جب کسی بات پر لب کشائی فرماتے ہیں تو غیر

مدلل اور

ہیچو ما دیگرے نیست

کے مصداق کامل بن جاتے ہیں

اُن کی مجالس میں محبت و پیار تھا

اِن کی مجالس میں نفرت و تکرار ہے

اُن کی محافل میں دلائل کے انبار ہوا کرتے تھے

اِن کی محافل میں فتوؤں کی یلغار ہوا کرتی ہے

تو فقیر نے ان اکابر علماء اہلسنّت کی محافل و مجالس کا مشاہدہ کیا ہوا تھا تو اس وجہ سے چند مختلف فیہ مسائل کی تحقیق و جستجو میں لگا رہتا تھا۔

ان مسائل میں سے ہی ایک مسئلہ حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا بھی تھا جس کی تحقیق میں بعد میں فقیر نے اس عرصہ سمیت تقریباً تیس سال گزارے

پہلے اپنے اکابر سے گفتگو کرتا رہا

پھر اپنے ہم عصر علماء سے تبادلہ خیال ہوتا رہا

کیونکہ فقیر نے اپنے اکابرین کی شفقت اپنے اوپر ہمہ وقت سایہ فگن دیکھی تھی تو اسی کا اثر تھا کہ ہر چھوٹے (جن کو میں آج بھی اپنے سے بڑے تصور کرتا ہوں) سے میں بھی پیار و شفقت مروت و محبت اور اخلاص کے جذبہ سے اس حساس مسئلہ پر گفتگو کیا کرتا

مگر ان عالم نما جاہلوں نے وہی کیا جو ان کا خاصہ میں نے اوپر بیان کر دیا ہے۔

میرے خلاف ایک طوفان بدتمیزی کھڑا کر دیا گیا اور بے دریغ فتوؤں کی یلغار برپا کر دی گئی کہ

''مولوی مقبول تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اچھا نہیں جانتا''۔

ادھر جب میں تحقیق کے اختتام کو پہنچا تو اللہ تعالیٰ جل وعلا شانہ نے میرا شرح صدر فرما دیا اور میں دل و جان سے حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا فدائی ہو گیا۔

دورانِ تحقیق جو دلائل میرے پاس محفوظ ہوتے رہے تو ایک ایک حوالہ کے لیے کتابیں جمع کرتا رہا اور مختلف محافل میں بیان بھی کرتا رہا مگر ان لالچی اور دنیا دار لوگوں نے میرے خلاف ایک متحدہ محاذ بنالیا۔

افسوس تو اس بات کا ہے کہ اس دور میں جو اپنے آپ کو از خود اکابرین میں تصور کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ان کا وجود نہ ہو تو سنیت معرضِ خطر میں پڑ جائے گی بالخصوص میرے اپنے وہ دوست جو اپنے آپ کو فیصل آباد کا چوتھا پاوا سمجھتے ہیں وہ اس مستقل متحدہ محاذ کے مستقل پروپیگنڈہ میں مستقل پیش پیش نظر آئے انہوں نے تصور کیا کہ اس طرح ہم اسے نیست و نابود کر دیں گے مگر بقول امام احمد رضا علیہ الرحمت

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا

ایک لطیفہ برسبیل تذکرہ

مرغ سے کسی نے پوچھا کہ تو چھت کے درمیان پر کیوں نہیں ٹہلتا جب بھی تجھے دیکھو تو تو دیواروں پر چلتا نظر آتا ہے تو اس نے جواب دیا کہ میرا خیال ہے اگر میں چھت پہ چلوں تو میرے بوجھ سے کہیں چھت ہی نہ گر جائے

یہی تصور کچھ ہمارے مہربانوں کا بھی ہے

اور جب ہم نے کوشش کی کہ عصر حاضر کے اکابرین اہلسنّت کو اپنی فریاد سنا کر ان محاذوں کو بند کروایا جائے تو نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے سب سے بڑے ادارے نے ان لوگوں کی باتیں سن کر بغیر تصدیق ہم پر فتوی صادر فرما دیا (یہ فتویٰ آج بھی میرے پاس موجود ہے)

؎ ہم نے سوچا تھا کہ حاکم سے کریں گے فریاد
وہ بھی کم بخت ترا چاہنے والا نکلا

اس لیے بندہ ناچیز نے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومحامد پر جو کچھ اپنے دامن بے بضاعت میں میسر تھا احاطۂ تحریر میں لانے کا ارادہ کیا اور الحمد للہ میرا واضح اور کھلی کتاب کی طرح جو عقیدہ حضرت امیر معاویہ کے بارے میں تھا اور ہے وہ اس کتاب سے انشاء اللہ العزیز صدیوں تک چمکتا دمکتا رہے گا اور غلط پروپیگنڈہ کرنے والے اپنی موت آپ مر جائیں گے۔

عرفی تو میندیش زغوغائے رقیباں
آواز سگاں کم نہ کند رزق گدارا

فقیر محمد مقبول احمد سرور

وجاہت

حضرت امیر المؤمنین سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ارشاد

حافظ ابن کثیر دمشقی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَدَنِیُّ قَالَ

حضرت عبدالرحمٰن مدنی سے روایت ہے وہ کہتے ہیں

کَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ اِذَیٰ رَایٰ مُعَاوِیَۃَ قَالَ ھٰذَا کِسْرَیٰ الْعَرَبِ

حضرت عمر ابن الخطاب جب حضرت معاویہ کو دیکھتے تو کہتے یہ عرب کے کسریٰ ہیں۔ (رضی اللہ عنہما) (البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۱۲۵، مطبوعہ پشاور)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد

''معاویہ کو بُرا نہ کہو جب یہ تمہارے اندر سے اُٹھ جائیں گے تو تم دیکھو گے کہ بہت سے سرتن سے جدا کیے جائیں گے''۔ جدال وقتال بہت ہوگا۔

(نہج البلاغۃ شیعہ جلد سوم ص ۸۳۶، ابن عساکر ص ۲۱۸)

مُتبرّی کہتے ہیں

''لوگوں پر حیرت ہے کہ وہ کسریٰ (بادشاہ فارس) اور ہرقل (بادشاہ روم) کا تو ذکر کرتے ہیں مگر معاویہ (رضی اللہ عنہ) (بادشاہ اسلام) کو بھول جاتے ہیں۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۸۸ ترجمہ شمس بریلوی مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کراچی)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دراز قد خوبرو اور وجیہہ شخص تھے۔

(تاریخ الخلفاء اُردو ترجمہ شمس بریلوی مطبوعہ کراچی ص ۲۸۸)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

خوبصورت بھی تھے

خوب سیرت بھی تھے

سلطان عادل بھی تھے

کسریٰ عرب بھی تھے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی مختصر سوانح

حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

آپ کا نام شریف معاویہ ابن ابوسفیان ابن حرب ابن امیہ ابن عبد الشمس ابن عبد مناف ہے آپ پانچویں پشت یعنی عبد مناف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتے ہیں آپ کی والدہ ہندہ بنت عتبہ ابن ربیعہ ابن عبد الشمس ابن عبد مناف ہیں۔

آپ صلح حدیبیہ کے دن ایمان لائے مگر فتح مکہ کے دن اسلام ظاہر کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سالے اور کاتب وحی ہیں عہد فاروقی میں شام کے حاکم بنے چالیس سال وہاں کے ہی حاکم رہے امام حسن ابن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے آپ کے حق میں خلافت سے دستبرداری فرمالی اور صلح کر لی۔

آپ کی وفات ۴ رجب ۶۰ ہجری میں لقوہ کی بیماری سے ہوئی ۷۸ سال عمر پائی آپ کے پاس حضور علیہ السلام کا تہہ بند چادر شریف قمیص مبارک اور کچھ بال و ناخن شریف تھے وصیت کی تھی کہ مجھے اس لباس شریف میں کفن دینا اور میرے منہ اور ناک میں ناخن اور بال شریف رکھ دینا۔

(مرأت شرح مشکوۃ شریف جلد اول ص ۱۸۳ مطبوعہ لاہور) [1]

---

[1] البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۸ ص 115، الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد نمبر ۳ ص ۴۳۳ پر حرف میم کے تحت لکھا ہے کہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بعثت سے چند سال پہلے پیدا ہوئے

عمرۃ القضا میں آپ ایمان لائے

حضرت امیر معاویہ کہتے ہیں کہ میں عمرۃ القضاء پر ایمان لے آیا تھا مگر میں نے اپنے ایمان کو اپنے والد سے چھپا رکھا تھا فتح مکہ کے دن ظاہر کیا

اس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ ۱۲ فقیر قادری

شیعہ مؤرخ کبیر حسین علی مسعودی اور اوصاف امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نماز صبح کے بعد تلاوت قرآن مجید میں مشغول ہو جاتے پھر چار رکعت نماز اشراق ادا فرماتے پھر تمام نمازوں کی بروقت ادائیگی کے ساتھ ساتھ دن رات مخلوق خدا کی خدمت میں صرف فرماتے پچھلی رات اُٹھ کر تہجد بھی ادا فرماتے رات کو عبادت اور دن کو سخاوت کی انتہا کر دیتے۔ (مروج الذہب جلد سوم ص ۲۹)

حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ والد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں کہ

حضرت ابوسفیان صخر بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی اموی حضرت یزید[1] اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما وغیرہ کے والد ہیں سال فیل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے تاجر تھے اور اپنے اور دیگر قریش کے اموال وغیرہ شام لے جاتے تھے رئیسوں کا جھنڈا انہیں کے پاس ہوتا تھا زمانہ جاہلیت میں تین آدمیوں کی رائے قابل اعتماد تھی عتبہ' ابوجہل اور ابوسفیان' ابوسفیان نے ہی اسلام کے خلاف غزوۂ احد میں کفار کی قیادت کی تھی ابوسفیان حضرت عباس کے دوست تھے فتح مکہ کی رات کو مشرف باسلام ہوئے جنگ حنین میں شریک ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سو بکریاں اور چالیس اوقیہ سونا عنایت فرمائے تھے اور ان کے دو بیٹوں حضرت یزید اور حضرت معاویہ کو بھی اتنا ہی عطا فرمایا تھا یہ طائف کی جنگ میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے اس جہاد میں ان کی ایک آنکھ راہ خدا میں کام آ گئی جنگ یرموک میں بھی شریک ہوئے تھے دوسری آنکھ اس جہاد میں کام آ گئی اس دن یہ اپنے بیٹے یزید کے جھنڈے تلے لڑ رہے تھے اور یہ نعرے لگا رہے تھے۔

"اے اللہ کی مدد قریب آ جا"۔

---

[1] یہی یزید بن ابوسفیان ہیں جو قسطنطنیہ کے اس پہلے لشکر میں شامل ہوئے تھے جسے حضور علیہ السلام نے مغفور لہم فرمایا اور جنت کی بشارت دی۔ یزید بن معاویہ تو ابھی تین سال کا تھا اس لشکر میں کیسے شامل ہوتا تھا؟ تفصیل انشاء اللہ دوسرے مقام پر آئے گی۔ ۱۲ فقیر قادری

یہ مؤلفۃ القلوب میں سے تھے اور ایک اچھے مسلمان کی طرح انہوں نے وقت گذارا بتیس (۳۲) ہجری میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی خلافت میں فوت ہوئے سن وفات میں اختلاف ہے۔ ۳۱ ہجری' ۳۳ ہجری اور ۳۴ ہجری کے بھی اقوال ہیں' حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ (اسد الغابہ جلد ۵ ص ۲۱۶)

ایک قول یہ ہے کہ حضرت معاویہ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اس وقت ان کی عمر اٹھاسی برس تھی حدیث نمبر ۶۲۸۷ میں ہے کہ حضرت ابوسفیان نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ میں اپنی بیٹی اُمّ حبیبہ کا آپ سے نکاح کرتا ہوں' علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اس حدیث پر یہ اِشکال ہے کہ حضرت ابوسفیان آٹھ ہجری میں فتح مکہ کے موقع پر اسلام لائے تھے اور حضرت اُمّ حبیبہ کا آپ سے چھ یا سات ہجری میں نکاح ہوا تھا' اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ہے عکرمہ بن عماد وہ ضعیف ہے' دوسرا جواب یہ ہے کہ ہوسکتا ہے حضرت ابوسفیان نے تجدید نکاح کی درخواست کی ہو۔ (نووی شرح مسلم جلد دوم ص ۳۰۴)

حضرت ہندہ والدہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت ہندہ[1] رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی فتح مکہ پر ایمان لائیں۔[2]

---

[1] یہ وہی ہندہ ہیں جو جنگِ بدر میں گانے گا گا کر کفار کو مسلمانوں کے خلاف ابھار رہی تھیں اور جنگ اُحد میں حضرت وحشی کو ورغلا کر کہا تھا کہ تو حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دے تو میں تجھے اتنا اتنا انعام دوں گی اور میں حمزہ کی کھوپڑی میں (معاذ اللہ) شراب پیوں گی اور اس کا کلیجہ چباؤں گی۔ چنانچہ اسی وحشی نے حضرت حمزہ کو شہید کیا اور اعضاء کاٹ دیے۔ سینہ مبارک چاک کر کے کلیجہ ہندہ کے پاس لایا تو اس سے چبایا نہ گیا۔

شیعہ حضرات اسی بنیاد پر ان پر تبرا کرتے ہیں مگر فقیر ان کے جواب میں ایک آیت اور ایک حدیث پاک پیش کرتا ہے ملاحظہ ہو۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ:

ما کان لنفس ان تومن الا باذن اللہ (پ ۱۱ سورۃ یونس آیت ۱۰۰)

کسی کے لیے یہ ممکن نہیں کہ اللہ کے اذن کے بغیر کوئی ایمان لائے۔

تو حضرت ہندہ کا ایمان لانا بھی باذن اللہ ہی ہوا اور ایمان لانا پچھلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے ملاحظہ ہو حدیث پاک مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ نے جب بیعت رسول کے لیے ہاتھ بڑھایا تو پھر کھینچ لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: عمرو کیا بات ہے؟ عرض کیا میں کچھ شرائط طے کرنا چاہتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو دل چاہے شرائط لگاؤ میں نے عرض کیا: میری شرط یہ ہے کہ میرے سابقہ گناہ معاف ہو جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عمرو!

اما علمت ان الاسلام یھدم ما کان قبلہ (مسلم شریف جلد اوّل)

کیا تم نہیں جانتے کہ اسلام پچھلے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (شرح مسلم سعیدی جلد اوّل ص ۵۸۲)

اس سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو اسلام اس کے سابقہ تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

حضرت وحشی (قاتل امیر حمزہ) ایمان لائے اور پھر انہوں نے مسیلمہ کذاب کو قتل کیا۔

تو جب حضرت ہندہ مسلمان ہوئیں تو تمام سابقہ گناہ مٹ گئے جب اسلام نے تمام گناہوں کو مٹا دیا تو آج ان کو سب وشتم کرنے والا اور مسلمان نہ سمجھنے والا اور صحابیہ رسول نہ سمجھنے والا خود کس طرح مسلمان رہ سکتا ہے؟

اسی طرح حضرت ابوسفیان کو مسلمان نہ سمجھنے والا خود کس طرح مسلمان رہ سکتا ہے؟

قرآن کی اس آیتِ کریمہ اور مسلم کی اس حدیثِ مبارکہ کے مطابق جو ابوسفیان اور ان کی زوجہ ہندہ کو مسلمان نہیں سمجھتا وہ خود مسلمان نہیں کیوں کہ قرآن وحدیث کا منکر ہے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

۱۲فقیر قادری

۲ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت ۱۳ ہجری کو شام کے جہاد میں ابوسفیان کا پورا گھرانہ یعنی وہ خود ان کے دونوں بیٹے جو دونوں صحابی ہیں یعنی حضرت معاویہ ابن ابی سفیان اور یزید ابن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابوسفیان کی بیوی ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سمیت سب شریک تھے۔

(اسد الغابہ جلد نمبر ۳، ص ۳۵۸ تاریخ اسلام ندوی ص ۳۴۷) ۱۲فقیر قادری

باب اوّل

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ قرآن کی روشنی میں

گرامی قدر سامعین!

سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ قرآن کریم کی وہ سینکڑوں آیات جو دیگر اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کے فضائل میں وارد ہیں سب کی سب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے محامد کو بھی شامل ہیں کیونکہ حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی صحابی رسول ہیں۔

نفس صحابیت میں تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین برابر ہیں مگر جزوی فضائل و درجات میں برابری نہیں ہے اور یہ طریقہ کسی انسان کا وضع کردہ نہیں بلکہ خود ربّ رحمٰن نے انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے وضع فرمایا ہے ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

بعض کو بعض پر فضیلت ہے

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ (پ۳ سورۃ البقرہ آیت ۲۵۳)

یہ پیغمبر بزرگی دی ہم نے ان کے بعض کو بعض پر ان میں سے بعض وہ ہیں جن سے ربّ نے کلام فرمایا اور بعضوں کو درجوں بلند فرمایا۔

نفس رسالت میں سب برابر

درجات میں بعض کو بعض پر	فضیلت
کسی کو کلام فرما کر فضیلت دی اور بنایا	کلیم اللہ علیہ السلام
کسی کو عرش پر بلا کر فضیلت دی اور بنایا	حبیب اللہ علیہ السلام

اسی طرح نفس صحابیت میں سب برابر ہیں درجات میں مختلف

کسی کو صداقت عطا کی	اور بنایا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
کسی کو عدالت عطا کی	اور بنایا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
کسی کو سخاوت عطا کی	اور بنایا عثمان غنی رضی اللہ عنہ
کسی کو شجاعت عطا کی	اور بنایا حیدر کرار رضی اللہ عنہ
کسی کو وحی کی کتابت عطا کی	اور بنایا امین وحی پروردگار رضی اللہ عنہ

نفس صحابیت میں سب برابر

صدیق اکبر بھی	صحابی رسول
عمر فاروق بھی	صحابی رسول
عثمان غنی بھی	صحابی رسول
مولا علی بھی	صحابی رسول
امام حسن بھی	صحابی رسول
امیر معاویہ بھی	صحابی رسول
ابن عباس بھی	صحابی رسول
حضرت زبیر بھی	صحابی رسول
حضرت حنظلہ بھی	صحابی رسول

مگر درجے مختلف

مگر مراتب متفرق

بعض کو بعض پر فضیلت دی درجہ صحابیت میں برابر مگر

کسی صحابی کو حبر الامت بنا دیا
کسی صحابی کو حواری رسول بنا دیا
کسی صحابی کو اسد اللہ بنا دیا
کسی صحابی کو اسد الرسول بنا دیا
کسی صحابی کو غسیل ملائکہ بنا دیا
کسی صحابی کو ذی الجناحین بنا دیا
کسی صحابی کو امین الامت بنا دیا
کسی صحابی کو محدث اُمت بنا دیا
اور امیر معاویہ کو کاتب وحی بنا دیا
امیر معاویہ کو ہادی مہدی بنا دیا
امیر معاویہ کو ذریعہ ہدایت بنا دیا
امیر معاویہ کو عالم کتاب بنا دیا
امیر معاویہ کو عالم حساب بنا دیا
امیر معاویہ کو مامون عن العذاب بنا دیا
امیر معاویہ کو امین وحی خدا بنا دیا

فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ
بعض کو ہم نے بعض پر فضیلت دی۔

وعدۂ حسنیٰ کی بشارت

اسی تفصیل کو بیان کرتے ہوئے ذات باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ
لَا يَسْتَوِيْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (پ ۲۷ سورۃ الحدید آیت نمبر ۱۰)

تم میں سے وہ لوگ جو فتح (مکہ) سے پہلے صدقہ و جہاد کر چکے برابر نہیں یہ بڑے درجے والے ہیں ان سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد صدقات دیے اور جہاد کیا اور اللہ نے ان سب سے جنت کا وعدہ فرمالیا۔

فتح مکہ سے پہلے صدقہ کرنے والے بھی صحابی بعد میں کرنے والے بھی صحابی

فتح مکہ سے پہلے جہاد کرنے والے بھی صحابی بعد میں کرنے والے بھی صحابی

صحابیت میں تمام برابر

مگر درجہ و مرتبہ میں برابر نہیں

درجہ ان کا بڑا ہے جنہوں نے فتح مکہ سے پہلے صدقہ دیا اور جہاد کیا

کیونکہ نفس صحابیت میں برابر ہیں اس لیے

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

اللہ نے سب سے جنت کا وعدہ فرمالیا[1]

اس وعدہ میں فتح سے پہلے والے بھی شامل کیونکہ صحابی ہیں

اس وعدہ میں فتح سے بعد والے بھی شامل کیونکہ صحابی ہیں

سب سے جنت کا وعدہ فرمالیا۔

خواہ وہ حبشہ کا رہنے والا کالا بلال ہو وعدہ میں شامل کہ وہ صحابی ہے

خواہ وہ روم سے آیا ہوا صہیب رومی ہو وعدہ میں شامل کہ وہ صحابی ہے

خواہ وہ فارس سے آنے والا سلمان فارسی ہو وعدہ میں شامل کہ وہ صحابی ہے

خواہ وہ شام سے آنے والا امیر معاویہ ہو وعدہ میں شامل کہ وہ صحابی ہے

---

[1] اہل تشیع کے تفسیر کے امام صاحب تفسیر مجمع البیان نے الحسنیٰ کی تفسیریوں کی ہے کہ

ای الجنة و الثواب فیها (تفسیر مجمع البیان جلد نمبر ۵ ص ۲۳۲)

یعنی جنت اور اس میں ثواب

دوسرے بہت بڑے شیعہ مفسر فتح اللہ شوکانی نے بھی یہی لکھا ہے ملاحظہ ہو

(تفسیر منہج الصادقین جلد نمبر ۹ ص ۱۷۱) ۱۲ فقیر قادری

خواہ وہ سب سے پہلے ایمان
لانے والا
صحابی ہو وعدہ میں شامل کہ وہ صحابی ہے
خواہ وہ سب سے آخر میں ایمان
لانے والا
صحابی ہو وعدہ میں شامل کہ وہ صحابی ہے
خواہ وہ فتح مکہ سے پہلے ایمان
لانے والا
صحابی ہو وعدہ میں شامل کہ وہ صحابی ہے
خواہ وہ فتح مکہ کے بعد ایمان
لانے والا
صحابی ہو وعدہ میں شامل کہ وہ صحابی ہے

درجات مختلف ہیں مگر وعدہ میں شامل
مراتب مختلف ہیں مگر وعدہ میں شامل

اللہ تعالیٰ نے تخصیص نہیں فرمائی کہ فلاں فلاں وعدہ حسنیٰ میں شامل نہیں
نہیں نہیں بلکہ فرمایا

کُلًّا کُلًّا کُلًّا

ایک دو نہیں
سو دو سو نہیں
ایک ہزار نہیں
دو چار ہزار نہیں
دس بیس پچاس ہزار نہیں

جو نگاہ ایمان سے ایک منٹ بھی وابستۂ دامن محبوب ہو گیا اور اسی وابستگی پر دنیا سے رخصت ہو گیا تو

کُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى

اللہ نے سب سے جنت کا وعدہ فرمالیا

تم کون ہو مستثنیٰ کرنے والے؟

اب اس لفظ کُلًّا کا حصر توڑ کر حضرت امیر معاویہ کو مستثنیٰ کرنے کے لیے کوئی دلیل پیش کرو

کوئی ایک آیت پیش کرو — جو حضرت معاویہ کو اس وعدہ سے مستثنیٰ کرے
کوئی ایک روایت پیش کرو — جو حضرت معاویہ کو اس وعدہ سے مستثنیٰ کرے
کوئی ایک فرمان ولایت پیش کرو — جو حضرت معاویہ کو اس وعدہ سے مستثنیٰ کرے
کوئی ایک ارشاد امامت پیش کرو — جو حضرت معاویہ کو اس وعدہ سے مستثنیٰ کرے

اور اگر نہیں پیش کر سکتے
یقیناً نہیں پیش کر سکتے
تو تمہیں کس نے حق دیا ہے مستثنیٰ کرنے کا؟ اور تم کون ہوتے ہو مستثنیٰ کرنے والے؟
هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○
لاؤ دلیل اگر تم سچے ہو تو

مبغضین صحابی کافر ہیں (القرآن)

یا تو دلیل لاؤ — اگر سچے ہو
اگر دلیل نہیں لاتے — تو سوائے بغض وغیض کے کچھ نہیں ہے
تمہارے سینوں میں صحابہ کرام سے — بغض ہے اور غیض ہے
تمہارے سینوں میں امیر معاویہ سے — بغض ہے اور غیض ہے

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (الفتح:۲۹)

ارشاد مجدد الف ثانی

امام ربانی قیوم زمانی شاہباز لامکانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

''بدترین جمیع فرق مبتدعان جماعت اند کہ باصحاب پیغمبر بغض دارند اللہ تعالیٰ در قرآن خود ایشاں را کافر می نامد لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ قرآن و شریعت را اصحاب تبلیغ نمودند اگر ایشاں مطعون باشند طعن در قرآن شریف لازم آید

(مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی جلد اوّل ص ۸۶ مکتوب پنجاہ چہارم)

تمام بدعتی فرقوں میں بدتر فرقہ وہ ہے جو حضور علیہ السلام کے صحابہ سے بغض رکھتا ہے خود اللہ تعالیٰ ان کو قرآن میں کافر کہتا ہے ''لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ''

قرآن اور شریعت کی تبلیغ صحابہ نے کی اگر خود صحابہ ہی مطعون ہوں تو قرآن اور ساری شریعت میں طعنہ ہوگا۔

یہ قرآن کی آیات ہیں

فقیر نے کوئی — ڈائجسٹ پیش نہیں کیا

فقیر نے کوئی — کہانی پیش نہیں کی

فقیر نے کوئی — ناول پیش نہیں کیا

فقیر نے کوئی — اخبار پیش نہیں کیا

فقیر نے کوئی — تاریخ پیش نہیں کی

قرآن وحدیث پہلے تاریخ بعد میں

سنو تاریخ کے حوالے پیش کرنے والو

قرآن کے مقابلہ میں ہم — کسی تاریخ کو تسلیم نہیں کرتے

حدیث کے مقابلہ میں ہم — کسی تاریخ کو تسلیم نہیں کرتے

کیونکہ

قرآن پہلے — تاریخ بعد میں

حدیث پہلے — تاریخ بعد میں

تاریخ میں قطع و برید — ہو سکتی ہے

تاریخ میں افراط وتفریط	ہوسکتی ہے
قرآن وحدیث میں	قطع و برید نہیں ہوسکتی
قرآن وحدیث میں	افراط وتفریط نہیں ہوسکتی
تاریخ کو بدلا جاسکتا ہے	قرآن وحدیث کو بدلا نہیں جاسکتا
تمام مجتہد زور لگالیں	تاریخ بدل سکتے ہیں قرآن وحدیث نہیں
تمام ملاں زور لگالیں	تاریخ بدل سکتے ہیں قرآن وحدیث نہیں
تمام مولوی زور لگالیں	تاریخ بدل سکتے ہیں قرآن وحدیث نہیں
تمام ذاکر زور لگالیں	تاریخ بدل سکتے ہیں قرآن وحدیث نہیں
تمام تاریخیں مرتب کرنے والے زور لگالیں	تاریخ بدل سکتے ہیں قرآن وحدیث نہیں

تاریخ کا کوئی محافظ نہیں ہے

کیونکہ تاریخ مرتب کرنے والا ہے انسان

اور قرآن نازل فرمانے والا ہے : رحمان

قرآن وحدیث کا محافظ اللہ خود ہے

حدیث بیان فرمانے والا ہے خود حبیب رحمٰن

اور وہ قرآن نازل کرنے والا خود فرماتا ہے

اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوۡنَ ○ (پ۱۴ سورۃ الحجر آیت نمبر ۹)

بے شک ہم نے نازل کیا ذکر (قرآن) کو اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

اور قرآن قول رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ کہ

اِنَّهٗ لَقَوۡلُ رَسُوۡلٍ كَرِيۡمٍ ○ (پ۳۰ سورۃ التکویر آیت نمبر ۱۹)

بے شک یہ (قرآن) رسول کریم کا البتہ قول ہے۔

مولوی بدل سکتا ہے — قرآن و حدیث نہیں بدل سکتا
مفتی بدل سکتا ہے — قرآن و حدیث نہیں بدل سکتا
ملاں بدل سکتا ہے — قرآن و حدیث نہیں بدل سکتا
ذاکر بدل سکتا ہے — قرآن و حدیث نہیں بدل سکتا
مجتہد بدل سکتا ہے — قرآن و حدیث نہیں بدل سکتا

کسی شاعر نے کیا خوب کہا کہ

؎ بدلے گا زمانہ لاکھ مگر قرآن نہ بدلا جائے گا
ہے قول نبی فرمان خدا فرمان نہ بدل جائے گا

اس لیے قابل تسلیم وہی جو قرآن میں ہے
اس لیے لائق تسلیم وہی ہے جو آقا کے فرمان میں ہے

وہ تاریخ جو قرآن و حدیث کے خلاف ہے اس قابل ہے کہ اسے ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جائے۔

ثابت کرو کہ امیر معاویہ صحابی نہ تھے[1]

اگر اس وعدہ حسنیٰ سے حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو مستثنیٰ کرنا ہے تو ثابت کرو کہ وہ صحابی نہ تھے۔

---

[1] حضرت معاویہ کا انجام: شیخ محقق علی الاطلاق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ارقام فرماتے ہیں کہ علماء اہلسنّت کا مسلک یہ ہے کہ حضرت معاویہ کے تمام مجادلات حضرت علی رضی اللہ عنہ کے (جو کہ خلیفہ برحق اور امام مطلق تھے) خلاف بغاوت وخروج پر محمول کیے جائیں گے حدیث عمار بن یاسر جو تواتر کیساتھ شہرت رکھتی ہے میں آیا ہے کہ ''تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيَدْعُوْنَكَ اِلَى النَّارِ'' اس بات کی دلیل ہے کہ یہ معاملہ کفر اور مستوجب لعنت نہیں تھا سلف صالحین اور علماء مجتہدین میں سے کسی نے بھی حضرت معاویہ پر لعنت نہیں بھیجی حقیقت یہ ہے کہ علماء اہلسنّت کی عادت ہے کہ وہ لعن طعن سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہیں اَلْمُؤْمِنُ لَيْسَ بِلَعَّانٍ لعنت تو کسی بھی شخص پر زیبا نہیں خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو؟ کیا معلوم کہ عاقبت کار ایمان وسعادت کی دولت لے کر گیا ہو مگر جس شخص کی موت یقین سے معلوم ہو کہ کفر پر ہوئی ہے اسے کافر کہا جا سکتا ہے۔ (تکمیل الایمان ص ۱۴۸-۱۴۷ اردو مطبوعہ مکتبہ نبویہ لاہور) ۱۲ فقیر قادری

خدا کی قسم	زلف مصطفیٰ کی قسم
سورج مشرق کی بجائے مغرب سے	طلوع تو ہو سکتا ہے
حجر و شجر اپنی اپنی جگہ سے	ہل تو سکتے ہیں
ستارے آسمان سے ٹوٹ کر	گر تو سکتے ہیں
حشر کا میدان برپا	تو ہو سکتا ہے
یہ منکر زہر کا پیالہ تو پی	سکتا ہے

مگر امیر معاویہ کی عدم صحابیت تا قیام صبح محشر کبھی بھی ثابت نہیں کر سکتا

حضرت امیر معاویہ صحابی رسول تھے

آؤ ہم ثابت کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول تھے

ملاحظہ ہو امام ابن کثیر دمشقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

وَقَدْ رُوِیَ عَنْ مُعَاوِیَةَ اَنَّہٗ قَالَ اَسْلَمْتُ یَوْمَ عُمْرَۃَ الْقَضَاءِ وَلٰکِنِّیْ کَتَمْتُ اِسْلَامِیْ مِنْ اَبِیْ اِلٰی یَوْمِ الْفَتْحِ ۔

(البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۱۰۸ مطبوعہ پشاور)

اور تحقیق روایت کیا گیا ہے حضرت معاویہ سے انہوں نے فرمایا کہ میں عمرۃ القضاء کے دن مسلمان ہو چکا تھا لیکن میں نے فتح مکہ تک اپنے باپ سے اپنے اسلام کو چھپائے رکھا [۱]

---

[۱] حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

صحیح یہ ہے کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاص صلح حدیبیہ کے دن ۷ ہجری میں ایمان لا چکے تھے۔ مگر مکہ والوں کے خوف سے اپنا ایمان چھپائے رکھا پھر فتح مکہ کے دن اپنا اسلام ظاہر فرما دیا۔

جن لوگوں نے کہا ہے کہ وہ فتح مکہ کے دن ایمان لائے وہ ظہور ایمان کے لحاظ سے کہا ہے جیسے حضرت عباس عم رسول محترم رضی اللہ عنہ وصلی اللہ علیہ وسلم در پردہ جنگ بدر ہی کے دن ایمان لا چکے تھے مگر احتیاطاً اپنا ایمان چھپائے رکھا اور فتح مکہ میں اپنا ایمان ظاہر فرما دیا تو لوگوں نے انہیں بھی فتح مکہ کے مومنوں میں شمار کیا حالانکہ آپ قدیم الاسلام تھے بلکہ بدر میں بھی کفار کے ساتھ مجبوراً تشریف لائے تھے اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ کوئی مسلمان عباس رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کرے وہ مجبوراً لائے گئے ہیں۔

اور میرے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کے پیارے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ جو کہ حبر الامت اور سب سے پہلے مفسر قرآن ہیں ارشاد فرماتے ہیں کہ

اِنَّ مُعَاوِيَةَ قَالَ قَصَرْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ الْمَرْوَةِ

(تطہیر الجنان مطبوعہ ملتان ص ۷ مسند امام احمد ابن حنبل جلد نمبر ۴ ص ۱۲۰ مطبوعہ ملتان)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے (عمرۃ القضاء) کے موقع پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر انور سے موئے متبرکات کا قصر کیا (یعنی بال مبارک کاٹے) مروہ (پہاڑی) کے قریب

معلوم ہوا کہ سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عمرۃ القضاء سے پہلے ایمان لا چکے تھے جبھی تو عمرہ ادا فرمانے کے بعد نبی کریم علیہ السلام نے ان سے تقصیر کروائی۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ تشریف لائے عمرۃ القضاء میں اور میں آپ کا مصدق تھا پھر تشریف لائے فتح مکہ کے سال تو میں نے اپنا اسلام ظاہر کیا پھر میں آپ کے پاس حاضر ہوا تو آپ نے مجھے (اپنی غلامی میں) قبول فرمایا اور میں نے آپ کے سامنے کتابت کی۔

(البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۵۱۲)

واقدی نے کہا

قَالَ الْوَاقِدِیْ شَهِدَ مَعَهٗ حُنَيْنًا وَاَعْطَاهُ مِائَةً مِّنَ الْاِبِلِ وَاَرْبَعِيْنَ

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ سے: امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حدیبیہ کے دن ایمان لانے کی دلیل وہ حدیث ہے کہ جو امام احمد نے امام محمد باقر بن زین العابدین بن امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا کہ امام باقر سے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت فرمایا ان سے امیر معاویہ نے روایت فرمایا کہ میں نے حضور علیہ السلام کے احرام سے فارغ ہوتے ہی حضور کے سر اقدس کے بال کاٹے مروہ کے پاس۔ (امیر معاویہ پر ایک نظر ۱۲ فقیر قادری)

اَوْقِيَةً مِّنْ ذَهَبٍ وَّزَنَهَا بِلَالٌ وَّشَهِدَ الْيَمَامَةَ

(البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۵۱۲)

واقدی نے کہا

معاویہ (رضی اللہ عنہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین میں حاضر ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا جسے حضرت بلال نے اُٹھایا اور وہ جنگ یمامہ میں بھی حاضر ہوئے۔

دوبارہ اس آیت کو پڑھیے

معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ قبل از فتح مکہ ایمان لا چکے تھے عمرۃ القضاء میں سرکار علیہ السلام کے موئے مبارک کی تقصیر کا انہیں شرف حاصل ہوا جنگ حنین میں شریک ہوئے اور ان کو مال غنیمت سے سرکار علیہ السلام نے حصہ بھی عطا فرمایا اور پھر جنگ یمامہ میں بھی شریک ہوئے معلوم ہوا کہ وہ صحابی تھے اب دوبارہ اس ارشاد خداوندی کو دہرایئے

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ اُولٰئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً مِّنَ الَّذِيْنَ اَنْفَقُوْا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوْا وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (پ ۲۷ سورۃ الحدید آیت نمبر ۱۰)

"تم میں سے جو لوگ فتح مکہ سے پہلے صدقہ و جہاد کر چکے برابر نہیں یہ بڑے درجہ والے ہیں ان سے جنہوں نے فتح مکہ کے بعد صدقات دیے اور جہاد کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان سب سے جنت کا وعدہ فرما لیا"۔

معلوم ہوا کہ حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نفس صحابیت میں دیگر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے برابر ہیں مگر درجہ و مرتبہ میں برابر نہیں۔

ترتیب درجات صحابہ کرام

صحابہ کرام میں سب سے افضل خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں

چار خلفاء کے بعد عشرہ مبشرہ کی افضلیت آتی ہے یعنی چار تو یہی خلفاء حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی رضوان اللہ علیہم اجمعین اور چھ یہ حضرات ہیں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ' حضرت زبیر رضی اللہ عنہ' حضرت عبد الرحمٰن ابن عوف رضی اللہ عنہ' حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ' حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ' حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ۔

یہ دس حضرات تمام اُمت سے بہتر اور افضل ہیں یہ مہاجرین کے پیشوا تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار تھے رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

(تکمیل الایمان اُردو ص ۱۵۲' ص ۱۶۹)

عشرہ مبشرہ کے بعد اہل بدر کو فضیلت حاصل ہے ان کے متعلق ارشاد ہوا کہ

اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ .... قَدْ غَفَرْتُ لَکُمْ

تم جو چاہو کرو میں نے تمہاری بخشش کر دی ہے۔

ایک اور مقام پر فرمایا

لَنْ یَّدْخُلَ اللّٰہُ النَّارَ رَجُلاً شَھِدَ بَدْرًا وَالْحُدَیْبِیَّۃَ

اس شخص کو آگ ہرگز نہیں چھو سکے گی جو میدان بدر یا میدان حدیبیہ میں حاضر ہوا۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو فرشتہ میدان بدر میں شریک تھے ان کی فضیلت دوسرے فرشتوں سے بہت زیادہ ہے۔

(تکمیل الایمان اُردو از شیخ عبد الحق محدث دہلوی ص ۱۷۱ مطبوعہ لاہور)

اہل بدر کے بعد اہل احد کا مرتبہ ہے شیخ فرماتے ہیں کہ

"اہل بدر کے بعد غزوۂ احد میں شریک ہونے والوں کا رُتبہ آتا ہے یہ معرکہ ہجرت کے تیسرے سال واقع ہوا اس معرکہ میں اہل اسلام کو بڑے امتحان اور دشواری سے گزرنا پڑا"۔ (تکمیل الایمان ص ۱۷۲)

اس کے بعد شیخ نے اہل بیعت رضوان کا ذکر فرمایا ہے آپ فرماتے ہیں
بیعت الرضوان اس بیعت کا نام ہے جو مسلمانوں نے صلح حدیبیہ کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر کی تھی قرآن پاک میں آیا ہے کہ

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (الفتح:۱۸)

بے شک اللہ تعالیٰ ان مومنین پر راضی ہو گیا جنہوں نے درخت کے نیچے آپ سے بیعت کی

حدیث پاک میں آتا ہے کہ

لَا يَدْخُلُ النَّارَ مَنْ بَايَعَنِيْ تَحْتَ الشَّجَرَةِ

جس نے میرے ہاتھ پر شجر رضوان کے نیچے بیعت کی وہ آگ میں داخل نہیں ہوسکتا۔

یہ سارے اصحاب اہل بہشت میں سے ہیں یہ ترتیب فضیلت جو ہم نے بیان کی ہے وہ ابو منصور تمیمی سے نقل کی ہے مذکورہ بالا حضرات کے علاوہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے درجات و مقامات اور فضائل احادیث میں پائے جاتے ہیں مگر ان حضرات کی برأت و بخشش تو یقینی طور پر واضح فرما دی گئی دوسرے صحابہ کرام کے ناموں کی تفصیل کتابوں میں نہیں ملتی۔ (تکمیل الایمان ص ۱۷۲)

تو میں ثابت کر چکا ہوں کہ حضرت سیدنا امیر معاویہ عمرۃ القضاء کے موقعہ پر ایمان لا چکے تھے جو کہ ۷ ہجری میں واقع ہوا لہٰذا وہ ایک جلیل القدر صحابی رسول تھے درجہ اور مرتبہ ان کا حسب مراتب و درجات ہے کیونکہ

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

ایک اور آیت کریمہ ملاحظہ ہو

ایک اور آیت کریمہ ملاحظہ ہو جس میں اسی مفہوم کو بیان کیا گیا ہے کہ نفس صحابیت میں تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان برابر ہیں مگر درجات و مراتب میں علیحدہ

علیحدہ' اللہ کریم ارشاد فرماتا ہے کہ

لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَفَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝ (سورۃ النساء آیت نمبر ۹۵)

''برابر نہیں بیٹھنے والے مسلمان جن کو بدن کا نقصان نہیں اور لڑنے والے اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور اپنی جان سے اللہ نے بڑائی دی لڑنے والوں کو اپنے مال اور جان سے ان پر جو بیٹھتے ہیں درجہ میں اور سب سے وعدہ فرمایا اللہ نے جنت کا اور زیادہ کیا اللہ تعالیٰ نے لڑنے والوں کو بیٹھنے والوں سے بڑے ثواب میں''

اس آیت کریمہ میں فتح مکہ کا ذکر نہیں بلکہ جہاد کرنے اور نہ کرنے والوں کا تذکرہ ہے کہ وہ برابر نہیں ہیں بلکہ بلکہ جہاد کرنے والوں کا درجہ بہت بڑا ہے''

تو معلوم ہوا کہ ایمان لانے کے بعد صحابہ کرام دو درجہ سے متعلق ہیں

ایک اپنے مالوں اور اپنی جانوں کے ساتھ دشمنان اسلام سے لڑنے والے

دوسرے بیٹھ رہنے والے

تو جو مؤمنین (صحابہ کرام) دشمنان اسلام سے لڑے ان کا درجہ اعلیٰ

جو مؤمنین (صحابہ کرام) دشمنان اسلام سے نہ لڑے (کسی وجہ سے) ان کا درجہ ادنیٰ مگر جنتی سب کے سب ہیں۔

امیر معاویہ کی جنگوں میں شرکت

اب ہم نے یہ تو ثابت کر دیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عمرۃ القضا کے موقعہ پر ایمان لا چکے تھے ملاحظہ ہو

(البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۸ ص ۱۱۵ الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد نمبر ۳ ص ۴۳۳ مروج الذہب جلد نمبر ۳ ص ۲۹)

تو ایمان لانے کے بعد آپ نے جنگوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا

آپ غزوۂ حنین میں شامل تھے اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی تو بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدنا امیر معاویہ کو ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا اور سونا کا وزن فرمانے والے حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ تھے۔ (ابن عساکر جز ۲۲ ص ۳۰۳)

شیعہ سے گواہی

اہل تشیع کی شہرۂ آفاق کتاب ناسخ التواریخ جلد سوم ص ۱۳۹ تا ۱۴۱ کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان جنگوں میں شریک ہوئے بلکہ ان لشکروں کی قیادت کی کہ جن لڑائیوں اور جنگوں میں شامل ہونے والوں کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنت واجت ہونے کی خوشخبری دی تھی حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۱۳ ہجری کو شام کے جہاد میں ابوسفیان کا پورا گھرانہ یعنی وہ خود ان کے دونوں بیٹے جو دونوں صحابی ہیں یعنی حضرت امیر معاویہ ابن ابی سفیان اور یزید[1] ابن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ابوسفیان کی بیوہ ہندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سمیت سب شریک تھے۔ (اسد الغابہ جلد نمبر ۳ ص ۳۵۸ تاریخ اسلام از ندوی ص ۳۴۷)

تو ثابت ہوا کہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جو فتح مکہ سے قبل ایمان لائے

حضرت امیر معاویہ وہ صحابی ہیں جو جنگوں میں نبی کریم علیہ السلام کے ساتھ حاضر رہے۔

حضرت امیر معاویہ وہ صحابی ہیں جو خلافت صدیقی میں مسیلمہ کذاب کے

---

[1] یزید ابن ابی سفیان کے نام سے عوام کو دھوکہ دے کر صرف لفظ یزید سے یزید ابن معاویہ کو اس جنتی لشکر میں شامل کیا جاتا ہے اور اسے جنتی بنانے کا تانا بانا بنا جاتا ہے حالانکہ وہ اس لشکر میں شامل نہیں تھا۔ ۱۲ منہ

خلاف ہونے والی لڑائی میں بھی شریک تھے۔

حضرات امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں جو قسطنطنیہ کی جنگ کے لشکر کی کمان کر رہے تھے جن کو جنتی قرار دیا گیا۔ ان خصوصیات کے باوجود وہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے مطابق بھی جنتی ہیں کہ

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (النساء:۹۵)

اللہ تعالیٰ نے تمام صحابہ سے جنت کا وعدہ فرمایا۔

وہ اس بشارت میں بھی شامل ہیں کہ

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ (المائدہ: ۱۱۹)

اللہ ان سے اور یہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

وہ بیعت رضوان میں بھی داخل ہیں کہ جن کے متعلق ارشاد ربانی ہے۔

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ (الفتح:۱۸)

البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ ان مؤمنین سے راضی ہو گیا جنہوں نے درخت کے نیچے آپ کی بیعت کی۔

تو جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان آیات و احادیث کی روشنی میں جلیل القدر صحابی اور جنتی ثابت ہوتے ہیں تو جو لوگ ان پر سب وشتم جائز رکھتے ہیں وہ بتائیں کہ

کیا تمہارا ان آیات و احادیث پر ایمان نہیں ہے

کیا وہ ان آیات و احادیث پر ایمان نہیں رکھتے؟

بتاؤ اے دشمنان امیر معاویہ کیا ان ارشادات خداوندی اور فرامین مصطفوی کے باوجود شب و روز حضرت امیر معاویہ پر زبان طعن دراز کرنا سب وشتم گالی گلوچ اور تبرا بازی کرنا کسی آیت یا روایت سے جائز ہے؟

کیا تمہارا ان آیات و احادیث پر ایمان نہیں ہے؟

سب وشتم اور لعنت تو عام مسلمان پر جائز نہیں ہے

میرے رحمت عالم آقا علیہ السلام نے تو ایک عام مسلمان پر لعنت اور سب وشتم سے منع فرمایا ہے آقا علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ

لَعْنُ الْمُؤْمِنِ کَقَتْلِهٖ (بخاری شریف جلد ثانی ص ۹۸۴)

مؤمن پر لعنت کرنا ایسے ہی ہے جیسے اسے قتل کرنا۔

نیز ارشاد فرمایا کہ

سَبَابُ الْمُؤْمِنِ فُسُوْقٌ (بخاری شریف جلد ثانی ص ۸۹۳ مسلم شریف جلد اول ص ۵۸)

مؤمن کو گالی دینا فسق ہے۔

تو ذرا سوچیے کہ جب ایک عام مسلمان کو گالی دینا فسق اور لعنت کرنا اس کے قتل کے مترادف ہے تو جو شخص اس جلیل القدر صحابی رسول کو جو کہ

فتح مکہ سے پہلے کا — مؤمن بھی ہو
نبی کے ساتھ جنگوں میں — حاضر بھی ہو
مسیلمہ کذاب کے ساتھ لڑائی میں — شریک بھی ہو
بیعت رضوان کے اصحاب میں — شامل بھی ہو
رضائے الٰہی کی بشارت میں — داخل بھی ہو
قسطنطنیہ کے مغفور لہم کا — امیر بھی ہو
نبی علیہ السلام کے دربار کا — کاتب بھی ہو
وحی خداوندی کا — امین بھی ہو
ہادی مہدی اور — ذریعہ ہدایت بھی ہو
خال المسلمین — بھی ہو
عالم حساب وکتاب — بھی ہو
وعدۂ حسنیٰ میں — شامل بھی ہو

عذاب نار سے   مامون بھی ہو

اس پر تبرا کرنا' اس کو گالی دینا اور شب و روز اس پر سب و شتم کرنا جہنم کا ایندھن بننا نہیں تو اور کیا ہے؟

میرے صحابہ کو گالی نہ دو

میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۳ ابن ماجہ ص ۱۵ جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۲۶' مسلم شریف جلد ثانی ص ۳۱۰

میرے صحابی کو گالی نہ دو۔

نیز ارشاد فرمایا کہ

میرے صحابہ کو برا بھلا نہ کہو کیونکہ (خدا کی بارگاہ میں ان کا یہ مقام ہے کہ) اگر تم میں سے کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر سونا خیرات کرے تو صحابہ کرام کے آدھ مد غلہ خیرات کرنے کے برابر بھی نہیں ہوسکتا۔

(بخاری شریف جلد اوّل ص ۵۱۸' مسلم شریف جلد ثانی ص ۳۱۰' ترمذی شریف جلد ثانی ص ۲۲۶' مشکوٰ شریف ص ۵۴۵' ابن ماجہ شریف ص ۱۵' مصنف ابن ابی شیبۃ جلد نمبر ۱۲ ص ۱۷۵

مزید ارشاد فرمایا کہ

لوگو! میرے صحابہ کے متعلق اللہ سے ڈرنا میرے بعد ان کو تنقید کا نشانہ نہ بنا پس جو ان سے محبت کرے گا وہ میری محبت ہی کی وجہ سے ان سے محبت کرے گا او جو ان سے عداوت رکھے گا وہ میرے ساتھ عداوت رکھتا ہے اس لیے میرے صحا سے عداوت کر رہا ہے جس نے میرے صحابہ کو ایذاء دی اس نے مجھے ایذاء دی او جس نے مجھے ایذاء دی اس نے اللہ کو ایذاء دی اور جس نے اللہ کو ایذاء دی تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو عذاب میں گرفتار کرے گا۔

(جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۲۶' مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۶' خطبات محمدی اہل حدیث جلد ثانی ص ۴۵' الشف

جلد ثانی ص ۴۷۵ عربی شفا قاضی عیاض مالکی اردو جلد دوم ص ۷۳)

جس نے میرے صحابہ کو گالی دی تو اس پر اللہ عزوجل کی لعنت اور اس کے ملائکہ کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو اللہ تعالیٰ عزوجل اس شخص کا کوئی فرض ونفل نہ فرمائے گا۔ (حلیۃ الاولیاء جلد نمبر ۷ ص ۱۰۳ مسند الفردوس جلد نمبر ۵ ص ۱۴)

امام مالک ابن انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس نے حضور علیہ السلام کے صحابہ سے بغض رکھا وہ کافر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے

لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ (پ ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر ۲۹)

تاکہ ان سے کافروں کے دل جلیں۔ (شفا قاضی عیاض مالکی اردو جلد دوم ص ۷۴)[1]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

میرے صحابہ کو گالی نہ دو بلا شبہ آخری زمانہ میں ایک قوم ایسی پیدا ہو گی جو میرے صحابہ کو گالی دیں گے تو تم نہ ان پر نماز (جنازہ) پڑھنا نہ ان کے ساتھ نماز پڑھنا اور نہ ان سے شادی بیاہ کرنا اور نہ ان کے ساتھ مجالست کرنا اگر وہ بیمار ہو

---

[1] صحابہ کو گالی دینے والا کافر ہے شیعہ کتاب سے گواہی:

معروف شیعہ کتاب جامع الاخبار میں ہے کہ

قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ سَبَّنِي فَاقْتُلُوْهُ وَمَنْ سَبَّ اَصْحَابِيْ فَقَدْ كَفَرَ وَفِيْ خَبَرٍ آخَرٍ مَنْ سَبَّ اَصْحَابِيْ فَاجْلِدُوْهُ (جامع الاخبار ص ۱۸۳ مطبوعہ نجف اشرف)

نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

جس نے مجھے گالی دی اسے قتل کرو اور جس نے میرے صحابی کو گالی دی وہ کافر ہو گیا ایک اور حدیث میں ہے کہ

جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اسے کوڑے لگاؤ۔ (جامع الاخبار ص ۱۸۳)

اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص صحابہ کرام علیہم الرضوان کا گستاخ ہے اس کا ایمان سے کوئی تعلق نہیں ہے اور جس نے کسی صحابی رسول کو گالی دی وہ کافر ہے اور اس کی سزا کوڑے ہیں اور یہ شیعہ حضرات کے حوالہ جات سے ثابت ہے۔

اب جو گالی دیتے ہیں وہ بھی شیعہ اور یہ فتویٰ دینے اور احادیث نقل کرنے والے بھی شیعہ مگر ان پر کوئی فتویٰ صادر نہیں کرتے خود ہی فیصلہ کریں کہ ان میں سے سچا کون ہے اور جھوٹا کون؟ ۱۲ فقیر قادری

جائیں تو ان کی عیادت نہ کرنا۔ (شفا قاضی عیاض مالکی اردو جلد ثانی ص ۳۹۳)

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

جب میرے صحابہ کو بُرائی سے یاد کیا جائے تو خاموش رہو (یعنی ان کے مناقشات اور مشاجرات میں زبان نہ کھولو)۔ (طبرانی کبیر جلد اوّل ص ۲۴۴)

نیز ارشاد فرمایا:

اِذَا رَاَیْتُمُ الَّذِیْنَ یَسُبُّوْنَ اَصْحَابِیْ فَقُوْلُوْا لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۴)

جب تم دیکھو ان لوگوں کو جو میرے صحابہ کو گالی دیتے ہیں تو کہو تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو۔

یہ فرامین رسول ہیں اور سنی اسے کہتے ہیں جو ہر ارشاد رسول کو دل و جان سے تسلیم اور اس کی تعمیل کرے لہٰذا سنی وہ ہوتا ہے کہ جب دیکھے میرے آقا علیہ السلام کے پیاروں پر سب وشتم ہو رہا ہے تو سرِ بازار

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو	گالیاں دی جارہی ہیں
حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پر	سب وشتم کیا جارہا ہے
حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر	تبرا بازی ہو رہی ہے
حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کو	قاتل عثمان غنی ٹھہرایا جارہا ہے
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو	بازاری زبان سے یاد کیا جارہا ہے

تو وہ کہے

لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ

تمہارے شر پر اللہ کی لعنت ہو

مسلک اہلسنّت و جماعت

حضرت شیخ محقق علی الاطلاق شاہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے

ہیں کہ

اہلسنت و جماعت کا مسلک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو ہمیشہ نیک الفاظ سے یاد کرنا چاہیے بغض سب وشتم اعتراضات وانکاران کی ذات پر کرنا نامناسب ہے اور ان کے معاملہ میں کسی کی بے ادبی روانہیں رکھنی چاہیے کیونکہ ان لوگوں کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ محبت نے پاک کر دیا تھا ان کے فضائل مناقب اور درجات میں اکثر آیات قرآنی اور احادیث نبوی موجود ہیں

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ

اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمْ اِقْتَدَيْتُمْ اِهْتَدَيْتُمْ

اَكْرِمُوْا اَصْحَابِيْ فَاِنَّهُمْ خِيَارُكُمْ

اَللهَ اَللهَ فِيْ اَصْحَابِيْ لَا تَتَّخِذُوْهُمْ غَرَضًا مِّنْ بَعْدِيْ فَمَنْ اَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّيْ وَمَنْ اَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِيْ

مَنْ اٰذَاهُمْ فَقَدْ اٰذَانِيْ وَمَنْ اٰذَانِيْ فَقَدْ اٰذَى اللهَ وَمَنْ اٰذَى اللهَ فَيُوْشِكُ اَنْ يَّاْخُذَهٗ ۔

صحابہ کرام کے بعض اختلافات یا محاربات یا اہل بیت کے حقوق میں کوتاہی اور ان کے آداب میں کمی کی روایات ملتی ہیں اور ان سے اعراض کرنا ضروری ہے اور نظر انداز کر دینا چاہیے اور گفتہ ناگفتہ شنیدہ ناشنیدہ پر عمل نہ کرنا چاہیے کیونکہ حضور علیہ السلام کے ساتھ ان کی محبت اور مجلس یقینی امر ہے مگر اہل بیت کے ساتھ معاملات محض ظنی ہیں اور یقین کی فضیلت کو چھوڑ کر ظن اور گمان کے معاملات میں پڑنا درست نہیں ان اختلافی امور میں سے اسلامی حدود کا تعین حضرت معاویہ عمرو بن العاص مغیرہ بن شعبہ اور اس قسم کے بزرگوں کے معاملات ہیں جو شخص بھی مشائخ اہلسنت و جماعت کے طریق کار پر عمل کرے گا اسے ان معاملات میں بغض و طعن سے بچا ن ی ...

پڑے گی اگر چہ بعض معاملات کو اصحاب تاریخ و سیر نے متواتر لکھا ہی کیوں نہ ہو ایسے معاملات کے مطالعہ سے اگر چہ طبیعت اور دل میں کدورت پیدا ہوئے بغیر چارہ کار نہیں تاہم چشم پوشی اور کف لسان ضروری ہے۔

(تکمیل الایمان اُردو ص ۱۷۶، ۱۷۷ مطبوعہ مکتوبہ نبویہ لاہور)

موذیٔ رسول پر دنیا و آخرت میں لعنت

ثابت ہوا کہ صحابہ کرام کی محبت حضور علیہ السلام سے محبت ہے اور ان کو ایذا دینا رسول اللہ علیہ السلام کو ایذا دینا ہے اور جو رسول اللہ علیہ السلام کو ایذا دے اس پر اللہ تعالیٰ لعنت فرماتا ہے ارشاد ربانی ہے کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ○ (پ ۲۲ سورۂ الاحزاب آیت نمبر ۵۷)

''بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ نے لعنت فرمائی ہے اور ان کے لیے ذلت ناک عذاب مقرر کیا ہے''۔

پتہ چلا

صحابہ کرام علیہم الرضوان کو گالی دینے والا — موذیٔ رسول ہے

اور موذیٔ رسول پر دنیا و آخرت میں — اللہ کی لعنت ہے

اور اس ملعون کے لیے — ذلت ناک عذاب مقرر ہے

حدیث میں فرمایا — لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلٰی شَرِّکُمْ

صحابہ کے دشمنو! تمہارے شر پر اللہ کی لعنت

قرآن میں فرمایا: لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت

اگر اس سے منع کرنے والا کوئی حکمران ہے

تو اس کا حکم فرمانے والا خود ربّ رحمٰن ہے

اس کا حکم فرمانے والا خود نبیوں کا سلطان ہے

مولویوں کے لیے سرکار علیہ السلام کا ارشاد

اور اے چوہوں کی طرح سرکاری فرمان سُن کر بلوں میں چھپنے والے ضمیر فروش سرکاری و درباری مولویو! تم بھی سن لو میرے آقا علیہ السلام نے تمہاری بھی ڈیوٹی لگائی ہے کہ

اِذَا ظَهَرَتِ الْفِتَنُ اَوْ قَالَ الْبِدَعُ وَسُبَّ اَصْحَابِیْ فَلْيُظْهِرُ الْعَالِمُ عِلْمَهٗ فَمَنْ لَّمْ يَفْعَلْ ذٰلِكَ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ لَا يَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّلَا عَدْلًا ۔

جب فتنے یا فرمایا بدمذہبیاں ظاہر ہوں اور میرے صحابہ کو بُرا بھلا کہا جائے تو واجب ہے کہ عالم اپنا علم ظاہر کرے (تمام بے دینوں کی نشاندہی کرے) جو ایسا نہ کرے گا اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اللہ تعالیٰ اس کا نہ کوئی فرض قبول کرے گا نہ نفل

(خطیب بغدادی، رسائل رضویہ ص ۶۲)

مولویو! سرکار علیہ السلام تمہیں فرما رہے ہیں کہ

جب میرے صحابہ کو گالی دی جائے تو تم اپنے علم سے اس کا سد باب کرو ورنہ تم بھی اللہ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت کے مستحق قرار پاؤ گے۔

موذی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کریں اور تم خاموش ہو جاؤ

تمہارا علم کس دن کام آئے گا

حدیث نبوی کے مطابق

نہ تمہارا علم قابل قبول

نہ تمہارے فرائض قابل قبول

نہ تمہارے نوافل قابل قبول

میرے نبی علیہ السلام کے یاروں کو گالیاں دی جا رہی ہوں اور تم حیض و نفاس کے مسائل میں گم رہو میرے رسول کے پیاروں پر تبرا کیا جا رہا ہو اور تم صرف و نحو کے دورے پڑھاتے رہو

یہ وقت پڑھانے کا نہیں میدان میں آنے کا ہے

فَلْيُظْهِرُ الْعَالِمُ عِلْمَهُ

اٹھو اور اس علم سے عظمت صحابہ اُجاگر کرو۔

ایک اور آیت کریمہ

قارئین کرام! سنیے ایک اور آیت کریمہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

(پ ۲۸ سورۃ الحشر آیت نمبر ۱۰)

اور وہ لوگ جو ان کے بعد آئے کہتے ہیں (اے) ہمارے ربّ ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے اور نہ بنا ہمارے دلوں میں کینہ ان کے لیے جو ایمان لائے۔

ارشادِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

وَاتَّفَقَ اَهْلُ السُّنَّةِ عَلٰى وُجُوْبِ الْكَفِّ عَمَّا شَجَرَ بَيْنَهُمْ وَالْاِمْسَاكِ عَنْ مَسَاوِيْهِمْ وَاِظْهَارِ فَضَآئِلِهِمْ وَمَحَاسِنِهِمْ وَتَسْلِيْمِ اَمْرِهِمْ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ عَلٰى مَا كَانَ وَجَرٰى مِنْ اِخْتِلَافِ عَلِيٍّ وَّعَآئِشَةَ وَمُعَاوِيَةَ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَلٰى مَا قَدَّمْنَا بَيَانَهٗ وَاِعْطَآءِ كُلِّ ذِيْ فَضْلٍ فَضْلَهٗ كَمَا قَالَ

اللہ تعالیٰ وَالَّذِیۡنَ جَآءُوۡا مِنۡ بَعۡدِهِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ (غنیۃ الطالبین ص ۱۷۸)

تمام اہلسنّت اس بات پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کی جنگوں میں بحث سے باز رہا جائے اور انہیں بُرا بھلا کہنے سے پرہیز کیا جائے ان کے فضائل اوران کی خوبیاں ظاہر کی جائیں اوران بزرگوں کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کیا جائے جیسے وہ اختلافات جوحضرت علی اور حضرت عائشہ معاویہ طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہم میں واقع ہوئے جس کا بیان ہم پہلے کر چکے ہیں اور ہر عظمت والے کواس کی عظمت کا حق دیا جائے کیونکہ ربّ تعالیٰ مؤمنوں کی شان میں فرماتا ہے کہ

وَالَّذِیۡنَ جَآءُوۡ مِنۡ بَعۡدِهِمۡ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا اغۡفِرۡ لَنَا وَلِاِخۡوَانِنَا الَّذِیۡنَ سَبَقُوۡنَا بِالۡاِیۡمَانِ (الحشر:۱۰)

لفظ غِلًّا کا معنیٰ

قارئین کرام! آیت کریمہ میں لفظ غِلًّا موجود ہے۔

اس کا ترجمہ میں کروں تو مبغضین کو اعتراض ہوگا

اگر مبغضین کریں تو پھر مجھے اعتراض ہوگا

آیئے اس لفظ کا ترجمہ غیر جانبدار کتاب ''المنجد'' (جو کہ عیسائیوں کی لغت کی معروف کتاب ہے) میں دیکھیں چنانچہ المنجد میں لکھا ہے

غِلًّا – غَلِیۡلًا – کینہ (المنجد ص ۷۱۴)

تو ترجمہ ہوا کہ اے ہمارے ربّ ہمارے دلوں میں اہل ایمان کا کینہ نہ رکھنا۔

یہی قرآن ہر مسلمان پڑھتا ہے

یہی قرآن ہر سنی پڑھتا ہے

یہی قرآن ہر شیعہ پڑھتا ہے

یہی قرآن ہر مولوی پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر ذاکر پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر مجتہد پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر امام پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر قاری پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر خطیب پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر ادیب پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر فصیح پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر بلیغ پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر زاہد پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر عابد پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر دانشور پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر محدث پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر مفسر پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر محقق پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر مفکر پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر ولی پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر غوث پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر قطب پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر ابدال پڑھتا ہے
یہی قرآن ہر اوتاد پڑھتا ہے
یہی قرآن حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پڑھا

یہی قرآن　　حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے پڑھا

یہی قرآن　　حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے پڑھا

یہی قرآن　　حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ نے پڑھا

یہی قرآن　　حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے پڑھا

یہی قرآن　　حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے پڑھا

یہی قرآن　　حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پڑھا

یہی قرآن　　بارہ اماموں نے پڑھا

تو پھر میرا یہ سوال ہے کہ

میرا یہ سوال ہے کہ بتایئے

اس قرآن میں یہ آیت ان سب نے پڑھی یا نہیں؟

اور اس آیت پر یہ سب لوگ ایمان رکھتے یا نہیں؟

ہر بعد میں آنے والا مؤمن پہلے مؤمنین کے کینہ سے محفوظ رہنے کی دعا کرتا ہے یا نہیں؟ تو پھر جب خود بھی پڑھتے ہو

اور یہ ایمان بھی رکھتے ہو

اور تسلیم بھی کرتے ہو کہ سب نے یہی قرآن پڑھا اور اس میں یہ آیت بھی پڑھی کہ

وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۔(الحشر ۱۰)

اور نہ بنا ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کینہ ۔

سب مؤمنین یہ دعا کرتے رہے اور قرآن میں یہ آیت پڑھتے رہے۔

سب امام زین العابدین رضی اللہ عنہ یہ دعا کرتے رہے

بارہ کے بارہ امام یہ دعا کرتے رہے

صحابہ، تابعین، تبع تابعین یہ دعا کرتے رہے

آج تک تمام شیعہ سنی یہ دعا کرتے چلے آ رہے ہیں اور قیامت تک کرتے رہیں گے

کیونکہ قرآن بھی قیامت تک موجود رہے گا

اس میں یہ آیت بھی قیامت تک موجود رہے گی

قرآن پڑھنے والے بھی قیامت تک موجود رہیں گے

تو پھر یہ کیا منافقت ہے

تو پھر یہ کیا منافقت ہے کہ

زید اگر مؤمن ہے تو — اس کے کینہ سے محفوظ رہنے کی دعا تو کرتے ہو

عمرو اگر مؤمن ہے تو — اس کے کینہ سے محفوظ رہنے کی دعا تو کرتے ہو

کوئی گنہگار اگر مؤمن ہے تو — اس کے کینہ سے محفوظ رہنے کی دعا تو کرتے ہو

کوئی سیہ کار اگر مؤمن ہے تو — اس کے کینہ سے محفوظ رہنے کی دعا تو کرتے ہو

اور جسے رسول خود کلمہ پڑھا کر — صحابی بنا دے

جسے رسول خود دعا فرما کر — ہادی بنا دے

جس کے متعلق رسول علیہ السلام خود فرما دے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَّمَهْدِيًا وَاهْدِ بِهٖ (جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۲۵)

یا اللہ! اس (معاویہ) کو ہادی مہدی اور ذریعہ ہدایت بنا دے

اور جس کے متعلق خود رسول علیہ السلام دعا فرما دے کہ

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ

(البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۵۱۵ کنز العمال جلد نمبر ۷)

یا اللہ معاویہ کو کتاب (قرآن) اور حساب کا علم سکھا دے اور اسے عذاب سے بچا دے

جسے رسول نے کاتب وحی بنایا ہو

جسے جبرائیل نے امین اُمت قرار دیا ہو

جس کی ہمشیرہ کو رسول نے حبالۂ عقد میں لے لیا ہو

جس کے متعلق رسول فرمادے کہ

فَاِنَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ یُحِبَّانِہٖ (تطہیر الجنان ص ۱۴ مطبوعہ مصر)

بے شک اللہ اور اس کا رسول اس (معاویہ) سے محبت کرتے ہیں

اس جلیل القدر صحابی رسول سے حسد بغض اور کینہ رکھتے ہو

اس اللہ رسول کے محبوب پر سر بازار دشنام طرازی کرتے ہو

تمہارا دین کہاں ہے؟

تمہارا ایمان کہاں ہے؟

تمہارا اسلام کہاں ہے؟

تمہاری حمیت وغیرت کہاں ہے؟

جس شخص سے اللہ اور اس کا رسول محبت رکھیں اس کو گالیاں دینے والا بھی کبھی مسلمان ہوسکتا ہے؟ جس شخص کو نبی کاتب وحی بنائیں اس کو مسلمان نہ سمجھنے والا بھی کیا مسلمان ہوسکتا ہے؟

اگر تم میں ہمت ہے تو

اگر تم میں ہمت ہے تو

اس قرآن کو — پڑھنا چھوڑ دو

یا اس آیت کو — قرآن سے نکال دو

یا ان احادیث کو — رسول کے بیان سے نکال دو

اور اگر انہیں نکال سکتے تو پھر

امیر معاویہ کے کینہ کو — اپنے سینہ سے نکال دو

میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں

میں پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں

نہ امیر معاویہ کو صحابہ کی صف سے نکالا جا سکتا ہے

نہ اس آیت کریمہ کو قرآن سے نکالا جا سکتا ہے

نہ ان احادیث مبارکہ کو نبی کے بیان سے نکالا جا سکتا ہے

ہاں نکالا جا سکتا ہے تو بغض امیر معاویہ کو سینوں سے نکالا جا سکتا ہے

میں دعوت فکر دیتا ہوں

میں تمہیں دعوت فکر دیتا ہوں

نکال دو دلوں سے امیر معاویہ کا کینہ

بنا لو دلوں کو ان کی محبت کا گنجینہ

پھر ہو جائے گا دلوں میں مدینہ ہی مدینہ

جب تم کہتے ہو

وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ (الحشر:۱۰)

یا اللہ! اہل ایمان کا کینہ ہمارے دلوں میں نہ ڈالنا۔

حضرت امیر معاویہ کا کینہ ہمارے دلوں میں نہ ڈالنا

حضرت عائشہ صدیقہ کا کینہ ہمارے دلوں میں نہ ڈالنا

حضرت طلحہ کا کینہ ہمارے دلوں میں نہ ڈالنا

حضرت زبیر کا کینہ ہمارے دلوں میں نہ ڈالنا

تو پھر دل کو بھی زبان کا رفیق بنا لو

صدق دل سے بھی اسلام کی ان مقتدر ہستیوں کو تسلیم کر لو

تاکہ منافقت نہ رہے

جو زبان پر ہو   وہی دل میں ہو

جو دل میں ہو   وہی زبان پر ہو

اور اس وعید سے محفوظ ہو جاؤ کہ اے ایمان والو!

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ (پ ۲۸ سورۃ الصف آیت نمبر ۲،۳)

تم کیوں ایسی بات کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو بڑی ناراضگی کا باعث ہے اللہ کے نزدیک کہ تم ایسی بات کہو جو کرتے نہیں ہو کیونکہ ایمان جب مکمل ہوتا ہے کہ جب تصدیق قلبی بھی ہو اور اقرار لسانی بھی ہو۔

زبان سے تو کہتے ہو   ایمان والوں کے کینے سے ہمیں محفوظ رکھ

اور دل میں انہیں   اہل ایمان کا کینہ بھرے ہوئے ہو

ایمان کی تکمیل کرو

دل میں بھی   صحابہ کا احترام رکھو

زبان سے بھی   ان کی عظمت کا بیان کرو

تاکہ   اقرار باللسان بھی   ہو جائے

تصدیق بالقلب بھی   ہو جائے

ایمان کی تکمیل بھی   ہو جائے

سینہ بے کینہ بھی   ہو جائے

اور بے کینہ ہو کر میرے نبی کا مدینہ بھی   ہو جائے

رسول بھی راضی   ہو جائیں

خدا بھی راضی   ہو جائے

دہشت گردی بھی ختم   ہو جائے

قتل و غارت بھی ختم   ہو جائے

اُمت متحد و متفق بھی ہو جائے

اور پھر جب پڑھو کہ

وَلَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ۔ (الحشر:١٠)

اور نہ بنا ہمارے دلوں میں مؤمنین کے لیے کینہ ۔

تو محبت صحابہ کا دل میں سرور آ جائے

الفت امیر معاویہ کا سینہ میں نور آ جائے

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے دلوں سے کینہ نکال دیا

اللہ تعالیٰ نے خود ان مقدس نفوس کے مبارک سینوں سے کینہ نکال دیا ہے ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَنْهٰرُ

(پ ۸ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۴۳)

اور نکال دیا ہم نے ان (صحابہ کرام) کے سینوں سے کینہ ان کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔

اور دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ ○

(پ ۱۴ سورۃ الحجر آیت نمبر ۴۷)

اور نکال دیا ہم نے ان (صحابہ کرام) کے سینوں سے کینہ وہ بھائی بھائی ہو گئے تختوں پر بیٹھے ہیں آمنے سامنے۔

ان دونوں آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان تمام کے تمام کینہ سے پاک اور جنتی ہیں ان کے نیچے (جنت میں) نہریں بہتی ہیں اور وہ ایک دوسرے کے سامنے تختوں پر متمکن ہیں

اللہ تعالیٰ نے ان کے مقدس سینوں سے کینہ نکال دیا

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اورعلی صدیق اکبر سے کینہ نہیں رکھتے تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اورعلی فاروق اعظم سے کینہ نہیں رکھتے تھے' حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اورعلی عثمان غنی سے کینہ نہیں رکھتے تھے' حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اورعلی امیر معاویہ سے کینہ نہیں رکھتے تھے۔ قرآن کریم کی یہ نصوصات قطعیات اس دعویٰ پر شاہدین عادلین ہیں۔

ارشاد حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ

حضور غوث الثقلین سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

وَاَمَّا قِتَالُهُ لِطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ وَعَائِشَةَ وَمُعَاوِيَةَ فَقَدْ نَصَّ الْإِمَامُ اَحْمَدُ عَلَى الْاِمْسَاكِ عَنْ ذٰلِكَ وَجَمِيْعِ مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ مِنْ مُنَازَعَةٍ وَمُنَافَرَةٍ وَخُصُوْمَةٍ.

لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُزِيْلُ ذٰلِكَ مِنْ بَيْنِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَمَا قَالَ عَزَّوَجَلَّ

"وَنَزَعْنَا مَا فِيْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ"

وَلِاَنَّ عَلِيًّا كَانَ عَلَى الْحَقِّ فِيْ قِتَالِهِمْ فَمَنْ خَرَجَ مِنْ ذٰلِكَ بَعْدَ وَنَاصِبَهُ حَرْبًا كَانَ بَاغِيًا خَارِجًا عَنِ الْاِمَامِ فَجَازَ قِتَالُهُ وَمَنْ قَاتَلَهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ وَطَلْحَةَ وَالزُّبَيْرِ طَلَبُوْا ثَارَ عُثْمَانَ خَلِيْفَةٍ حَقٍّ مَقْتُوْلٍ ظُلْمًا وَالَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ عَسْكَرِ عَلِيٍّ فَكُلٌّ ذَهَبَ اِلٰى تَاْوِيْلٍ صَحِيْحٍ

(غنیۃ الطالبین ص ۱۷۵)

"اور لیکن حضرت علی کے حضرت طلحہ زبیر عائشہ صدیقہ اور معاویہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اس قتال کے متعلق امام احمد نے تصریح فرمائی ہے کہ اس میں اور صحابہ کرام کی تمام جنگوں میں بحث کرنے سے باز رہنا

چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی تمام کدورتوں کو قیامت میں دور فرما دے گا“۔

جیسا کہ اس نے خود فرمایا ہے کہ

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ (الحجر: ۴۷)

اور ہم نے ان کے سینوں سے کینہ نکال دیا

اور اس لیے حضرت علی المرتضیٰ ان صحابہ سے جنگ کرنے میں حق پر تھے اور جو کوئی ان کی اطاعت سے خارج ہوا اس سے جنگ جائز ہوئی اور جن بزرگوں نے حضرت علی المرتضیٰ سے جنگ کی جیسے حضرت طلحہ زبیر امیر معاویہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کا مطالبہ کیا جو کہ خلیفہ برحق اور مظلوماً شہید کیے گئے اور عثمان کے قاتلین حضرت علی کی فوج میں شامل تھے لہٰذا ان میں سے ہر ایک صحیح تاویل کی طرف گئے۔

تو پھر تم کون ہو ان سے کینہ رکھنے والے

تو جب دونوں صحیح تاویل کی طرف گئے اور دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کے متعلق کینہ و کدورت نہیں تھی تو تم کون ہو کہ

دعویٰ تو کرو حضرت علی سے محبت کا اور کینہ رکھو امیر معاویہ سے

دعویٰ تو کرو حضرت علی سے محبت کا اور کینہ رکھو حضرت طلحہ و زبیر سے

دعویٰ تو کرو حضرت علی سے محبت کا اور کینہ رکھو اُم المؤمنین عائشہ صدیقہ سے

دعویٰ تو کرو حضرت علی سے محبت کا اور کینہ رکھو اصحاب رسول سے

قرآن علی کے ساتھ اور علی قرآن کے ساتھ ہے

سن لو اور خوب اچھی طرح سے سن لو اگر تم حضرت امیر معاویہ طلحہ زبیر اور اُم المؤمنین و دیگر اصحاب رسول سے بغض و کینہ رکھو گے تو

تم قرآن کے بھی — منکر
مصطفیٰ کے فرمان کے بھی — منکر
مولا علی کی شان کے بھی — منکر

کیونکہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ

عَلِیٌّ مَّعَ الْقُرْآنِ وَالْقُرْآنُ مَعَ عَلِیٍّ ۔

(تاریخ الخلفاء ص ۱۷۳ معجم صغیر طبرانی اوسط' الصواعق المحرقہ ص ۱۲۴)

قرآن ہے — علی کے ساتھ
اور علی ہے — قرآن کے ساتھ

تو گویا

جو قرآن فرماتا ہے — وہی فرماتے ہیں
جو علی فرماتے ہیں — وہی قرآن فرماتا ہے
علی اور قرآن کا فرمان — ایک ہی ہے

اور قرآن کا فیصلہ ہے کہ

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ (الحجر ۴۷)

اور ہم نے ان کے سینوں سے کینہ نکال دیا ہے۔

اور — اِخْوَانًا

یہ بھائی بھائی بن گئے ہیں

لہٰذا عقیدہ یہی رکھو کہ

علی معاویہ — بھائی بھائی
کیونکہ یہ — قرآنی عقیدہ ہے
اور یہی — علوی عقیدہ ہے
لہٰذا یہی — ایمانی عقیدہ ہے

اس عقیدہ سے انحراف نہ کرو

تو جب یہ قرآنی' ایمانی اور علوی عقیدہ ہے تو پھر اس سے انحراف نہ کرو ورنہ قرآن' ایمان اور علی کا انکار اور ان آیات سے انحراف تمہیں سیدھا جہنم میں لے جائے گا۔

اصحاب رسول آپس میں رحم دل ہیں

قارئین کرام! کینہ تو درکنار اللہ تعالیٰ نے ان مصطفیٰ کے پیاروں' ہدایت کے ستاروں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ وصف خود بیان فرمایا ہے کہ

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ (پ ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر ۲۹)

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور ان کے ساتھی (صحابہ کرام) کافروں پر سخت ہیں اور آپس میں رحم دل

علی پاک بھی صحابی رسول

امیر معاویہ بھی صحابی رسول

اور دونوں آپس میں ہیں رحم دل

اگر تم تاریخ کے حوالہ سے کہتے ہو کہ آپس میں باہم دست و گریباں تھے تو ہم اس تاریخ کو قطعاً نہیں تسلیم کرتے جو قرآن و حدیث سے متصادم ہو بلکہ تاریخ کو قرآن و حدیث کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں گے قرآن کریم کے اصول وضوابط سے رہنمائی لیں گے تو صحیح امر خود بخود سامنے آ جائے گا۔

جب نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر قرآن سے متعارض (اگرچہ ایسا ممکن نہیں ہے) میری حدیث آ جائے تو اسے چھوڑ کر قرآن پر عمل کرو اور ائمہ فقہاء فرماتے ہیں حدیث مبارکہ کے متعارض ہمارا قول آ جائے تو اسے چھوڑ دو اور حدیث پر عمل کرو تو تاریخ قرآن و حدیث کے مقابلہ میں کیا حیثیت رکھتی ہے۔

حضرت علی و معاویہ دونوں قرآن پر عمل پیرا تھے

آیئے قرآن پڑھیے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دونوں ہی قرآن پر عمل پیرا تھے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ مطالبہ کہ قاتلین عثمان غنی سے قصاص لیا جائے یہ بھی آیت قرآنی کی تعمیل ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمانا کہ کوئی بے گناہ قتل نہ ہو جائے یہ بھی آیت قرآنی پر عمل ہے۔

امیر معاویہ قصاص کے مطالبہ میں حق بجانب تھے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے قصاص عثمان غنی کا مطالبہ اس آیت کریمہ کی تعمیل تھی کہ

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الْقِصَاصُ فِی الْقَتْلٰى

(پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۷۸)

اے ایمان والو! فرض کیا گیا ہے تم پر قصاص (اس کا جو) ناحق مارے جائیں۔

اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خاندان بنو امیہ کے سربراہ ہونے کے لحاظ سے یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب تھے کیونکہ حضرت سیدنا عثمان غنی کا تعلق بنو امیہ سے تھا لہٰذا وہ ان کے ولی ہونے کے ناطہ سے اس قصاص کا مطالبہ کر رہے تھے۔

حضرت علی کا تاخیر فرمانا بھی درست تھا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قصاص میں تاخیر فرمانا بھی درست تھا کیونکہ ہزاروں آدمی کہتے تھے کہ ہم قاتلین عثمان ہیں تو اگر کوئی ایک مسلمان بھی ناحق قتل ہو جاتا تو قرآن کریم کی اس آیت کی مخالفت ہوتی کہ

وَمَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا

(پ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۹۳)

جس نے کسی مؤمن کو عمداً قتل کیا اس کی جزا جہنم ہے ہمیشہ اس میں رہے گا۔

اور اگر کوئی ناحق قتل ہو جاتا تو اس فتنہ میں ایک اور بہت بڑا فتنہ کھڑا ہو جاتا

امیر معاویہ بھی — قرآن پر عمل پیرا تھے

حضرت علی بھی — قرآن پر عمل پیرا تھے

امیر معاویہ خون عثمان کا — بدلہ لینا چاہتے تھے

حضرت علی اُمت مصطفویہ کو — فتنہ سے بچانا چاہتے تھے

کیونکہ یہ بھی ارشاد ربانی ہے کہ

وَالْفِتْنَةُ اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ (پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۹۱)

قاتلین عثمان ہزاروں کی تعداد میں تھے

تاریخ یہ بیان کرتی ہے کہ جب حضرت امیر معاویہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلین سے قصاص کا مطالبہ کیا تو ہزاروں آدمیوں نے کہا کہ ''ہم سب قاتلین عثمان ہیں'' جیسا کہ اکثر تاریخوں میں موجود ہے تو کیا ان سب کو معاذ اللہ حضرت علی قتل کروا دیتے؟

کیا ہزاروں آدمیوں کا قتل کروانا بہت بڑے فتنہ کا باعث نہ بنتا؟

ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے

جبکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

قَتْلُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا ۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد اوّل ص ۳۷۸)

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مؤمن کا قتل ساری دنیا کے زوال سے بڑا (نقصان) ہے

حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کے پیش نظر یہ ارشاد ربانی بھی تھا

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا ۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا (پ ٦ سورۃ المائدہ آیت نمبر ٣٢)

جس کسی نے قتل کیا کسی نفس کو سوائے قصاص کے اور زمین پر فساد برپا کرنے کے لیے تو گویا اس نے قتل کر دیا تمام انسانوں کو۔

یعنی ناحق کسی ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔ قاتلین عثمان اگرچہ لشکر مرتضوی میں موجود تھے مگر زیادہ تعداد کے مدعی قتل ہونے کی وجہ سے نامعلوم تھے اگر ایک دو یا چند معلوم افراد ہوتے تو ان سے قصاص لے بھی لیا جاتا مگر جب ہزاروں آدمی کہہ رہے تھے کہ ہم سب قاتلین عثمان ہیں تو قصاص کس سے لیا جاتا اور اگر ان ہزاروں آدمیوں کو تہہ تیغ کر دیا جاتا تو اس آیت کریمہ کے مطابق معاذ اللہ کتنا بڑا گناہ ہوتا کتنا بڑا فتنہ پھیلتا جبکہ ایک انسان کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے۔

فلھذا ہمیں ان معاملات میں زبان بند رکھنی چاہیے' دین کو جیسا نبی کریم علیہ السلام سے ان نفوس قدسیہ نے سمجھا اور حاصل کیا ہم اس کا عشر عشیر بھی سمجھ سکتے ہیں اور نہ پا سکتے ہیں کیونکہ ان کو نبی علیہ السلام سے براہ راست فیض ملا اور ہمیں بیسیوں واسطوں سے۔

حضرت امام الاعظم کا ارشاد عالیہ

اسی لیے امام الائمہ کاشف الغمہ سراج الامت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ باوجود شدید حب اہل بیت کے ارشاد فرماتے ہیں کہ

فَتَوَلَّاهُمْ جَمِيْعًا وَّلَا تَذْكُرُوا الصَّحَابَةَ اِلَّا بِخَيْرٍ (فقہ اکبر ص ۸۵)

ہم اہلسنّت و جماعت تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان سے محبت کرتے اور ان تمام کو بھلائی سے یاد کرتے ہیں۔

کون امام اعظم علیہ الرحمت؟

قارئین کرام! یہ وہی امام اعظم علیہ الرحمۃ ہیں جو کہ تابعی ہیں اور نبی کریم علیہ

السلام کے ارشاد کے مطابق کہ

خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ (مشکوٰۃ شریف)

سب زمانوں سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر جوان سے ملے پھر جوان سے ملے ان کا زمانہ۔

امام اعظم خیر القرون کے سب سے قریبی تابعین کے زمانہ میں ہوئے ہیں۔

یہ وہی امام اعظم ہیں جنہوں نے ساری زندگی جابروں کے مقابلہ میں خاندان رسالت کا ساتھ دیا اور ان کی حمایت کی

وہی امام اعظم جو فرماتے ہیں کہ

لَوْلَا السِّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعْمَانُ (سیرت النعمان از مولوی شبلی نعمانی)

اگر وہ دو سال نہ ہوتے (جو میں نے امام باقر اور امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہما کی شاگردی میں گزارے) تو میں ہلاک ہو جاتا۔

یہ وہی امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ جن کی فقاہت ملاحظہ فرما کر مدینہ طیبہ میں فرزند رسول امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرطِ عقیدت ومحبت سے اُٹھ کر ان کی پیشانی کو چوم لیا۔ (سیرت النعمان)[1]

---

[1] ۱۰۵ ہجری میں جب امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لختِ جگر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اموی بادشاہ ہشام ابن عبد الملک کے خلاف خروج کیا تو امام اعظم علیہ الرحمۃ علالت کی وجہ سے خود تو لشکر میں شامل نہ ہو سکے لیکن محبت اہل بیت کے تحت دس ہزار روپیہ نذرانہ پیش کیا اور یہ تاریخی فتویٰ بھی جاری فرمایا کہ

خروجه ایضاً هی خروج رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم بدر

(ذکر اہل بیت مصطفیٰ ص ۳۷، کردار یزید ص ۱۶۵، روض النضیر ص ۲۶۰، ہدیۃ المہدی جلد ۱ ص ۹۷، اسعاف الراغبین ص ۲۴۵، نور الابصار ص ۲۲۷، الجصاص جلد ۱ ص ۸۱، تاریخ طبری جلد ۵ ص ۴۸۲)

یعنی اس جنگ میں سید زادے کی معاونت میں جنگ کرنا ایسا ہی جائز ہے اور ضروری جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ بدر میں کفار مکہ کے خلاف جنگ کرنا جائز اور ضروری تھا۔

۱۳۶ ہجری میں بنو عباس کا دوسرا فرمانروا منصور تخت نشین ہوا تو اس نے سادات پر ظلم کی انتہا کر دی حتیٰ کہ بعض کو دیواروں میں زندہ چنوا دیا بالآخر مجبور ہو کر ۱۴۵ ہجری میں (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

وہ امام فرمارہے ہیں کہ

ہم اہلسنت و جماعت تمام صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین سے محبت کرتے اور انہیں بھلائی سے یاد کرتے ہیں۔ (فقہ اکبر ص ۸۵)

ملاعلی القاری کی وضاحت

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اسی ارشاد کی شرح میں شارح فقہ اکبر علامہ ملاعلی القاری علیہ رحمت الباری فرماتے ہیں کہ

وَاِنْ صَدَرَ مِنْ بَعْضِهِمْ بَعْضُ مَا صَدَرَ فِیْ صُوْرَةِ شَرٍّ فَاِنَّهٗ كَانَ عَنْ اِجْتِهَادِهِمْ وَلَمْ يَكُنْ عَلٰى وَجْهِ فَسَادٍ

(شرح فقہ اکبر ملاعلی القاری حنفی)

اگرچہ بعض صحابہ کرام علیہم الرضوان سے وہ امور صادر ہوئے جو بظاہر صورت میں شر تھے لیکن وہ سب اجتہاد سے تھے فساد سے نہ تھے۔

(بقیہ حاشیہ) سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت محمد بن عبداللہ المعروف نفسِ زکیہ نے ابوالعباس منصور کے خلاف علم جہاد بلند فرمایا' اس وقت امام اعظم علیہ الرحمۃ کی عمر تقریباً چھیاسٹھ برس تھی تو آپ نے چار ہزار درہم ضروریات جنگ کے لیے نذرانہ بھی پیش کیا اور لوگوں کو آپ کی معاونت پر ابھارتے اور جنگ میں شمولیت کا حکم دیتے تھے کہ جنگ کے بعد ایک عورت آپ کے پاس آئی اور کہنے لگی آپ نے میرے بیٹے کو حضرت نفس زکیہ کے ساتھ مل کر جہاد کرنے کا حکم دیا تھا وہ اب آپ کی معیت میں لڑتا ہوا شہید ہوگیا ہے تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور فرمایا: لیتنی مکان ابنك (نورالابصار ص ۲۲۷' کردار یزید ص ۱۶۷ وغیرہ) کاش تیرے بیٹے کی جگہ جگر گوشۂ سید الابرار صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں شہید ہونے والا خوش قسمت میں نعمان ہوتا۔ آپ نے یہ فتوٰی دے رکھا تھا کہ حضرت نفسِ زکیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مل کر جہاد کرنا پچاس نفلی حجوں سے بھی زیادہ باعث ثواب ہے۔ (مناقب موفق جلد ۱ ص ۸۳' کردار یزید ص ۱۶۷ وغیرہ) حکومت وقت نے آپ کو ساتھ ملانے کی بڑی کوششیں کیں اور آپ کو بڑی بڑی پیشکشیں کی گئیں لیکن آپ نے محبت اہل بیت اطہار میں مخمور ہوکر دشمنانِ اہل بیت کی کوئی پیشکش قبول نہ کی' بالآخر آپ کو محبت اہل بیت کے جرم میں زہر دلوا کر شہید کردیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ہر عمل کا دارومدار نیت پر ہوتا ہے

فقیر محمد مقبول احمد سرور سنی حنفی عرض کرتا ہے کہ کیا یہ تمام شیعہ سنی اس حدیث کو بھول گئے جو فریقین کی صحاح ستہ اور صحاح اربعہ میں جا بجا موجود ہے کہ نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ (بخاری شریف جلد اول ص ۲ پہلی حدیث)

اعمال کا دارومدار نیت پر ہوتا ہے۔

اور لِکُلِّ امْرِئٍ مَّا نَوٰی (بخاری شریف جلد اول ص ۲)

ہر کسی کے لیے وہی ہے جو اس نے نیت کی

تو اصحاب رسول کی نیات اور خلوص میں کس طرح شک کیا جا سکتا ہے؟

ارشاد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی

امام ربانی سرکار مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی ارشاد فرماتے ہیں کہ

''ایں قدر می دانم کہ حضرت امیر درآں باب برحق بودند ایشاں درخطا بود اما ایں خطاء خطاء اجتہادی است تا بحد فسق نمیر ساند بلکہ ملامت راہم دریں طور گنجائش نیست کہ مخطی را نیز یک درجہ است از ثواب''۔

(مکتوبات شریف حضرت شیخ مجدد الف ثانی جلد اول مکتوب نمبر پنجاہ و جہاں ص ۸۶)

خطاء اجتہادی پر بھی مجتہد کو ثواب ملتا ہے

''میں صرف اتنی بات جانتا ہوں کہ ان جنگوں میں حضرت علی المرتضیٰ حق پر تھے اور ان کے مخالفین خطا پر لیکن یہ خطاء خطاء اجتہادی تھی جو فسق کی حد تک نہیں پہنچتی بلکہ یہاں ملامت کی بھی گنجائش نہیں کیونکہ خطا کار مجتہد کو بھی ثواب کا ایک درجہ مل جاتا ہے''۔

شیخ مجدد مزید فرماتے ہیں کہ

امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف سیّدنا مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی مزید فرماتے ہیں کہ

''ہر گاہ اصحاب کرام در بعض امور اجتہادیہ باآں سرور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات مخالفت کردہ اند بخلاف رائے آں سرور علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات حکم نمودہ اندوآں اختلاف ایشاں مذموم و ملام نبود وضع آں باوجود نزول وحی نیامدہ۔

مخالفت امیر در امور اجتہادیہ چرا کفر باشد و مخالفان چرا مطعون و ملام باشند محاربن امیر جم غفیر انداز اہل اسلام وازاجلہ صحابہ اندو بعضے از ایشاں مبشر بجنت تکفیر و تشنیع ایشاں امر آسان نیست كَبُرَتْ كَلِمَةٌ تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ۔

(مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی جلد دوم مکتوب سی و ششم ص ۷۶)

جبکہ بعض صحابہ کرام بعض اجتہادی امور میں خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے سے بھی اختلاف کر لیتے تھے اور حضور علیہ السلام کی رائے کے مخالف رائے دیتے تھے اور ان کا یہ اختلاف نہ تو بُرا تھا اور نہ ہی قابل ملامت اور ان کے خلاف کوئی وحی بھی نہ آئی

تو حضرت علی کی مخالفت اجتہادی امور میں کفر کیسے ہوگئی اور مخالفین علی پر طعن و ملامت کیوں ہو؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے جنگ کرنے والے اہل اسلام کی بڑی جماعت اور جلیل القدر صحابہ ہیں ان میں سے بعض وہ ہیں جن کے جنتی ہونے کی بشارت آ چکی ہے انہیں کافر کہنا یا ملامت کرنا آسان نہیں ہے بہت سخت بات ان کے منہ سے نکلتی ہے۔(كَبُرَتْ كَلِمَةٌ تَخْرُجُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ)

حضرت علی و امیر معاویہ کا اپنا اپنا اجتہاد تھا[1]

اس قدر بحث و حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اپنا اجتہاد تھا اور حضرت امیر معاویہ کا اپنا۔

حضرت امیر معاویہ کا اجتہاد قرآن سے تھا

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بنو امیہ کے سردار ہونے کے باعث حضرت سیّد عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے وارث بھی تھے اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطٰنًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا ۝ (پ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر۳۳)

اور جو قتل کیا جائے ناحق تو ہم نے مقتول کے وارث کو (قصاص کے مطالبہ کا) حق دے دیا ہے پس اسے چاہیے کہ قتل میں اسراف نہ کرے ضرور اس کی مدد کی جائے گی۔

اس نص قطعی کی روشنی میں میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ جو کہ مقتول (حضرت عثمان غنی) کے وارث بھی تھے اور قرآن نے ان کو قصاص کے مطالبہ کا حق بھی دیا تھا

اگر قصاص عثمان کا مطالبہ نہ کرتے

اس قتل میں اسراف کرتے

---

[1] امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اجتہاد پر اجر دیے جائیں گے کیونکہ حدیث میں ہے کہ

ان المجتهد اذا اجتهد فاصاب فله اجران وان اجتهد واخطأ فله اجر واحد بلا شك (تطہیر الجنان ص ۱۵)

اگر مجتہد جب وہ اجتہاد کرے اور اس کا درست اجتہاد ہو تو اس کے لیے دو اجر ہیں اور اگر اس نے اپنے اجتہاد میں خطا کی تو بے شک پھر بھی اس کے لیے ایک اجر ہے۔ ۱۲ فقیر قادری

تو ایک طرف منکر قرآن ٹھہرتے اور دوسری طرف اللہ کی مدد سے محروم رہتے لہٰذا وہ اپنے اجتہاد کو مصیب خیال کرتے تھے اور حضرت علی اپنے اجتہاد کو درست سمجھتے تھے اگرچہ علی اپنے اجتہاد میں واقعۃً حق پر اور معاویہ خطا پر تھے لیکن امیر معاویہ کو ایک درجہ ثواب پھر بھی ملے گا جیسا کہ ہم نے گزشتہ اوراق میں ثابت کیا ہے۔

امام نووی شارح مسلم فرماتے ہیں

امام نووی شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ

دونوں حضرات اپنے اپنے اجتہاد کو درست خیال فرماتے تھے اس لیے دونوں میں سے کسی ایک کو مورد الزام ٹھہرانا درست نہیں ہے کیونکہ یہ قانون ہے کہ مجتہد اگر اپنے اجتہاد میں مصیب ہے تو اسے دوگنا ثواب ملے گا اور اگر مخطی ہے تو بھی ایک گنا ثواب کا مستحق ٹھہرے گا۔

(امام نووی شرح مسلم جلد دوم ص ۳۹۰' اکمال اکمال المعلم جلد ہفتم ص ۲۴۱)

اہلسنّت و جماعت کا مسلک یہ ہے کہ

اسی بنا پر اہلسنّت و جماعت کا مسلک یہ ہے کہ حضرت مولائے کائنات شیر خدا تاجدار ہل اتیٰ سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اپنے اجتہاد میں مصیب تھے اور سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ غیر مصیب فلہٰذا حضرت علی کو اپنے اس اجتہاد کا دوگنا اور حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ایک گنا ثواب پھر بھی ملے گا۔

حضرت معاویہ پر ہی سب وشتم کیوں؟

لیکن اس قانون برحق کے ہوتے ہوئے حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر ہی سب وشتم تبرا بازی گالم گلوچ کیوں؟

یہ قرآن کی کس آیت سے ثابت ہے؟

یہ حدیث کی کس روایت سے ثابت ہے؟

کیا قرآن کریم کی آیات اور احادیث مبارکہ کی روایات کی روشنی میں اجتہاد کرنیوالا سب وشتم کا مستحق ہوسکتا ہے؟

قرآن وحدیث تو فقہ واجتہاد کی ترغیب دیتے ہیں

حالانکہ قرآن تو فرماتا ہے کہ

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ (النساء: ۷۸)

تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔

اور نبی کریم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا اَنْ يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ (مشکوٰۃ شریف)

تو کیوں نہ ہو کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں۔

قرآن وحدیث تو فقہ واجتہاد کی ترغیب دیتا ہے مگر یہ کلمہ گو بظاہر اہل قرآن اور اہل حدیث اور دوازدہ ائمہ وفقہ جعفریہ کو ماننے والے چودھویں صدی کے مجددین و مجتہدین کو ترجیح دیتے ہیں مگر مجتہدین صحابہ کرام پر سب وشتم کرتے ہیں

اگر معاذ اللہ یہ اپنے ان افعال میں سچے ہیں تو طرفین کے مجتہدین کو نشانہ طعن کیوں نہیں بنایا جاتا اور ایک ہی پر زہر کیوں اگلا جاتا ہے اور دوسرے کو کیوں چھوڑ دیا جاتا ہے۔

؎ بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

یہ رافضیوں اور خارجیوں کا شاخسانہ ہے

قارئین کرام! درحقیقت فقہ و اجتہاد سے نفرت رافضیوں اور خارجیوں کا

شاخسانہ ہے اور اہلسنت و جماعت بحمدہ تعالیٰ اس فعل شنیع سے مبرا اور پاک ہیں۔

رافضی اُمت مصطفویہ کے اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کرنے کے لیے فقہ و اجتہاد سے دوڑتے ہیں تا کہ حضرت سیّدنا امیر معاویہ کو مطعون کیا جا سکے۔

خارجی اُمت مصطفویہ کے اتحاد و اتفاق کو پارہ پارہ کرنے کے لیے فقہ و اجتہاد کو شرک کہتے ہیں تا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو تنقید و تشنیع کا نشانہ بنایا جا سکے۔

مگر اہلسنّت و جماعت ان دونوں مقتدر جلیل القدر اصحاب رسول کو اپنا مقتدا و پیشوا تسلیم کرتے ہیں۔

اہلسنّت و جماعت اس سے مبرا ہیں

بعض لوگ تاریخ کے حوالہ جات سے کہا کرتے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) حضرت علی کو گالیاں دیا کرتے تھے انہیں رافضی کہا جاتا ہے اور بعض لوگ اسی تاریخ کا سہارا لے کر اس کے برعکس کہتے ہیں انہیں خارجی کہا جاتا ہے یعنی کہ

حضرت مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے گستاخ ہیں — خارجی

حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گستاخ ہیں — رافضی

نہ رافضیوں کا اہلسنّت و جماعت سے کوئی تعلق ہے

نہ خارجیوں کا اہلسنّت و جماعت سے کوئی تعلق ہے

اہلسنّت و جماعت کی کتب سے یہ لعن طعن ثابت نہیں ہاں اگر کوئی اس قسم کا حوالہ ملے تو وہ تردید کے لیے تحریر کیا گیا ہے۔

اور اگر کسی شخص نے ایسا کوئی مواد تحریر کیا ہے تو وہ صرف ناقل ہے اس کا ان خیالات سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

اور اس کی نقل کا مآخذ بھی رافضیوں اور خارجیوں کی کتب ہیں جنہوں نے دین

اسلام میں فتنوں کی آگ بھڑکا رکھی ہے۔

ذرا عقل وخرد سے کام لیجئے

ذرا عقل وخرد سے کام لیجئے کہ جس مقدس جماعت کو خود ذات باری تعالیٰ نے تقویٰ کے لیے چن لیا ہو اور فرما دیا ہو کہ

جنہیں اللہ نے چن لیا

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى ۔

(پ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت نمبر ۳)

یہی وہ لوگ ہیں کہ مختص کر لیا (چن لیا) ہے اللہ نے ان کے دلوں کو تقویٰ کے لیے

جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے چن لیا اور تقویٰ ان کے دلوں میں بسا دیا ہو کیا وہ لوگ بھی ایک دوسرے کو گالیاں دے سکتے ہیں۔

اگر تمہارا یہی باطل نظریہ اپنایا جائے تو پھر تقویٰ کی کیا حیثیت رہے گی؟

کیا خدا کے چن لینے میں کوئی کمی رہ گئی	معاذ اللہ
چننے والا ہو خود	خدا
جنہیں چنا ہو وہ ہوں	غلامان مصطفیٰ
جس چیز کے لیے چنا ہو وہ ہو	تقویٰ

تقویٰ کہتے ہیں خدا کے اوامر کو بجا لانے اور اس کی منہیات سے دور رہنے کو تو فیصلہ ہو گیا کہ

غلامان مصطفیٰ یعنی اصحاب رسول کو اللہ نے اپنے اوامر کی بجا آوری کے لیے چن لیا۔

میرے آقا کے پیاروں کو خالق کائنات نے منہیات سے محفوظ رکھنے کے لئے

چن لیا۔
گالی دینے سے تو منع فرمایا گیا ہے
تو یہ چنے ہوئے لوگ گالی کیوں کر دے سکتے ہیں؟
اور پھر جن کو رُشد و ہدایت کے مراکز خود اللہ تعالیٰ نے قرار دیا ہو اور اعلان کر دیا ہو کہ

جو راشدون ہیں

اُولٰٓئِكَ هُمُ الرّٰشِدُوْنَ (پ ۲۶ سورۂ الحجرات آیت نمبر ۷)
یہی لوگ راہ حق پر ثابت قدم ہیں۔
راشدین ہیں...... مرشدین ہیں
رُشد و ہدایت کے ستارے ہیں
تو کیا یہ راشدین و مرشدین ایک دوسرے پر سب و شتم کر سکتے ہیں؟
اور جن پاکیزہ طاہر لوگوں کو خود خلاق عالم نے ہدایت یافتہ کی سند عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہو کہ

جو مہتدون ہیں

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ○ (پ ۲ سورۂ البقرہ آیت نمبر ۱۵۷)
یہ تمام لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔
کیا یہ ہدایت یافتہ لوگ ایک دوسرے پر تبرا کر سکتے ہیں
اور جن کا تزکیہ خود رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا ہو جس پر قرآن گواہ ہو کہ

جن کا تزکیہ نبی فرمائیں

وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ ۔

(پ ۴ سورۂ آل عمران آیت نمبر ۱۶۴)

اور وہ (رسول) ان (صحابہ کرام) کا تزکیہ فرماتے ہیں اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی انہیں متقین، راشدین اور مہتدین میں سے ہیں جن کا تزکیہ نبی نے فرمایا جنہیں کتاب و حکمت رسول نے سکھائی

تو بتاؤ! جن کو اللہ تعالیٰ تقویٰ کے لیے چن لے وہ گالیاں دیں گے؟
جن کو راشد مرشد خود باری تعالیٰ بنا دے وہ گالیاں دیں گے؟
جن کو ہدایت یافتہ ہونے کی سند رب عطا فرما دے وہ گالیاں دیں گے؟
جن کا تزکیہ خود رسول فرما دیں وہ گالیاں دیں گے؟
جن کو کتاب و حکمت خود نبی سکھا دیں وہ گالیاں دیں گے؟
جن کو شب و روز نبی کریم کی صحبت کا شرف حاصل ہو وہ گالیاں دیں گے؟

ذرا بتاؤ کہ
کسی ذاکر کی صحبت میں رہنے والا گالی دے سکتا ہے؟
کسی مولوی سے قرآن پڑھنے والا گالی دے سکتا ہے؟
کسی مجتہد سے تزکیہ کروانے والا گالی دے سکتا ہے؟
کسی امام سے ہدایت پانے والا گالی دے سکتا ہے؟
اگر دے سکتا ہے تو یہ صحبت بے کار
اگر صحبت کارآمد ہے تو گالی نہیں دے سکتا
اگر صحبت میں رہ کر بھی گالیاں دے تو الزام اس پہ آئے گا جس کی صحبت میں رہا
تو جب ایک ذاکر، مولوی، مجتہد یا امام کی صحبت میں رہنے والا گالی نہیں دے سکتا

تو پھر
امام الانبیاء علیہ السلام کی صحبت میں رہنے والا گالی کیسے دے سکتا ہے؟

صاحب خلق عظیم کی صحبت میں رہنے والا گالی دے سکتا ہے؟

جو وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا کا مصداق ہو

اور پھر وہ علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم جو کہ "وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا" کے مصداق ہوں

جن کا وجود پاک ہو

جن کی زبان پاک ہو

وہ پاکوں کے امام ومرکز ناپاک الفاظ پاک زبان پر لا سکتے ہیں؟

جن کی بیعت حسنین کریمین نے کی ہو

اور جن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت خود وارثان آیت تطہیر اور جوانان جنت کے سرداروں کی نے کی ہو وہ امیر معاویہ ان امامین کریمین کے والد گرامی کو کبھی گالی دے سکتے ہیں؟

حرفِ الزام کس پر آئے گا

ذرا تدبر وتفکر سے کام لے کر بتائیے گا کہ اگر یہ پاک مقتدر ہستیاں بھی ایک دوسرے کو سب وشتم گالم گلوچ کریں تو الزام کس پر آئے گا؟

لہٰذا

حضرت مولائے کائنات بھی اس الزام سے پاک

حضرت امیر معاویہ بھی اس الزام سے پاک

کیونکہ ان کا معلم وہ ہے کہ جس کی شان میں اعلان باری تعالیٰ ہے کہ

صاحبِ خلق عظیم

وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ○ (پ ۲۹ سورۃ القلم آیت نمبر ۴)

اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔

جب وہ معلم اس شان خلق عظیم کا مالک ہے کہ

؎ گالیاں دیتا ہے کوئی تو دعا دیتے ہیں
دشمن آ جائے تو کملی بھی بچھا دیتے ہیں

اور جس کے خلق عظیم کا مظاہرہ یوں ہو کہ فرمایا جائے

؎ روڑے مارن والیا یارا جے کدی میں ول آویں
قسم خدادی سینے لاواں سدھا ای جنت جاویں

اور جس پر ظلم وستم کے پہاڑ توڑنے والے بھی حیران ہو کر کہیں

اللہ اللہ نبی پاک دا حوصلہ گالیاں سن کے بھی مسکراندے رہے
ایس اخلاق تو جاواں قربان میں ویریاں بیٹھ چادر وچھاندے رہے

اور جس کے خلق عظیم کو آج بھی یوں سلام عقیدت پیش کیا جاتا ہو کہ

؎ سلام اس پر کہ جس نے گالیاں سن کر دعائیں دیں
سلام اس پر کہ جس نے خوں کے پیاسوں کو قبائیں دیں

اس آقا علیہ السلام کے تربیت یافتہ غلام ایک دوسرے پر سب وشتم گالی گلوچ اور تبرا کیسے کر سکتے ہیں؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ باب علوم نبوت ہیں

قارئین کرام! حضرت مولائے کائنات شیر خدا مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے متعلق میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

اَنَا دَارُ الْحِکْمَةِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا (جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۱۴)

میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔

اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا (الصواعق المحرقہ ص ۱۲۲ مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان)

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عالم قرآن اور کاتب وحیِ رحمٰن ہیں

میرے آقا علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں دست رحمت دعا کے لیے اٹھائے اور عرض کیا

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ (مجمع الزوائد جلد نہم ص ۳۵۶ مطبوعہ بیروت)

یا اللہ! معاویہ کو کتاب (قرآن) کا علم سکھا دے۔

حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

حضرت عبد اللہ ابن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

اِنَّ مُعَاوِيَةَ كَانَ يَكْتُبُ بَيْنَ يَدَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

رَوَاهُ الطَّبْرَانِىُّ وَاَسْنَادُهٗ حَسَنٌ (مجمع الزوائد جلد نہم ص ۳۵۷ مطبوعہ بیروت)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے لکھا کرتے تھے اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا اور اس کی اسناد صحیح ہیں[1]

---

[1] غیر مسلم کو کاتب بنانا منع ہے: بقول منکرین' اگر سیدنا امیر معاویہ ایسے ہوتے جیسے وہ بکتے ہیں تو نبی کریم علیہ السلام ان کو کبھی بھی کاتب نہ بناتے ملاحظہ ہو حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے غیر مسلم کو کاتب بنانے کی ممانعت

عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قِيْلَ لَهٗ اِنَّ هٰنَا غُلَامًا مِنْ اَهْلِ الْحِيْرَةِ حَافِظًا كَاتِبًا فَلَوِ اتَّخَذْتَهٗ كَاتِبًا قَالَ اِتَّخَذْتُ اِذَنْ بِطَانَةً مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ۔

(المصنف لابن ابی شیبہ' تفسیر ابن ابی حاتم فتاویٰ رضویہ حصہ دوم ۲۸۹/۹ جامع الاحادیث جلد دوم ص ۹۲)

حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا کہ یہاں ایک لڑکا حیرہ کا باشندہ موجود ہے جو امین وخوشخط ہے اگر آپ اس کو کاتب ومحرر بنالیں' آپ نے فرمایا اگر میں ایسا کروں تو گویا میں مسلمانوں کے مقابل اس کو راز دار بناؤں گا۔

یہی روایت امام رازی نے تفسیر کبیر میں نقل فرمائی۔

نبی علیہ السلام نے دعا کی اسے کتاب کا عالم بنا
اللہ نے منظور فرمائی کاتب وحی بنا دیا۔
یہ کسی مولوی ملاں کی دعا نہیں
یہ اس کی دعا ہے جو آسمان کی طرف صرف رُخ انور اٹھا دے تو قبلہ بدل دیا جائے
یہ اس کی دعا ہے جو انگشت مبارکہ سے اشارہ فرما دے تو چاند دو ٹکڑے ہو جائے
یہ اس کی دعا ہے جو دست رحمت سے سورج کو حکم دے تو سورج واپس آ جائے
یہ اس کی دعا ہے جو درخت کو پیغام بھیجے تو درخت آ کر قدموں پہ سجدہ کرے
دعا تو تیری میری رد نہیں ہوتی

دُعا تو عام آدمی کی رد نہیں ہوتی تو حضور کی دعا کیسے رد ہوگی

میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

اِنَّ رَبَّکُمْ حَیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِ مِنْ عَبْدِہٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْہِ اِلَیْہِ اَنْ یُّرَدَّھُمَا صِفْرًا ۔ (ابوداؤد شریف جلد اوّل ص ۲۱۶)

بے شک تمہارا ربّ حیا والا کریم ہے جب کوئی اس کا بندہ اس کی طرف (دعا کے لیے) ہاتھ اُٹھاتا ہے تو اس کو خالی لوٹاتے ہوئے اسے حیا آتی ہے۔

ایک عام آدمی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو وہ خالی نہیں لوٹاتا
تو اگر دعا کرنے والا اس کا محبوب ہو
اگر دعا کرنے والا اس کا مطلوب ہو
اگر دعا کرنے والا وَالَّیْل کی کنڈلوں والی زلفوں والا ہو
اگر دعا کرنے والا وَالضُّحٰی کے نوری مکھڑے والا ہو
اگر دعا کرنے والا یَدُاللہِ کے گورے گورے ہاتھوں والا ہو
تو دعا قبول کیوں نہ ہو

ادھر دعا ہوئی　　　مولا معاویہ کو عالم کتاب بنا دے

ادھر جبرائیل حاضر ہوئے　　　یا رسول اللہ! اللہ سلام فرماتا ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

جَآءَ جِبْرِیْلُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِسْتَوْصِ مُعَاوِیَۃَ فَاِنَّہٗ اَمِیْنٌ عَلٰی کِتَابِ اللّٰہِ وَنِعْمُ الْاَمِیْنُ ۔

(مجمع الزوائد جلد نہم ص ۳۵۷ البدایہ والنہایہ جلد رابع ج ۸ ص ۵۱۴، ۵۱۵)

حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حاضر بارگاہ رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوئے اور عرض کیا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) معاویہ سے خیر خواہی فرمائیے کیونکہ وہ اللہ کی کتاب پر امین ہیں اور وہ کیا ہی اچھے امین ہیں۔

اے حبیب تو نے مجھ سے دعا کی اور　　　عمر مانگا

میں نے دعا قبول کی اور اسی وقت　　　عمر عطا فرمایا

تو نے معاویہ کے لیے دعا کی تو میں نے　　　جبرائیل امین کو بھیج دیا

اور کیا کہہ کر کہ! معاویہ کتاب اللہ کا امین ہے اور اچھا امین ہے۔

کیا فضیلتِ امیر معاویہ ہے سُبْحَانَ اللّٰہِ

ذرا غور کیجئے! کیا ایمان افروز فضیلت ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی، اللہ اکبر

ساری کائنات حضرت جبریل علیہ السلام کو امین کہتی ہے

میں　　　جبریل کو امین کہتا ہوں

تم　　　جبریل کو امین کہتے ہو

ولی　　　جبریل کو امین کہتے ہیں

غوث　　　جبریل کو امین کہتے ہیں

قطب　　　جبریل کو امین کہتے ہیں

اوتاد	جبریل کو امین کہتے ہیں
ابدال	جبریل کو امین کہتے ہیں
قلندر	جبریل کو امین کہتے ہیں
مجدد	جبریل کو امین کہتے ہیں
مجتہد	جبریل کو امین کہتے ہیں
امام	جبریل کو امین کہتے ہیں
علماء	جبریل کو امین کہتے ہیں
خطباء	جبریل کو امین کہتے ہیں
فصحاء	جبریل کو امین کہتے ہیں
بلغاء	جبریل کو امین کہتے ہیں
ادباء	جبریل کو امین کہتے ہیں
نجباء	جبریل کو امین کہتے ہیں
شرفاء	جبریل کو امین کہتے ہیں
لطفاء	جبریل کو امین کہتے ہیں
طلباء	جبریل کو امین کہتے ہیں
عابدین	جبریل کو امین کہتے ہیں
زاہدین	جبریل کو امین کہتے ہیں
صدیقین	جبریل کو امین کہتے ہیں
صدیق اکبر	جبریل کو امین کہتے ہیں
فاروق اعظم	جبریل کو امین کہتے ہیں
عثمان غنی	جبریل کو امین کہتے ہیں
علی مرتضی	جبریل کو امین کہتے ہیں

امام حسن	جبریل کو امین کہتے ہیں
امام حسین	جبریل کو امین کہتے ہیں
تمام شہدا	جبریل کو امین کہتے ہیں
تمام اولیاء	جبریل کو امین کہتے ہیں
تمام صلحاء	جبریل کو امین کہتے ہیں
کلیم اللہ	جبریل کو امین کہتے ہیں
صفی اللہ	جبریل کو امین کہتے ہیں
نجی اللہ	جبریل کو امین کہتے ہیں
خلیل اللہ	جبریل کو امین کہتے ہیں
ذبیح اللہ	جبریل کو امین کہتے ہیں
روح اللہ	جبریل کو امین کہتے ہیں
تمام انبیاء	جبریل کو امین کہتے ہیں
بلکہ حبیب اللہ	جبریل کو امین کہتے ہیں
نہیں نہیں بلکہ خود خدا	جبریل کو امین کہتا ہے

نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْاَمِيْنُ (پ ۱۹ شورۂ الشعراء آیت نمبر ۱۹۳)

نازل ہوا اس (قرآن) کے ساتھ روح الامین

اور جبریل امین — امیر معاویہ کو امین کہتے ہیں

سُبْحَانَ اللهِ، سُبْحَانَ اللهِ

کیوں نہ کہیں

قرآن لانے والے جبریل	وہ بھی امین
جس پر قرآن اترا رسول	وہ بھی امین
جس نے قرآن لکھا معاویہ	وہ بھی امین

لانے والا امین نہ ہوتو قرآن	لَارَیْبَ نہیں رہتا
جس پر نازل ہوا وہ امین نہ ہوتو قرآن	لَا رَیْبَ نہیں رہتا
جس نے لکھا وہ امین نہ ہوتو قرآن	لَا رَیْبَ نہیں رہتا
اور قرآن ہے	لَا رَیْبَ فِیْہِ
قرآن میں بھی	شک نہیں
اسے لانے والے میں بھی	شک نہیں
جس پر نازل ہوا اس میں بھی	شک نہیں
جس نے اسے لکھا اس میں بھی	شک نہیں

اس لیے جبریل نے کہا نِعْمُ الْاَمِیْنُ معاویہ کیا ہی اچھے امین ہیں۔

حضرت علی ہیں	عالم کتاب اللہ
حضرت معاویہ ہیں	کاتب کتاب اللہ
حضرت علی ہیں	باب علوم نبوت
حضرت معاویہ ہیں	امین علوم نبوت
اور بقول حضرت جبریل امین	امین کتاب اللہ

اس کے باوجود کوئی نامراد خائب و خاسران دونوں شخصیات پر الزام تراشی اور دشنام طرازی کرتا ہے تو یقیناً وہ بے ایمان ہے۔

امناء تین ہیں جن میں امیر معاویہ شامل (الحدیث)

حضرت ابو ہریرہ' حضرت انس اور حضرت واثلہ بن الاسقع رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین راوی ہیں کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

وَالْاُمَنَاءُ ثَلٰثَةٌ جِبْرِیْلُ وَّاَنَا وَ مُعَاوِیَةُ

(البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۵۱۵)

اور امین تین ہیں (ثلاثہ)

جبریل

میں خود

اور معاویہ

اس رسول امین کی شان کیا ہو گی خود امین

جس کے دائیں جبریل وہ بھی امین — جس کے بائیں معاویہ وہ بھی امین

ثلاثہ سے جلنے والو ہمت کرو

ثلاثہ سے جلنے والو اگر ہمت ہے تو

نکال ثلاثہ سے — رسول کو

نکالو ثلاثہ سے — جبریل کو

نکالو ثلاثہ سے — معاویہ کو

یہ کتنے امین ہیں — ثلاثہ — ثلاثہ — ثلاثہ

جس طرح ان ثلاثہ سے کسی ایک کو — نہیں نکالا جا سکتا

اسی طرح صدیق فاروق و عثمان کو بھی — نہیں نکالا جا سکتا

حضور' امیر معاویہ اور جبریل — ثلاثہ

ابوبکر' عمر' عثمان بھی — ثلاثہ

امناء سات ہیں جن میں امیر معاویہ شامل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ نبی امین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

وَالْاُمَنَآءُ سَبْعَۃٌ اَلْقَلَمُ وَاللَّوْحُ وَاِسْرَافِیْلُ وَمِیْکَائِیْلُ وَجِبْرَئِیْلُ وَاَنَا وَمُعَاوِیَۃُ (البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۵۱۵)

امین سات ہیں

قلم

لوح

اسرافیل

میکائیل

جبرائیل

میں خود

اور معاویہ

بتاؤ حضرت امیر معاویہ کے علاوہ یہ چھ امین معاذ اللہ گالیاں دیتے ہیں؟

نہیں دیتے نا

تو پھر جوان چھ امناء کی قطار میں ساتواں بھی کھڑا ہے وہ کیوں گالیاں دے گا؟

بتاؤ! شب و روز حضرت امیر معاویہ پر الزام تراشی اور سب و شتم کرنے والو!

میرے آقا علیہ السلام نے جو درجہ

قلم کو	دیا
لوح کو	دیا
اسرافیل کو	دیا
میکائیل کو	دیا
جبریل کو	دیا
حتیٰ کہ خود کو	دیا

کہ ہم امین ہیں

وہی درجہ حضرت سیّدنا امیر معاویہ کو دیا کہ

معاویہ بھی امین ہے

جو معاویہ	امانت میں قلم کے ساتھ کھڑا ہے
جو معاویہ	امانت میں لوح کے ساتھ کھڑا ہے
جو معاویہ	امانت میں جبرائیل کے ساتھ کھڑا ہے

جو معاویہ امانت میں اسرافیل کے ساتھ کھڑا ہے
جو معاویہ امانت میں میکائیل کے ساتھ کھڑا ہے
جو معاویہ امانت میں خود حضور کے ساتھ کھڑا ہے

وہ جناب علی مرتضیٰ شیر خدا اخی رسول، زوج بتول فاتح خیبر قاتل مرحب والدِ حسنین نبی کے دل کے چین رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

گالی دے سکتا ہے۔
تبرا کر سکتا ہے
سب وشتم کر سکتا ہے

نہیں نہیں اور ہرگز نہیں کر سکتا

ع حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

امیر معاویہ فضائل مرتضوی سے ایسے ہی واقف تھے کہ جیسے قلم
امیر معاویہ فضائل مرتضوی سے ایسے ہی واقف تھے کہ جیسے لوح
امیر معاویہ فضائل مرتضوی سے ایسے ہی واقف تھے کہ جیسے جبریل
امیر معاویہ فضائل مرتضوی سے ایسے ہی واقف تھے کہ جیسے میکائیل
امیر معاویہ فضائل مرتضوی سے ایسے ہی واقف تھے کہ جیسے اسرافیل
امیر معاویہ فضائل مرتضوی سے ایسے ہی واقف تھے کہ جیسے خود امام الانبیاء علیہ السلام

حضرت امیر معاویہ پر سب وشتم کرنا صرف انہیں پر نہیں بلکہ حدیث مندرجہ بالا میں بیان فرمودہ تمام امینوں پر ہوگا کیونکہ

وہ چھ بھی امین
اور امیر معاویہ بھی امین

اگر وہ چھ برحق امین ہیں اور ہمارا پختہ ایمان ہے کہ امین ہیں تو ساتواں بھی

برحق امین ہے

اگر ساتواں برحق امین نہ ہوتا تو میرے آقا علیہ السلام جو وحی خدا سے کلام فرماتے ہیں کبھی ان چھ امناء میں اس ساتویں کو شمار نہ فرماتے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ امین تھے تو نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے انہیں کتاب اللہ کی کتابت کے لیے منتخب فرمایا

اگر تم انہیں امین تسلیم نہیں کرتے تو کتاب اللہ کو صحیح کیسے تسلیم کرو گے؟

اگر کتاب اللہ کو صحیح تسلیم نہیں کرتے تو دین اسلام کو صحیح کیسے تسلیم کرو گے؟

اگر دین اسلام کو صحیح تسلیم نہیں کرتے تو خود کو صحیح مسلمان کیسے تسلیم کرو گے؟

اگر خود کو صحیح مسلمان تسلیم نہیں کرتے تو کسی کو کالے باؤلے کتے نے کاٹا ہے کہ وہ تمہیں مسلمان تسلیم کرے۔

خلافت کا جھگڑا نہیں تھا

تم کہتے ہو معاویہ خلافت کے لالچ میں لڑتے رہے جو امیر معاویہ بزبان رسالت امین ہے وہ کسی اور کی امانت میں خیانت کیوں کر کر سکتا ہے لہٰذا خلافت کا کوئی جھگڑا نہ تھا۔

امیر معاویہ خون عثمان کے امین تھے اور وہ اس امانت میں خیانت ہونے دینا نہیں چاہتے تھے۔

تمہارا سب کچھ غائب ہے

اگر تمہارا ان کی امانت و دیانت پر ایمان نہیں تو یہی وجہ ہے کہ پھر

تمہارا قرآن بھی غائب

تمہارا ایمان بھی غائب

تمہارا امام بھی غائب

تمہاری جماعت بھی	غائب
تمہارا جمعہ بھی	غائب

تمہارے پاس صرف کوئے پیٹنے کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔

یہ اہلسنت کا طرۂ امتیاز ہے

کتاب اللہ کا کاتب	سنیوں کے پاس
وحی رسول کا امین	سنیوں کے پاس
اسی لیے پھر، قرآن بھی	سنیوں کے پاس
ایمان بھی	سنیوں کے پاس
امام بھی	سنیوں کے پاس
جماعت بھی	سنیوں کے پاس
جمعہ بھی	سنیوں کے پاس
تراویح بھی	سنیوں کے پاس
مساجد بھی	سنیوں کے پاس

یہ کوئی جذباتی باتیں نہیں بلکہ حقیقت ہے

یہ کوئی جذباتی باتیں نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ

مساجد بنائیں	نبی نے	نبی سنیوں کے پاس
مساجد بسائیں	صدیق نے	صدیق بھی سنیوں کے پاس
مساجد میں زینت کی	فاروق نے	فاروق بھی سنیوں کے پاس
تمہارے ہیں		امام باڑے
پھر قرآن جمع کیا	عثمان غنی نے	عثمان غنی بھی سنیوں کے پاس
اس قرآن کو ہر مقام پر پڑھا	علی مرتضیٰ نے	علی مرتضیٰ بھی سنیوں کے پاس

اس قرآن کا امین بنے　　　امیر معاویہ　　　امیر معاویہ بھی سنیوں کے پاس

بتاؤ! تمہارا چالیس پاروں والا قرآن کہاں ہے؟

جس امام کے پاس وہ قرآن ہے وہ کہاں ہے؟

کہتے ہیں جی! غار ثرمن میں غائب ہے

پھر بتاؤ تمہارے پاس ہے کیا؟

جزع فزع	تمہارے پاس ہے
کوٹنا پیٹنا	تمہارے پاس ہے
اہانت اہلسنّت	تمہارے پاس ہے
توہین صحابہ	تمہارے پاس ہے
تنقیص قرآن	تمہارے پاس ہے
تبرا بازی	تمہارے پاس ہے
دشنام طرازی	تمہارے پاس ہے
الزام بازی	تمہارے پاس ہے
زبان درازی	تمہارے پاس ہے

؎ پسند اپنی اپنی مقام اپنا اپنا

سبو اپنا اپنا ہے جام اپنا اپنا

فقیر کا ایک سوال

حضرات اہل تشیع سے میرا مودبانہ سوال ہے ذرا غور کیجئے اور بتائیے کہ جو شخص حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم پر سب وشتم کرے کیا وہ عذاب سے بچ سکتا ہے؟ میرا اپنا ایمان ہے کہ وہ کبھی عذاب سے نہیں بچ سکتا...... ملاحظہ ہو آیت کریمہ

سَاَلَ سَآئِلٌ ۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ۝ لِّلْكٰفِرِيْنَ لَيْسَ لَهٗ دَافِعٌ ۝

(پ ۲۹ سورۃ المعارج آیت نمبر ۲،۱)

مطالبہ کیا ہے ایک سائل نے ایسے عذاب کا جو ہو کر رہے وہ سن لے یہ تیار ہے کفار کے لیے اسے کوئی ٹالنے والا نہیں۔

اس کی شان نزول میں علامہ مومن شبلنجی اپنی شہرہ آفاق کتب نور الابصار میں فرماتے ہیں کہ

اس آیت کے بارے میں حضرت امام ابو اسحٰق احمد ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ امام ابو سفیان بن عینیہ رضی اللہ عنہ سے اس آیت مبارکہ کے متعلق دریافت کیا گیا کہ آیت کن لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تو انہوں نے سائل سے فرمایا تم نے مجھ سے وہ سوال پوچھا ہے جو مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا فرماتے ہیں میرے باپ نے حضرت امام جعفر بن امام محمد باقر سے انہوں نے اپنے آباؤ اجداد سے روایت کی کہ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ آپ ''غدیر خم'' میں تشریف فرما تھے لوگوں کو آواز دی اور وہ سب اکٹھے ہو گئے پھر حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کے فرمایا۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ

جس کا میں مولا ہوں علی بھی اس کا مولا ہے۔

یہ کلام بہت مشہور ہوا اور دور دور تک پہنچ گیا حارث بن نعمان فہری کو جب یہ کلام پہنچا تو وہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمت میں آیا اونٹنی کو بٹھایا اور اتر کر کہنے لگا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم دیا کہ ہم اللہ کی توحید اور آپ کو اللہ کا رسول مانیں ہم نے یہ قبول کیا آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم پانچ نمازیں پڑھیں زکوٰۃ ادا کریں اور رمضان کے روزے رکھیں ہم نے یہ قبول کیا۔

آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم بیت اللہ کا حج کریں ہم نے یہ بھی قبول کیا پھر آپ اس پر راضی نہ ہوئے حتیٰ کہ آپ نے اپنے چچا زاد بھائی کے بازو

اٹھائے اور اس کو ہم پر فضیلت دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ

آپ نے یہ اپنی طرف سے فرمایا ہے یا یہ بھی اللہ کا حکم ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا:

وَالَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِنَّ هٰذَا مِنَ اللهِ عَزَّوَجَلَّ

قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یہ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

حارث بن نعمان فہری واپس اپنی سواری کی طرف آیا اور کہنے لگا اے اللہ! اگر یہ سچ ہے جو کہ محمد (علیہ السلام) نے کہا ہے تو

فَاَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ○

پھر ہم پر آسمان سے پتھروں کی بارش فرما یا پھر ہم کو دردناک عذاب میں مبتلا کر۔

ابھی وہ سواری تک پہنچنے نہیں پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی کھوپڑی پر پتھر مارا جو اس کی دبر سے نکل گیا اور اس بدبخت گستاخ کو ہلاک کر گیا پس اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔ (نور الابصار ص ۷۸)

معلوم ہوا کہ حضرت علی پر سب وشتم کرنے یا ان کی گستاخی کرنے والا عذاب سے بچ نہیں سکتا خود میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا کہ

مَنْ سَبَّ عَلِيًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ (الصواعق المحرقہ ص ۱۲۳)

جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔

اور ہر مسلمان کا ایمان ہے جس نے نبی علیہ السلام کو گالی دی وہ یقینی جہنمی ہے اور پکا کافر ہے۔

ابولہب نے کہا:

تَبًّا لَّكَ يَا مُحَمَّدُ

معاذ اللہ اے محمد ....

تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا

تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ (سورۃ لھب:۱)

ٹوٹ گئے ہاتھ ابولہب کے اور وہ خود بھی ٹوٹ گیا۔

ادھار تو ہے ہی نہیں

میرے حبیب کے ایک دست کرم کو بھونکنے والے تیرے دونوں ہی ٹوٹ جائیں۔

تو جو حضور کو گالی دے؟

ولید ابن مغیرہ نے کہا (معاذ اللہ) محمد مجنون ہے

اللہ کریم نے قسم بیان فرماتے ہوا رشاد فرمایا کہ

نٓ وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ ۝ مَآ اَنْتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُوْنٍ ۝

(پ ۲۹ سورۃ القلم آیت نمبر ۱،۲)

نون، قسم ہے قلم کی اور جو لکھتے ہیں آپ اپنے ربّ کے فضل سے مجنون نہیں ہیں۔

اور پھر آگے چل کر فرمایا:

عُتُلٍّ ۢ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ ۝ (پ ۲۹ سورۃ القلم آیت نمبر ۱۳)

اجڈ، اس سب کے پیچھے بدنام (ولد الزناء)

تو جو حضور علیہ السلام کو گالی دے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ گالی دینے والا ولد الزناء ہوگا وہ مردود جہنمی ہوگا

وہ ملعون مستحق عذاب ہوگا

وہ کبھی عذاب سے بچ نہ سکے گا

اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے میرے آقا علیہ السلام نے دعا

فرمائی کہ

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِیَةَ الْکِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ

(البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۱۲۰ مطبوعہ پشاور)

اے اللہ! معاویہ کو کتاب وحساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے بچا۔

حضرت امیر معاویہ نے کبھی سب وشتم بر علی نہ کیا

اگر امیر معاویہ ے حضرت علی کو گالیاں دیں تو وہ عذاب سے بچ نہیں سکتے

اور اگر میرے آقا علیہ السلام نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے عذاب سے حفاظت کی دعا فرمائی تو یہ دعا کبھی رد ہو نہیں سکتی

اگر دعا مصطفیٰ رد نہیں ہو سکتی اور یقیناً نہیں ہو سکتی تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو عذاب نہیں ہو سکتا۔

معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یہ فعل شنیع وقبیح کیا ہی نہیں ورنہ نبی کریم علیہ السلام کبھی ان کے لیے یہ دعا نہ فرماتے کہ اے اللہ! معاویہ کو عذاب سے بچا۔

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ

ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ

مولائے کائنات شیر خدا تاجدار ہل اتیٰ حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم پر سب وشتم کرنے والا پکا جہنمی ہے

اور یہ بھی عقیدہ ہے کہ

حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیّدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ پر کبھی بھی سب وشتم نہیں کیا نہ کروایا کیونکہ وہ بفرمان رسول علیہ السلام عذاب سے مامون ومحفوظ ہیں۔

حضرت علی ہر مومن کے ولی ہیں

قارئین کرام! میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان عالیشان ہے کہ
وَهُوَ وَلِیُّ كُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ بَعْدِی (جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۱۳)
اور وہ (علی) میرے بعد تمام مومنین کا ولی ہے
اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا دشمن قرار دیا جائے تو وہ مومن نہ رہیں گے اگر مومن نہ رہے تو رسول اللہ علیہ السلام کے صحابی نہ رہیں گے اگر صحابی نہ رہیں تو ہادی ومہدی اور ذریعہ ہدایت نہ رہیں گے حالانکہ حضور علیہ السلام ان کے لیے دعا فرما رہے ہیں کہ
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَّمَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ (جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۲۵)
یا اللہ اس (معاویہ) کو ہادی مہدی اور ذریعہ ہدایت بنا دے۔
اے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے کفر اور فسق وفجور کا ڈھنڈورا پیٹنے والو!

تم انہیں کہتے ہو	فاسق وفاجر وکافر
نبی انہیں فرماتے ہیں	ہادی ومہدی اور ذریعہ ہدایت
سنی	تمہاری بات کو باطل ومردود کہے گا
سنی	نبی کے فرمان کو محبوب ومقبول کرے گا

تمام صحابہ متقی ہیں خدائی فیصلہ

آیئے ذات باری تعالیٰ جل جلالہ سے پوچھیں گے کہ مولا! تیرا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے بارے کیا فرمان ہے تو ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ
وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى وَكَانُوْۤا اَحَقَّ بِهَا وَاَهْلَهَا
(پ ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر ۲۶)
اور اللہ تعالیٰ نے کلمۂ تقویٰ ان سے لازم فرما دیا اور وہ اس کے زیادہ حق دار اور اہل تھے

پتہ چل گیا کہ

تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان متقی ہیں

تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان تقویٰ کے سب سے زیادہ حقدار ہیں

تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان تقویٰ کے سب سے زیادہ اہل ہیں

اگر ان میں سے کوئی ایک بھی حضرت علی المرتضٰی پر سب وشتم کرنے والا دشمن ہوتا تو اللہ تعالٰی اور اس کا رسول اسے مستثنیٰ فرمادیتے۔

لہٰذا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی دوسرے صحابہ کی طرح متقی اور تقویٰ کے سب سے زیادہ حق دار و اہل ہیں وہ حضرت علی پر سب وشتم کرنے والے یا ان کے دشمن نہیں ہیں بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جیسے تمام صحابہ کے ولی ہیں ایسے ہی سیدنا امیر معاویہ کے بھی ولی ہیں۔

کفر، فسوق، عصیان سے دور اصحابِ حضور

یہ بھی اللہ تعالٰی کا فیصلہ ہے کہ

وَكَرَّهَ إِلَيْكُمُ الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ (پ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت نمبر ۷)

اور اللہ تعالٰی نے تم سے (اے صحابہ) کفر فسق اور گناہ کو دور کردیا۔

ہر مومن کو حکم ہے کفر سے دور رہو

کفر کو حکم ہے صحابہ سے دور رہ

ہر مسلمان کو حکم ہے فسق سے دور رہو

فسق کو حکم ہے صحابہ سے دور رہو

ہر صاحب ایمان کو حکم ہے گناہ سے دور رہو

گناہوں کو حکم ہے صحابہ سے دور رہو

حضرت علی رضی اللہ عنہ پر سب وشتم کفر ہے فسق ہے گناہ ہے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول ہیں

لہٰذا کفر بھی ان سے دور

فسق بھی ان سے دور

گناہ بھی ان سے دور

تو اے دشمنانِ امیر معاویہ!

تم نے کیوں ڈالا ہے فتور

تم کیوں کرتے ہو علی کو معاویہ سے دور

علی تو ہر اک شخص کے مولا ہیں جس کے مولا ہیں حضور

پڑھ لو میرے آقا کا یہ قانون اور دستور

جس کا میں مولا اس کا علی مولا

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاهُ فَعَلِيٌّ مَوْلَاهُ (جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۱۳)

جس جس کا میں مولا

اس اس کا علی مولا

ہر مؤمن کے نبی مولا

ہر مؤمن کے علی مولا

حضرت امیر معاویہ کے بھی نبی مولا

حضرت امیر معاویہ کے بھی علی مولا

یا تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اصحاب رسول کی لسٹ سے نکالو یا پھر حضرت علی کو حضرت معاویہ کا بھی مولا تسلیم کرو۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا صحابی رسول ہونا ایسے ہی ثابت ہے جیسے دن میں سورج کا موجود ہونا

سورج کا منکر جسمانی آنکھوں سے اندھا

حضرت امیر معاویہ کا منکر ایمانی آنکھوں سے اندھا

ہم گزشتہ اوراق میں ثابت کر چکے ہیں کہ حضرت امیر معاویہ صحابی رسول ہیں۔

نہ نبی نے اس کا انکار کیا

نہ علی نے اس کا انکار کیا

نہ کسی صحابی نے اس کا انکار کیا

نہ کسی سلف وخلف نے اس کا انکار کیا

نہ قرآن نے اس کا انکار کیا

لہٰذا اپنے ایمان کی خیر مناؤ اور اس صحابی رسول کی صحابیت کا انکار نہ کرو کیونکہ

ایک صحابی کا انکار سب صحابہ کا انکار ہے اور صحابہ کا انکار قرآن وحدیث کا انکار ہے

کیونکہ صحابہ اسی طرح نبوت مصطفوی کے روشن دلائل ہیں

جس طرح نبی کریم توحید کی روشن دلیل ہیں

حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی نے کیا خوب فرمایا کہ

؎ اس پہ گواہ ھُوَ الَّذِیْ شیشۂ حق نما نبی

دیکھ لو جلوۂ نبی شیشۂ چار یار میں

ہر صحابی آئینۂ جمالِ رسالت ہے

ہر صحابی مظہر کمالِ نبوت ہے

صحابیت کا انکار انکار نبوت ہے

انکار نبوت انکار توحید ہے

اور انکار توحید کفر ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی سرکار دو عالم کی رشتہ داری ہے (صلی اللہ علیہ وسلم)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے بھی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی رشتہ داری ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کی سسرال ہیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی سسرال ہیں۔

اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

كُلُّ حَسَبٍ وَّ نَسَبٍ وَّصِهْرٍ يَنْقَطِعُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِلَّا حَسَبِيْ وَنَسَبِيْ وَصِهْرِيْ (الشرف المؤبد لآل محمد للنبھانی ص ۵۵)

ہر حسب ونسب وصھر قیامت کے دن منقطع ہو جائے گا مگر میرا حسب و نسب وصھر منقطع نہ ہوگا۔

نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا رشتہ مصاہرت	ختم ہوگا
نہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا رشتہ مصاہرت	ختم ہوگا
نبی کریم علیہ السلام کی شہزادی	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ ہیں
امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا	نبی کریم علیہ السلام کی زوجہ محترمہ ہیں
حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا	ام المؤمنین ہیں
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	خال المؤمنین ہیں

اس کی وضاحت انشاء اللہ العزیز اپنے مقام پر بیان کی جائے گی اس مقام پر ہم ایک آیت کریمہ سے ثابت کرتے ہیں کہ

دونوں گروہ مؤمنین ہیں قرآن کی شہادت

حضرت علی اور حضرت امیر معاویہ اور ان کے گروہ تمام مؤمنین ہیں ملاحظہ ہو ارشاد باری تعالیٰ کہ

وَاِنْ طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْۢ بَغَتْ

اِحۡدٰهُمَا عَلَى الۡاُخۡرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِىۡ تَبۡغِىۡ حَتّٰى تَفِىۡٓءَ اِلٰٓى اَمۡرِ اللّٰهِ فَاِنۡ فَآءَتۡ فَاَصۡلِحُوۡا بَيۡنَهُمَا (پ۲۶ سورۂ الحجرات آیت نمبر۹)

اور اگر مؤمنین کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں تو ان دونوں میں صلح کروادو پھر ایک جماعت دوسری پر بغاوت کردے تو بغاوت کرنے والی جماعت سے جنگ کرو یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ آئیں پھر اگر وہ جماعت لوٹ آئے تو ان دونوں جماعتوں میں صلح کروادو۔

ذرا غور کیجئے کہ

ذرا غور کیجئے

لفظ ہے طَآئِفَتَانِ مِنَ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ اقۡتَتَلُوۡا مؤمنین کی دو جماعتیں اگر لڑ پڑیں ثابت ہوا دونوں لڑنے والی جماعتوں کو اللہ تعالیٰ مؤمنین کی جماعتیں قرار دے رہا ہے

یعنی کہ کبھی کبھی لڑنے والی دو جماعتوں میں سے ایک کافروں کی جماعت ہو گی اور ایک مسلمانوں کی

جیسا کہ جنگ بدر، اُحد، حنین، خیبر وغیرہ

اور کبھی کبھی لڑنے والی دونوں جماعتیں مؤمنین کی جماعتیں ہوں گی

جیسا کہ جنگ جمل، صفین وغیرہ

بغاوت ایمان سے خارج نہیں کرتی

اور لفظ اِنۡ بَغَتۡ نے ثابت کیا کہ بغاوت کرنے سے مؤمن ایمان سے خارج نہیں ہو جاتا ہاں البتہ باغیوں سے جنگ کرنے کا اس وقت تک حکم ہے جب تک بغاوت سے باز آ کر امر اللہ کی طرف نہ لوٹیں جیسا کہ فرمایا

فَقَاتِلُوا الَّتِىۡ تَبۡغِىۡ حَتّٰى تَفِىۡٓءَ اِلٰٓى اَمۡرِ اللّٰهِ۔

پس جنگ کرو اس جماعت سے جس نے بغاوت کی یہاں تک کہ وہ اللہ کے امر کی طرف لوٹ آئیں۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گروہ نے بغاوت کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گروہ نے اس حکم خداوندی سے ان کے ساتھ جنگ فرمائی حتیٰ کہ جب امیر معاویہ نے جنگ بندی کی درخواست کی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسی آیت کے مطابق جنگ ختم فرما کر صلح فرمالی جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے کہ

فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا .

پھر اگر وہ جماعت (جس نے بغاوت کی تھی) لوٹ آئے تو اس دونوں جماعتوں کے درمیان صلح کروادو۔

ثابت ہوا

بغاوت کرنے والی جماعت بھی	مؤمنین	اور ہے وہ گروہ امیر معاویہ
ان سے جنگ کرنے والی جماعت بھی	مؤمنین	اور وہ ہے گروہ حضرت علی
پھر دونوں صلح کرنے والی جماعتیں بھی	مؤمنین	اور وہ ہیں یہ دونوں گروہ

قرآن نے فرمایا: طَآئِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

دونوں گروہ مسلمین ہیں حدیث مبارکہ کی شہادت

مشہور حدیث مبارکہ جو کہ صحاح ستہ میں موجود ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اِبْنِیْ هٰذَا سَیِّدٌ وَّلَعَلَّ اللّٰهَ اَنْ یُّصْلِحَ بِهٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (بخاری شریف جلد اول ص ۵۳۰)

بے شک میرا یہ بیٹا (امام حسن رضی اللہ عنہ) سردار ہے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ وہ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروا

دے گا[1]

اللہ فرماتا ہے دونوں گروہ مؤمنین ہیں

نبی فرماتے ہیں دونوں گروہ مسلمین ہیں

لہٰذا سنی بھی کہتا ہے دونوں گروہ مؤمنین ہیں

---

[1] ضیا الامت حضرت پیر کرم شاہ صاحب بھیروی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد لوگوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے دست مبارک پر بیعت کی اور ''علی الموت'' کی شرط لگائی یعنی کہا کہ آخر دم تک ہم آپ کا ساتھ دیں گے جن لوگوں نے یہ بیعت کی ان کی تعداد چالیس ہزار سے زائد تھی اور وہ سب سیّدنا امام حسن کے اشارہ ابرو پر سب کچھ قربان کرنے کے لیے آمادہ تھے سات ماہ تک عراق خراسان اور ماوراء النہر میں آپ کی خلافت کا خطبہ پڑھا جاتا رہا پھر آپ امیر معاویہ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے لشکر جرار کے ساتھ روانہ ہوئے اسی طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ جنگ کرنے دمشق سے روانہ ہوئے اسی طرح جب انبار کے مقام پر پہنچے تو دونوں لشکروں نے ایک دوسرے کو دیکھ لیا حضرت امام حسن کو یہ علم ہو گیا کہ ضرور جنگ ہو گی اور بے شمار مسلمان موت کی بھینٹ چڑھ جائیں گے اسی طرح امیر معاویہ نے حضرت امام کے لشکر کو دیکھا انہوں نے بھی یہی سمجھا کہ جنگ فریقین کے لیے تباہ کن ثابت ہو گی۔

بعض نیک بخت لوگ دونوں فریقوں میں صلح کرانے کے لیے سرگرم عمل ہو گئے۔

حضرت امیر معاویہ نے ایک سفید سادہ کاغذ سیّدنا امام حسن کی طرف بھیجا اور انہیں عرض کی جس چیز کا آپ مجھ سے مطالبہ کرتے ہیں وہ اس کاغذ پر لکھ دیں میں اس کی پابندی کا آپ سے وعدہ کرتا ہوں۔

حضرت امام حسن نے اس شرط پر انہیں زمامِ خلافت سپرد کرنے کی حامی بھر لی کہ مدینہ طیبہ حجاز عراق میں جو لوگ خلیفۃ المسلمین سیّدنا علی کے حامی تھے ان کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔

امیر معاویہ نے وہ شرط منظور کر لی اور امام حسن نے ایک شرط یہ بھی لکھی کہ امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی وفات کے بعد زمام خلافت ان کے سپرد کر دی جائے گی امیر معاویہ نے اس شرط کو بھی تسلیم کر لیا۔

عملی طور پر یہی ہوا کہ دونوں فریقوں کے درمیان صلح ہو گئی حضرت امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) نے امام پاک کی پیش کردہ شرائط تسلیم کر لیں اور حضرت امام نے بھی خلافت ان کے سپرد کرنے کا وعدہ پورا کر دیا سالہا سال پہلے اللہ کے محبوب (علیہ السلام) نے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کی جو خوشخبری سنائی تھی وہ سیّدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے طفیل پایہ تکمیل تک پہنچی۔

(السیرۃ النبویہ از علامہ ذینی دحلان جلد نمبر ۳ ص ۱۹۰ بحوالہ ضیاء النبی جلد پنجم ص ۸۵۹-۸۵۸ الصواعق المحرقہ ص ۱۳۶) فقیر قادری

سنی بھی کہتا ہے دونوں گروہ	مسلمین ہیں
جو دونوں کو مؤمنین نہیں سمجھتا وہ	خدا کے قرآن کا منکر
جو دونوں کو مسلمین نہیں سمجھتا وہ	نبی کے فرمان کا منکر
جو دونوں گروہوں کو مسلمین و مؤمنین نہیں سمجھتا	سب مؤمنین کے ایمان کا منکر
وہ اہلسنت نہیں ہے	وہ کوئی اور بلا ہے
اہلسنت وہی ہے جو دونوں کو	مؤمن سمجھے
اہلسنت وہی ہے جو دونوں کو	مسلم سمجھے
کیونکہ اہلسنت قرآن سے	عقیدہ بناتا ہے
اہلسنت پیارے نبی کے فرمان سے	عقیدہ بناتا ہے
اہلسنت امام حسن رضی اللہ عنہ کا سچا	غلام ہے
لہٰذا وہ اس سے صلح رکھتا ہے	جس سے امام حسن رضی اللہ عنہ نے صلح فرمائی ہے

یہ کیا منطق ہے؟

یہ کیا منطق ہے کہ

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو امام ثالث بھی کہا جائے اور جس امیر معاویہ کی امام ثالث نے بیعت کی اس کو مسلمان ہی نہ سمجھا جائے

اگر وہ امام برحق ہیں

اور یقیناً وہ امام برحق ہیں

تو ان کو چھوڑنے والا انہیں صرف زبانی ہی امام ثالث سمجھتا ہے

اور ان کی امامت کی صدق دل سے تصدیق کرنے اور انہیں امام ثالث برحق سمجھنے والا وہی ہے جو حضرت امیر معاویہ کی امارت کو اسی طرح تسلیم کرتا ہے جس طرح امام حسن رضی اللہ عنہ نے کیا۔

خلافت ثلاثہ وامارت معاویہ حق تھی

قارئین کرام!

اگر حضرت سیّدنا امیر معاویہ صحابیٔ رسول اور امیر برحق نہ ہوتے جیسا کہ منکرین کہا کرتے ہیں تو امام حسن رضی اللہ عنہ' امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرح ڈٹ جاتے اور کٹ جاتے مگر ان کی بیعت نہ کرتے اس بحث سے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ خلفا ثلاثہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی خلافت بھی برحق تھی۔ کیونکہ شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے ان کی بیعت کر کے اس خلافت حقہ کو تسلیم فرمایا اور بھی پتہ چل گیا کہ یزید پلید حق پر نہ تھا کیونکہ امام برحق حضرت سیّدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اپنا سارا کنبہ شہید کروانا تو منظور فرمالیا مگر اس کی بیعت نہ فرمائی۔

یہی اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ ہے

یہی اہلسنّت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ

جسے مولا علی رضی اللہ عنہ حق پر سمجھیں — اسے سنی حق پر سمجھتا ہے

جسے امام حسن رضی اللہ عنہ حق پر سمجھیں — اسے سنی حق پر سمجھتا۔ ہے

جسے امام حسین رضی اللہ عنہ حق پر نہ سمجھیں — اسے سنی حق پر نہیں سمجھتا

اہل بیت کو ماننے والا کون ہے؟

تو پھر بتایئے

اہل بیت کو ماننے والا کون ہے؟

حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ کا سچا غلام کون ہے؟

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کا صحیح کفش بردار کون ہے؟

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا صحیح تابعدار کون ہے؟

اور

اہل بیت اطہار کا غدار کون ہے؟

حضرت علی کا منکر کون ہے؟

حضرت امام حسن کا مبغض کون ہے؟

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا دشمن کون ہے؟

فیصلہ قرآن کی روشنی میں کیجئے

فیصلہ مصطفیٰ علیہ السلام کے فرمان کی روشنی میں کیجئے

فیصلہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عمل کی روشنی میں کیجئے

فیصلہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے کردار کی روشنی میں کیجئے

اور فیصلہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے کردار کی روشنی میں کیجئے

تو یقیناً فیصلہ سنی کے حق میں ہوگا

فیصلہ امیر معاویہ کے حق میں ہوگا

فیصلہ خلفائے ثلاثہ کے حق میں ہوگا

فیصلہ یزید پلید کے خلاف ہوگا

☆☆☆☆

☆☆

☆

دوسرا باب

فضائل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
احادیث مبارکہ کی روشنی میں

گرامی قدر سامعین!

قرآن کریم کے بعد اب میرے آقا امام الانبیاء سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات طیبات سے حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب ملاحظہ کیجئے اور اپنی آنکھوں کو نور دلوں کو سرور بخشیے ویسے تو عام و خاص صحابہ کرام علیہم الرضوان کے فضائل کے بارے بے شمار احادیث لا تعداد کتب میں موجود ہیں جن میں حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں مگر اس باب میں صرف ان احادیث مبارکہ کا تذکرہ کیا جائے گا جو خصوصاً فضائل حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر مشتمل ہیں اگر ان کی وضاحت کے لیے کوئی اور حدیث مبارکہ لانی پڑی تو وہ بھی انشاء اللہ العزیز ضرور نقل کر دی جائے گی تاکہ کوئی تشنگی باقی نہ رہے۔

وَمَا تَوْفِيقِىٓ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۔

دعائے مصطفیٰ علیہ السلام برائے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

آقائے نامدار مدنی تاجدار حبیب کردگار امام الانبیاء سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا فرمائی کہ

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِيَةَ الْكِتَابَ وَالْحِسَابَ وَقِهِ الْعَذَابَ ۔

(کنز العمال جلد نمبر ۷ البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۵۱۵ مجمع الزوائد جلد نمبر ۹ ص ۳۵۶)

اے اللہ! معاویہ کو کتاب (قرآن) اور حساب کا علم عطا فرما اور اسے عذاب سے بچا۔

امیر معاویہ عالم قرآن اور عذاب سے محفوظ ہیں

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ عالم قرآن ہیں اور عذاب سے مامون و محفوظ ہیں

معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم علیہ السلام کو باذن اللہ تعالیٰ یہ علم تھا کہ بعض لوگ

کلمہ بھی پڑھیں گے حضرت امیر معاویہ کی تنقیص بھی کریں گے

اپنے آپ کو مسلمان بھی کہلوائیں گے حضرت امیر معاویہ کے متعلق بدعقیدگی کا زہر بھی پھیلائیں گے

اور کہا کریں گے کہ

حضرت علی تو باب علوم نبوت تھے مگر معاویہ کو کچھ علم نہ تھا

حضرت علی سے جنگ کرنے والا گروہ جہنمی ہے اور وہ معاویہ کا گروہ ہے

(معاذ اللہ تعالیٰ)

میرے آقا علیہ السلام نے دونوں باتیں ہاتھ اُٹھا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے طلب فرمالیں کہ اے مولیٰ تعالیٰ

معاویہ کو قرآن کا علم بھی عطا فرما

معاویہ کو عذاب سے بھی بچا

تو قیامت تک اپنی اُمت کو عقیدہ دے دیا کہ

معاویہ جو فیصلہ کریں قرآن کے مطابق ہوگا

اور ان کو کسی فیصلہ کی وجہ سے کبھی عذاب نہ ہوگا

تو اس دعا سے پتہ چلا کہ اگر حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ باب علوم نبوت ہیں تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عالم قرآن اور محفوظ عن العذاب ہونے میں بھی کوئی شک نہیں ہے کیونکہ دعا فرمانے والے وہ رسول اللہ علیہ السلام ہیں جن کے متعلق ارشاد ربانی ہے کہ

نبی اللہ تعالیٰ کی وحی سے بولتے ہیں

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○

(پ ۲۷ سورۃ النجم آیت نمبر ۴،۳)

اور نہیں بولتے وہ (نبی) خواہش (اپنی) سے مگر (بولتے ہیں) اس وحی سے جو ان کی طرف کی جائے۔

نبی کی دعا کو اپنی دعا جیسا نہ سمجھو

آپ ہماری نظر میں ہیں

اور جس نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کو خالق لم یزل ارشاد فرماتا ہے کہ

اِنَّكَ بِاَعْيُنِنَا (پ ۲۷ سورۃ الطور آیت نمبر ۴۸)

یقیناً آپ ہماری آنکھوں کے سامنے ہیں۔

ہم آپ کو پھیر دیں گے آپ کی مرضی کے قبلہ کی طرف

اور جن رسول اللہ محتشم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ادائے ناز سے قبلہ بدل جاتا ہے

اور ارشاد ہوتا ہے کہ

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا

(پ ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۴۴)

تحقیق ہم نے آپ کا رُخ انور آسمان میں پھرنا دیکھا پس ہم آپ کو پھیر دیں گے آپ کی مرضی کے قبلہ کی طرف۔

ذرا ایمان کی چاشنی اور عشق رسول کی مٹھاس سینے میں رکھتے ہوئے خود ہی سوچئے کہ

جو رسول کلام فرمائیں	تو وحی الٰہی کے ساتھ
جن رسول علیہ السلام کی دعا ہو	بے مثل و بے مثال
جو رسول ہمیشہ عنان باری	کے سامنے رہتے ہوں
جن رسول علیہ السلام کی رضا سے	قبلہ تبدیل ہو جائے
جن رسول کے اشارے سے	چاند ٹکڑے ہو جائے
جن رسول علیہ السلام کی مرضی سے	سورج واپس مڑ جائے

وہ رسول علیہ السلام حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے دعا فرمائیں تو کیسے قبول نہ ہو؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

ے اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعائے محمد
اجابت کا جوڑا عنایت کا سہرا
دلہن بن کے نکلی دعائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

دعائے مصطفیٰ اور عطائے خدا

رسول اللہ علیہ السلام دعا فرمائیں

اَللّٰهُمَّ اَعِزِّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ خَاصَّةً (الصواعق المحرقہ ص ۹۱)

یا اللہ! اسلام کو عزت عطا فرما خاص طور پر عمر ابن الخطاب سے۔

ادھر دعائے مصطفیٰ ہوتی ہے — ادھر عطاء خدا ہوتی ہے

تو وہی رسول دعا فرمائیں کہ میرے مولا

معاویہ کو — عالم قرآن بنا

معاویہ کو — عالم حساب بنا

معاویہ کو — عذاب سے بچا

تو کیا قبول نہ ہوئی ہوگی؟

میرا ایمان ہے — دعائے مصطفیٰ قبول بدرگاہ خدا ضرور

اور پھر عقیدہ ہے — جب یہ دعا مقبول و منظور ہے تو پھر

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ — عالم قرآن بھی ہیں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ — عالم حساب بھی ہیں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ — محفوظ عن العذاب بھی ہیں

اقرار کرو انکار نہ کرو

اب منکرین عظمت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

یا تو مقبولیت دعاءِ رسول کا — انکار کریں

یا عظمت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا — اقرار کریں

اگر دعاءِ رسول کو مستجاب نہیں کہتے — تو بے ایمان

اگر عظمت امیر معاویہ کا اقرار نہیں کرتے — تو بے ایمان

لہٰذا قبولیت دعائے رسول کا بھی — اقرار کرو

عظمت امیر معاویہ کا بھی — اقرار کرو

انکار نہ کرو تاکہ — ایمان بچ جائے اور عقیدہ

درست رہے

یا اللہ! معاویہ کو ہادی مہدی اور ذریعہ ہدایت بنا دے

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اور دعا فرمائی۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ ھَادِیًا وَّمَھْدِیًا وَاھْدِ بِہٖ (جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۲۵)

یا اللہ! اس (معاویہ) کو ہادی' مہدی اور ذریعہ ہدایت بنا دے۔

ہادی کون ہوتا ہے؟

ہادی کون ہوتا ہے؟

ہادی لفظ ہدایت (مصدر) سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور ہدایت کے دو معانی ہیں۔

۱۔ اِرَائَتُ الطَّرِیْقُ — رستہ دکھانا

۲۔ اِیْصَالِ اِلَی الْمَطْلُوْبِ — مطلوب تک پہنچا دینا

تو دوسرے معنٰی سے ہادی یعنی مطلوب تک پہنچانے والا ہے — اللہ تعالیٰ جل جلالہ

اور پہلے معنی سے ہادی یعنی رستہ دکھانے والا رہنما ہے — اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم

رسول علیہ السلام ہادی ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہادی ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

اِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ (پ ۲۵ سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۵۲)

بے شک آپ البتہ رہنمائی فرماتے ہیں سیدھے راستے کی طرف۔

اللہ ہادی رسول ذریعہ ہدایت

اللہ تعالیٰ بھی ہادی ہے ارشاد خداوندی ہے کہ

وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ○ (پ۲ سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۴۹)

اور اللہ تعالیٰ جسے چاہے سیدھے راستے پر چلاتا ہے۔

لیکن وہ چلاتا ہے محبوب علیہ السلام کے ذریعہ سے

اللہ ہادی ہے تو رسول ذریعہ ہدایت

رسول اللہ مہدی ہیں

اور ہدایت (رہنمائی) وہی کر سکتا ہے جو خود راہ سے واقف یعنی ہدایت یافتہ اور مہدی ہو اس مختصر سی بحث سے واضح ہوا کہ

اللہ ہے	ہادی یعنی مطلوب تک پہنچانے والا
رسول ہے	ذریعہ ہدایت جس کے ذریعہ اللہ ہدایت عطا فرماتا ہے
اور پھر رسول ہے	ہادی یعنی رہنما رستہ دکھانے والا
اور پھر رسول ہے	مہدی یعنی خود راستہ سے واقف
رسول	ہادی بھی
رسول	مہدی بھی
رسول	ذریعہ ہدایت بھی

اب دعائے رسول پر توجہ کیجئے

اب دعاء رسول کی طرف توجہ کیجئے کہ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَّمَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ (جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۲۵)

یا اللہ! اس (معاویہ) کو ہادی بنا مہدی بنا اور ذریعہ ہدایت بنا

میں ہادی ہوں	معاویہ کو بھی ہادی بنا
جو رستہ میں دکھاؤں	وہی رستہ معاویہ بھی دکھائے
میں مہدی ہوں	معاویہ کو بھی مہدی بنا

میرے راستہ دکھانے میں خطا نہ ہو　　معاویہ کے راستہ دکھانے میں بھی خطا نہ ہو

میں ذریعہ ہدایت ہوں　　معاویہ کو بھی ذریعہ ہدایت بنا

میں تیرا راستہ دکھانے کا ذریعہ ہوں　　معاویہ میرا راستہ دکھانے کا ذریعہ بنے

اسے ہادی بنا......مہدی بنا......ذریعہ ہدایت بنا

یہ لوگوں کو صراط مستقیم کی طرف	بلانے والا بھی ہو	ہادی بھی ہو
یہ خود مہدی یعنی ہدایت یافتہ	بھی ہو	مہدی بھی ہو
اور اس کے ذریعہ لوگ	ہدایت بھی پائیں	ذریعہ ہدایت بھی ہو

مہدی کون ہوتا ہے؟

مہدی کون ہوتا ہے؟

وہ جو خود ہدایت پر ہو

وہ جو خود ہدایت یافتہ ہو......اگر خود ہدایت پر ہوگا تو دوسروں کی رہنمائی کرے گا

تو معاویہ ہادی ہیں......مہدی ہیں......ہدایت یافتہ ہیں اب پچھلی اور اس حدیث کو ملائیں تو نتیجہ نکلا

امیر معاویہ قرآن کے	ہدایت یافتہ
امیر معاویہ رسول کے	ہدایت یافتہ
امیر معاویہ دین کے	ہدایت یافتہ
امیر معاویہ کتاب کے	ہدایت یافتہ
امیر معاویہ حکمت کے	ہدایت یافتہ

معاویہ کو مہدی بنا دے

مَهْدِيًّا: مولا! معاویہ کو مہدی بنا دے

مشعلِ راہ بنادے

اور فرمایا: وَاھْدِ بِہٖ

معاویہ کو ذریعہ ہدایت بنادے

اس کو مشعل راہ بنادے

جیسے مشعل کی روشنی راستہ دکھائی ہے اور رہنمائی کا ذریعہ بنتی ہے ایسے ہی

وَاھْدِ بِہٖ

لوگ اسے دیکھ کر قرآن کی طرف آئیں
لوگ اسے دیکھ کر حدیث کی طرف آئیں
لوگ اسے دیکھ کر دین کی طرف آئیں
لوگ اسے دیکھ کر اسلام کی طرف آئیں
لوگ اسے دیکھ کر توحید کی طرف آئیں
لوگ اسے دیکھ کر رسالت کی طرف آئیں
لوگ اسے دیکھ کر صداقت کی طرف آئیں
لوگ اسے دیکھ کر عدالت کی طرف آئیں
لوگ اسے دیکھ کر سخاوت کی طرف آئیں
لوگ اسے دیکھ کر شجاعت کی طرف آئیں
لوگ اسے دیکھ کر طہارت کی طرف آئیں
لوگ اسے دیکھ کر نجابت کی طرف آئیں
لوگ اسے دیکھ کر شرافت کی طرف آئیں
لوگ اسے دیکھ کر سیادت کی طرف آئیں
لوگ اسے دیکھ کر دیانت کی طرف آئیں
لوگ اسے دیکھ کر امانت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر
امامت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر
لطافت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر
سعادت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر
ولایت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر
کرامت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر
عبادت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر
ریاضت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر
مجاہدات کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر
حقیقت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر
شریعت کی طرف آئیں

لوگ اسے دیکھ کر
طریقت کی طرف آئیں

سراپا ہدایت بنا دے

وَاھْدِ بِہٖ
اس کو سراپا ہدایت بنا دے

اس کا وجود
سراپا ہدایت بنا دے

اس کے ذریعہ
لوگوں کو ہدایت عطا فرما دے

اب اگر کوئی خائب و خاسر...... بدنصیب و نامراد ہدایت سے دور رہنا چاہتا ہے
تو اس کی مرضی حضور نے راستہ بتا دیا کہ لوگو!

اگر ہدایت پانی ہے تو آؤ میری دعا کے اس مصداق کا دامن تھام لو

روشنی کا مینار بنا دے

وَاھْدِ بِہٖ

ہدایت
نور ہے

ہدایت
روشنی ہے

ہدایت رہنمائی ہے

ہدایت سچائی ہے

فرمایا وَاهْدِ بِهٖ

مولا! معاویہ کو نور ہدایت بنادے

معاویہ کو روشنی کا مینار بنادے

معاویہ کو رہنمائی کا مرکز بنادے

معاویہ کو سچائی کا مصدر بنادے

اللہ نے رسول کو ہادی بنایا رسول نے معاویہ کو ہادی بنایا

اللہ نے رسول کو مہدی بنایا رسول نے معاویہ کو مہدی بنایا

اللہ نے رسول کو ذریعہ ہدایت بنایا رسول نے معاویہ کو ذریعہ ہدایت بنایا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَّمَهْدِيًا وَاهْدِ بِهٖ (جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۲۵)

مولا! اس کو ہادی مہدی اور ذریعہ ہدایت بنادے۔

یہ ہمارا تقاضا نہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے

میں کہتا ہوں کہ

ہم سے کیوں جھگڑتے ہو؟

ہم سے کیوں مناظرہ کرتے ہو؟

ہم سے کیوں مجادلہ کرتے ہو؟

اگر جھگڑتا ہے تو رسول اللہ علیہ السلام سے جھگڑو

اگر مناظرہ کرنا ہے تو رسول اللہ علیہ السلام سے کرو

اگر مجادلہ کرنا ہے تو رسول اللہ علیہ السلام سے کرو

کیونکہ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہادی مہدی اور ذریعہ ہدایت بنانے کا تقاضا ہم نے نہیں کیا یہ دعا ربّ سے اس کے رسول علیہ السلام نے فرمائی ہے کہ

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا وَّمَهْدِيًّا وَاهْدِ بِهٖ (جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۲۵)

یہ حدیث حسن غریب ہے

امام ترمذی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں

هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ غَرِيْبٌ (جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۲۵)

یہ حدیث حسن وغریب ہے۔

اور حدیث حسن وہ ہوتی ہے کہ جس حدیث میں کمال ضبط کے سوا صحیح لذاتہ کی تمام صفات موجود ہوں اور یہ کمی تعدد طرق سے پوری نہ ہو۔ (تذکرۃ المحدثین ص ۳۵)

اور حدیث غریب وہ ہوتی ہے جس حدیث کی سند کا کوئی راوی سلسلہ سند کے کسی شیخ سے روایت میں منفرد ہو۔ (تذکرۃ المحدثین ص ۳۶)

جامع الترمذی کی انفرادیت

حافظ ابن اثیر جامع الاصول میں لکھتے ہیں کہ جامع ترمذی کتب صحاح میں سب سے احسن ہے کیونکہ اس کی افادیت سب سے زیادہ اور ترتیب سب سے عمدہ ہے نیز اس میں تکرار سب سے کم ہے مذاہب ائمہ اور وجوہ استدلال کے ذکر اور انواع حدیث اور احوال رواۃ کے بیان میں یہ کتاب سب سے منفرد ہے۔ (تذکرۃ المحدثین ص ۲۴۵)

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کی اس منفرد کتاب میں اس حدیث کا نقل ہونا پھر حسن وغریب ہونا اس حدیث کے پایہ ثبوت کو پہنچنے کی کافی ووافی دلیل ہے یہ فقیر نے اس لیے گزارش کی ہے کہ بعض ائمہ ان تمام روایات کو موضوعات کہتے ہیں جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں وارد ہیں اس کی تفصیلی بحث انشاء اللہ العزیز اپنے مقام پر آئے گی اعتراضات وجوابات کے باب میں یہاں اس قدر بیان کر دینا ہی کافی ہے کہ اس حدیث کو امام ترمذی نے اپنی جامع میں روایت فرمایا ہے۔

ایک اور دعا اور حکومت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

قارئین کرام!

جس طرح حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے ہادی، مہدی، ذریعہ ہدایت، عالم کتاب وحساب اور محفوظ عن العذاب ہونے کی دعا رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اسی طرح حکومت معاویہ کے لیے بھی بارگاہ ایزدی میں درخواست میرے اور آپ کے آقا علیہ السلام نے کی جسے حافظ ابن کثیر دمشقی نے روایت کیا ملاحظہ ہو

یا اللہ! معاویہ کو شہروں کا حاکم بنادے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْہُ الْکِتَابَ وَمَکِّنْ لَہٗ فِی الْبِلَادِ وَقِہِ الْعَذَابَ

(البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۵۱۶ مطبوعہ پشاور)

اے اللہ معاویہ کو کتاب (قرآن کریم) کا علم عطا فرما اور شہروں کی حکومت عطا فرما اور عذاب سے بچا۔

احقاق خلافتِ راشدہ وامارت معاویہ

اس حدیث مبارکہ سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم تھا کہ شر پسند اور اُمت میں فتنہ ڈالنے والے لوگ حکومت معاویہ کو باطل قرار دے کر خلفاء راشدین کی خلافت حقہ کا ابطال کرنے کی مذموم کوشش کریں گے اس لیے خصوصاً یہ الفاظ فرمائے کہ

وَمَکِّنْ لَہٗ فِی الْبِلَادِ ۔

اور اس کو شہروں پر حکومت عطا فرما

تا کہ زعم باطل کا ابطال ہو جائے اور احقاق حق کا بہترین ثبوت فراہم ہو جائے

کہ جب

حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ — خود حاکم نہیں بنے

انہیں یہ حکومت دینے والی خود — رسول اللہ علیہ السلام کی دعا ہے

انہیں شہروں کا حاکم بنانے والی خود — عطاء خدا ہے

تو ان کی حکومت کا ذریعہ بننے والے
خلفاء راشدین کی خلافت بھی — حق اور بے شک ہے [1]
جس کو حاکم — دعائے مصطفیٰ نے بنایا
جس کو حاکم — عطائے خدا نے بنایا
اس کی حکومت — باطل نہیں ہو سکتی
تو جس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے — انہیں گورنر بنایا
اور جس فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے — انہیں گورنر برقرار رکھا
جس عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے انہیں — اس گورنری پر برقرار رکھا
ان کی خلافت بھی — باطل نہیں ہو سکتی
بلکہ یہ خلافت بھی — رضائے مصطفیٰ ہے
اور یہ خلافت بھی — عطائے خدا ہے
اسی لیے خلفاء ثلاثہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی بیعت — خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمائی
اسی لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت — خود حسنین کریمین رضی اللہ عنہ نے فرمائی
لہٰذا خلفاء ثلاثہ کی خلافت حقہ کو باطل کہنے والے — عطاءِ خدا اور رضائے مصطفیٰ اور بیعت مرتضیٰ کو باطل

---

[1] امام سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

"جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کی جانب لشکر روانہ فرمایا تو حضرت معاویہ بھی اپنے بھائی یزید ابن ابوسفیان کے ہمراہ ملک شام چلے گئے تھے اور وہیں مقیم رہے جب یزید ابن ابوسفیان کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کی جگہ اِن کو دمشق کا حاکم بنا دیا' حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے اپنے زمانہ خلافت میں حاکم دمشق ہی رہنے دیا' آخرکار بعہد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کو تمام مملکت شام کا امیر بنا دیا گیا جہاں آپ بیس سال تک بحیثیت گورنر حاکم رہے اور پھر بیس سال تک بحیثیت خلیفہ حکمران رہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۸۸ ترجمہ شمس بریلوی مطبوعہ کراچی)

۱۲ فقیر قادری

کہتے ہیں اور امارت معاویہ کو باطل کہنے والے۔ دعائے مصطفیٰ وعطاء خدا اور بیعت شہزادگان مرتضیٰ کو باطل قرار دیتے ہیں (معاذ اللہ تعالیٰ)

گویا کہ ان کو نہ ہی دعائے مصطفیٰ پر	اعتماد ہے
اور نہ ہی ان کو عطاء خدا پر	اعتبار ہے
نہ ہی حضرت صدیق وعمر وعثمان کے تقرر پر	یقین ہے
نہ ہی بیعت مرتضیٰ وشہزادگان مرتضیٰ پر	اطمینان ہے

یہ (معاویہ) عرب کے کسریٰ ہیں

ہم نے گزشتہ اوراق میں بیان کیا ہے کہ مراد مصطفیٰ خلیفہ ثانی حضرت سیّدنا عمر الفاروق الاعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو کسری عرب کا خطاب عطا فرمایا[1]

اور یہ بھی انشاء اللہ العزیز اپنے مقام پر بیان کیا جائے گا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گورنر بھی حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے مقرر فرمایا:

بشارت مصطفیٰ علیہ السلام برائے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشاد فرمایا:

يَبْعَثُ اللّٰهُ تَعَالٰى مُعَاوِيَةَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَعَلَيْهِ رِدَاءٌ مِّنْ نُّوْرِ الْاِيْمَانِ

---

[1] عَنْ اَبِىْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَدَنِىْ قَالَ كَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ اِذَا رَاٰى مُعَاوِيَةَ قَالَ هٰذَا كِسْرَى الْعَرَبِ۔

حضرت عبدالرحمٰن مدنی کہتے ہیں کہ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر فرماتے کہ یہ عرب کے کسریٰ ہیں۔

(البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۱۲۰ مطبوعہ پشاور تاریخ الخلفاء ص ۲۸۸ اُردو مطبوعہ کراچی اسد الغابہ جلد چہارم ص ۳۸۵ ۱۲ فقیر قادری)

بروزِ قیامت اللہ تعالیٰ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اُٹھائے گا تو ان
پر نور ایمان کی چادر ہو گی۔ (کنزالعمال جلد ششم)
ذرا غور کیجئے کہ میدان محشر میں بروز قیامت جبکہ
نفسی نفسی کا عالم ہو گا
سوا نیزے پہ سورج ہو گا
تانبے کی زمین ہو گی
ہر انسان پسینہ سے شرابور ہو گا
ایسے ماحول میں جب یہ جلیل القدر صحابی رسول حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ
تشریف لائیں گے تو ان پر نور ایمان کی چادر ہو گی۔

مرضیِ مولیٰ از ہمہ اولیٰ

یہ مرضی مولیٰ ہے
اور از ہمہ اولیٰ ہے

حضرت علی کو ملے گی	چادر تطہیر
حضرت معاویہ کو ملے گی	چادرِ تنویر
چادر تطہیر والے بھی	برحق
چادر تنویر والے بھی	برحق
نور ایمان کی چادر	امیر معاویہ پر ہو گی
تو ان کے ایمان پر شک کرنے والے	خود سمجھ جائیں گے کہ وہ کون ہیں؟
نور ایمان کی چادر دے گا	رحمٰن
مخالفت کرنے والا ہو گا	شیطان

تو نبی کریم علیہ السلام نے واضح فرما دیا کہ

ایمان والوں کو	چادر نور ایمان کی روشنی مل جائے گی

بے ایمانوں کو چادر ظلمت شیطان کی تاریکی مل جائے گی

تو ایمان والے نور ایمان کی قیادت میں چلیں گے تو رحمٰن فرمائے گا

يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ (پ ۲۷ سورۃ الحدید آیت نمبر ۱۲)

دوڑتی چلتی ہے ان کی روشنی ان کے آگے اور ان کے داہنے

اور ان منافقوں کو آواز آئے گی

قِيْلَ ارْجِعُوْا وَرَآءَكُمْ فَالْتَمِسُوْا نُوْرًا (الحدید:۱۳)

کہا جائے گا الٹے جاؤ اپنے پیچھے پھر ڈھونڈ لو روشنی۔

کاتب رسول اللہ علیہ السلام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت عمر کے لخت جگر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ

كَانَ مُعَاوِيَةُ يَكْتُبُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۵۱۵)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نبی کریم علیہ السلام کے کاتب تھے۔

ذرا بتایئے کہ

کاتب کسے بنایا جاتا ہے؟

اسی کو جس پر پورا پورا اعتماد ہو

ثابت ہوا کہ ذات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر پورا پورا اعتماد تھا کہ ان سے لکھواتے اور پھر اس پر اپنی مہر نبوت ثبت فرماتے۔

رسول اللہ علیہ السلام کو جس پر کامل اعتماد ہے اسی پر ان نام نہاد مؤمنین کو بے اعتمادی ہے یہی فرق ہے سنی اور غیر سنی کا

سنی اس پر کامل اعتماد رکھتا ہے جس پر رسول اللہ علیہ السلام کو اعتماد ہے

غیر سنی ہر اس شخصیت پر بد اعتمادی رکھتا ہے جس پر رسول اللہ علیہ السلام کو کامل

اعتماد ہے۔

سنی — کٹ سکتا ہے
مگر رسول اللہ علیہ السلام کے معتمد علیہ سے — ہٹ نہیں سکتا

کاتب وحی خدا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

اُم المؤمنین حضرت سیدہ عائشۃ الصدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُم المؤمنین حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ہمشیرہ حضرت امیر معاویہ) کے حجرۂ مبارکہ میں تھے کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا حضور علیہ السلام نے فرمایا دیکھو دروازہ پر کون ہے؟

عرض کیا گیا معاویہ ہیں فرمایا انہیں اندر آنے کی اجازت دے دو پھر جب وہ اندر آئے تو ان کے کان پر قلم تھا حضور علیہ السلام نے فرمایا معاویہ یہ کان پر قلم کیسا ہے عرض کیا یہ قلم میں نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تیار کیا ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جَزَاكَ اللّٰهُ عَنْ نَبِيِّكَ خَيْرًا وَّاللّٰهِ مَا اَسْتَكْتُبُكَ اِلَّا بِوَحْيٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَا اَفْعَلُ مِنْ صَغِيْرَةٍ وَّلَا كَبِيْرَةٍ اِلَّا بِوَحْيٍ مِّنَ اللّٰهِ

(البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ۸ ص ۵۱۵)

اللہ تعالیٰ تم کو اپنے نبی کی طرف سے جزائے خیر دے بخدا میں نے اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر تم سے کبھی کچھ نہیں لکھوایا اور میں کوئی چھوٹا یا بڑا کام اللہ کی وحی کے بغیر نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ معاویہ کو خلافت کی قمیص پہنائے گا

اور پھر ساتھ ہی ارشاد فرمایا

كَيْفَ بِكَ لَوْ قَمَّصَكَ اللّٰهُ قَمِيْصًا يَعْنِي الْخَلَافَةَ فَقَامَتْ اُمُّ حَبِيْبَةَ

فَجَلَسَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ وَاِنَّ اللهَ مُقَمِّصُهٗ قَمِيْصًا قَالَ نَعَمْ وَلٰكِنْ فِيْهِ هُنَاتٌ وَهُنَاتٌ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَادْعُ اللهَ لَهٗ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَهْدِهٖ بِالْهُدٰى وَجَنِّبْهُ الرَّدٰى وَاغْفِرْ لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ وَالْاُوْلٰى ۔ (البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۵۱۵)

اس وقت کیا حال ہو گا جب اللہ تعالیٰ تمہیں ایک قمیص پہنائے گا یعنی خلافت (کی قمیص) حضرت اُم حبیبہ اُٹھ کر بیٹھ گئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم !) اللہ تعالیٰ اس (معاویہ) کو قمیص پہنائے گا فرمایا ہاں لیکن اس میں کچھ بُری باتیں ہوں گی حضرت اُم حبیبہ نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم !) اس کے لیے دعا فرمایئے گا آپ نے فرمایا اے اللہ اس کو ہدایت دے اور اس کو بُرے کاموں سے دور رکھ اور اس کی پہلی اور پچھلی باتوں کی مغفرت فرما۔

پتہ چلا حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم وحی کی کتابت کرواتے تھے حضرت سیّدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اسپیشل کتابتِ وحی کے لیے قلم تیار کروا رکھا تھا' حضرت سیّدنا امیر معاویہ کی خلافت کی خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش گوئی فرمائی تھی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے لیے حضور علیہ السلام نے ہدایت و مغفرت کی دعا بھی فرمائی تھی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	کاتب وحی
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	اللہ رسول کے لیے اسپیشل قلم مخصوص فرمانے والے
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	خلیفۃ المسلمین
حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	ہادی ومغفور

جب مغفرت ہو چکی تو تبرا کیوں؟

اگر ان سے کچھ خطیات اجتہادی واقع بھی ہوئیں تو دعائے رسول اللہ علیہ السلام سے ان کی مغفرت ہو چکی اب اس کے بعد ان پر تبرا کرنا

ایک مغفور پر تبرا کرنا ہے

ایک کاتب وحی پر تبرا کرنا ہے

ایک ہادی پر تبرا کرنا ہے

ایک خلیفۃ المسلمین پر تبرا کرنا ہے

ایک معتمد رسول پر تبرا کرنا ہے

اپنے آپ کو جہنم میں ڈالنا ہے

زبان نبوت پر بے اعتمادی ہے

وحی خدا سے انحراف کرنا ہے

جس کو وحی خدا پر اعتماد نہیں ہے — سنی کو اس کے ایمان پر اعتماد نہیں ہے

جس کو زبان مصطفیٰ پر اعتبار نہیں ہے — سنی کو اس کے عقیدہ پر اعتبار نہیں ہے

ہمارا عقیدہ و ایمان ہے کہ

ہمارا عقیدہ و ایمان ہے کہ فرمان رسول کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی

کتابت وحی بھی — برحق

ہدایت و مغفرت بھی — برحق

مسلمانوں پر امارت بھی — برحق

سنی کہتے ہی اسے ہیں کہ

سنی کہتے ہی اسے ہیں کہ جو ہر ارشادِ نبوت اور فرمان رسالت کو آنکھیں بند کر

کے حرز جاں، وظیفۂ زباں اور صحیفۂ ایماں بنا لے

سنی کہتے ہی اسے ہیں جو اپنا تن من دھن اور ہر چیز فرمان رسول پر نچھاور کر دے۔

سنی کہتے ہی اسے ہیں جو اپنا ہر رشتہ ارشاد نبی پر قربان کر دے

ربّ کعبہ کی قسم

زلف مصطفیٰ کی قسم

صداقت صدیق کی قسم

عدالت فاروق کی قسم

سخاوت عثمان کی قسم

شجاعت حیدر کی قسم

عصمت زہرا کی قسم

عظمت حسن کی قسم

شہادت حسین کی قسم

بیمار کربلا کی قسم

عباس کے بازوؤں کی قسم

اکبر کی جوانی کی قسم

قاسم کی قربانی کی قسم

عون ومحمد کے بچپن کی قسم

اصغر کی معصومیت کی قسم

چادر تطہیر کی قسم

زینب کے وِیر کی قسم

صغریٰ کی زاری کی قسم

عابد کی بیماری کی قسم

سکینہ کی یتیمی کی قسم

آل عبا کی قسم

اصحاب مصطفیٰ کی قسم

اگر نبی علیہ السلام نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں یہ دعائیں نہ فرمائی ہوتیں

اگر میرے آقا علیہ السلام نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی منقبت و فضیلت بیان نہ فرمائی ہوتی اور اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول نہ ہوتے تو سنی کبھی بھی عظمت امیر معاویہ کے خطبے نہ پڑھتا۔

سنی پھر کبھی بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شان و رفعت بیان نہ کرتا

مگر سنی نہ تو رافضی ہے نہ ہی خارجی

سنی تو اپنے آقا علیہ السلام کے فرامین وارشادات کے تابع ہے

سنی تو اپنے ہادی مرشد مولا علی رضی اللہ عنہ کا غلام بے دام ہونے کا حق ادا کرتا ہے

سنی تو امامین کریمین حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی سنت پر عمل پیرا ہے۔

سنی تو اپنے نبی علیہ السلام کے ہر محبوب و منسوب کا کفش بردار ہے

سنی تو اپنے آقا علیہ السلام کے در کے کتوں کا بھی عاشق و غلام ہے

سنی کو نبی کے مدینہ سے پیار

سنی کو نبی کے پسینہ سے پیار

سنی کو نبی کے قدمین سے پیار

سنی کو نبی کے حسنین سے پیار

سنی کو نبی کے پیاروں سے پیار

سنی کو نبی کے یاروں سے پیار

سنی کو نبی کے لباس سے پیار

سنی کو نبی کے نعلین مقدس کے مطہر غبار سے پیار

سنی کو خاک پائے نقش نعلین نبی سے پیار

سنی کو اصحاب رسول کی سواریوں کی گرد راہ سے پیار

سنی ازواج رسول کا غلام

سنی اصحاب رسول کا غلام

سنی اولاد رسول کا غلام

اس لیے سنی حضرت سیدنا امیر معاویہ کا غلام

سنی کو الزام نہ دو

سنی تو بس جہاں نسبت رسول آ جائے وہاں آنکھیں بچھا دینا صرف اپنا ایمان ہی نہیں بلکہ جان ایمان سمجھتا ہے

کیونکہ یہ سب محبتیں دراصل اپنے آقا سے محبتیں ہیں اور آقا علیہ السلام سے محبت کا نام ہی تو ایمان ہے۔

مغز قرآں ' روح ایماں ' جان دیں
ہست حب رحمۃ للعالمیں

اللہ اور اس کے رسول معاویہ سے پیار کرتے ہیں

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى زَوْجَتِهٖ اُمِّ حَبِيْبَةَ وَرَأْسُ مُعَاوِيَةَ فِيْ حِجْرِهَا وَهِيَ تُقَبِّلُهٗ فَقَالَ لَهَا اَتُحِبِّيْنَهٗ قَالَتْ وَمَا لِيَ لَا اُحِبُّ اَخِيْ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ يُحِبَّانِهٖ

(تطہیر الجنان ص ۱۴ مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان)

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زوجہ ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس گئے تو دیکھا ان کی گود میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا سر تھا اور وہ اس کو چوم رہی تھیں' فرمایا: کیا تم اس سے محبت کرتی ہو' عرض کیا: میں اپنے بھائی سے محبت کیوں نہ کروں؟ پس آپ نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول بھی اس (معاویہ) سے محبت کرتے ہیں۔

اللہ اور اس کا رسول حضرت علی سے محبت کرتے ہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاُعْطِیَنَّ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَّفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَیُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ (بخاری، مسلم، مشکوۃ الصواعق المحرقہ ص ۱۲۱ مطبوعہ ملتان)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا کل میں جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا' وہ شخص اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس شخص سے محبت فرماتے ہیں۔

اللہ اور اس کا رسول امیر معاویہ سے — محبت فرماتے ہیں

اللہ اور اس کا رسول حضرت علی سے — محبت فرماتے ہیں

اب جو ان دونوں سے محبت کرے وہ ہے — اللہ اور اس کے رسول کا تابعدار

اور جو ایک سے کرے دوسرے سے نہ کرے وہ ہے — اللہ اور اس کے رسول کا غدار

عارف کھڑی شریف حضرت میاں محمد بخش علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

بعض رنگاں تے مر مر جاویں بعضیاں توں وٹ کھاویں
بعضیاں منیں بعضیاں منکر توں منصف کیویں سداویں

سنی دونوں سے محبت کرتے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ سنی

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی محبت کرتا ہے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی محبت کرتا ہے

حضرت امیر معاویہ کو بھی ان کے اسی مقام پر

تسلیم کرتا ہے جو نبی علیہ السلام نے بیان فرما دیا

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی ان کے اسی مقام

پر تسلیم کرتا ہے جو نبی علیہ السلام نے بیان فرما دیا

سنی تو ہر اس ولی سے بھی محبت کرتا ہے کہ جو محبوب الٰہی ہو گیا

دونوں ہی محبوبان خدا و مصطفیٰ ہیں

مگر اس دور کے کچھ سنی نما رافضی یا خارجی ایسے ہیں کہ جن کی آنکھوں پر رفض و خروج نے ایسا پردہ ڈال دیا کہ وہ حضور خواجہ خواجگان حضرت خواجہ نظام الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو تو محبوب الٰہی تسلیم کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتے مگر جن کو حضور علیہ السلام نے اللہ رسول کے محبوب قرار دیا ان کو محبوب الٰہی کہنے سے ہچکچاتے ہیں حالانکہ اہلسنّت جمہور علماء کا یہ عقیدہ و ایمان ہے کہ

سب مسلمان مل کر ایک ولی کے برابر نہیں ہو سکتے

سب ولی مل کر ایک غوث کے برابر نہیں ہو سکتے

سب غوث مل کر ایک قطب کے برابر نہیں ہو سکتے

سب قطب مل کر ایک ابدال کے برابر نہیں ہو سکتے

سب ابدال مل کر ایک تبع تابعی کے برابر نہیں ہو سکتے

سب تبع تابعین مل کر ایک تابعی کے برابر نہیں ہو سکتے

سب تابعین مل کر ایک صحابی کے برابر نہیں ہو سکتے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ — صحابی رسول ہیں

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ — صحابی رسول ہیں

حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی ہیں — عوام کی زبان سے

میرے مولا علی محبوب الٰہی ہیں — نبیوں کے امام کی زبان سے

حضرت امیر معاویہ محبوب الٰہی ہیں — حضور خیر الانام کی زبان سے

کتنے بد بخت ہیں وہ لوگ جو

عوام کی زبان پر تو اعتماد — کرتے ہیں

مگر نبیوں کے امام کی مبارک زبان پر اعتبار — نہیں کرتے

حالانکہ نبی کریم کی زبان مبارک سے — قرآن نکلا

نبی کریم علیہ السلام کے دین مبارک سے — حدیث نکلی

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

ے وہ دہن جس کی ہر بات وحی خدا
چشمۂ علم و حکمت پہ لاکھوں سلام
وہ زباں جس کو سب کن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزم ہدایت پہ لاکھوں سلام

اگر عقیدہ درست نہیں ہے تو بے دینی ہے

قارئین کرام!

نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا — علی سے اللہ رسول محبت کرتے ہیں

آپ ہی نے فرمایا — معاویہ سے اللہ رسول محبت کرتے ہیں

اب جو اللہ رسول کے ان دونوں پیاروں سے پیار نہ کرے سنی اس سے پیار نہیں کرتا

جو اللہ رسول کے ان دونوں محبوبوں سے اظہار نفرت کرے سنی اس سے اظہار نفرت کرتا ہے

خواہ وہ کوئی	مولوی ہو
خواہ وہ کوئی	پیر ہو
خواہ وہ کوئی	خطیب ہو
خواہ وہ کوئی	صوفی ہو
خواہ وہ کوئی	سجادہ نشین ہو

اگر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق عقیدہ درست نہیں رکھتا تو وہ گمراہ ہے

اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق عقیدہ درست نہیں رکھتا تو وہ بے دین ہے۔

صحابی رسول کا مقام

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی نے معاقی ابن عمران سے کہا کہ کیا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ معاویہ رضی اللہ عنہ سے بہتر ہیں تو آپ غصہ ہو گئے اور فرمانے لگے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی پر کسی کو قیاس نہ کیا جائے۔ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی' حضور کے سالے کاتب وحی اور حضور علیہ السلام کے امین ہیں۔

(شفا قاضی عیاض مالکی اردو جلد دوم ص ۷۵ امیر معاویہ پر ایک نظر از حکیم الامت ص ۴۹)

حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں کہ

سُئِلَ الْمَعَافِی بْنُ عِمْرَانَ اَیُّهُمَا اَفْضَلُ مُعَاوِیَةُ اَوْ عُمَرُ ابْنُ عَبْدِالْعَزِیْزِ فَغَضِبَ وَقَالَ لِلسَّآئِلِ اَتَجْعَلُ رَجُلًا مِّنَ الصَّحَابَةِ

مِثْلَ رَجُلٍ مِّنَ التَّابِعِيْنَ
مُعَاوِيَةُ صَاحِبُهُ وَ صِهْرُهُ وَ كَاتِبُهُ وَاَمِيْنُهُ عَلٰى وَحْيِ اللّٰهِ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوْالِىْ اَصْحَابِىْ وَاَصْهَارِىْ فَمَنْ سَبَّهُمْ فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

(البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۵۳۵)

معافی بن عمران سے پوچھا گیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ میں سے کون افضل ہے تو ان کو غصہ آ گیا اور انہوں نے سائل سے کہا کیا تم اس شخص کو جو صحابی رسول ہے اس شخص کی مثل بناتے ہو جو تابعین میں سے ہے۔
معاویہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کے صحابی آپ کے صہر اور کاتب اور آپ کے امین ہیں' اللہ تعالیٰ کی وحی پر اور تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے لیے میرے صحابی میری سسرال کو چھوڑ دو جو ان پر سب و شتم کرے گا (ان کو گالیاں دے گا) اس پر اللہ تعالیٰ کی اور ملائکہ کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

مقام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

کسی نے حضرت عبداللہ[1] ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جو کہ خیار تابعین میں سے ہیں) سے پوچھا کہ اے ابو عبدالرحمان معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر بن

[1] امام غزالی فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق امام غزالی لکھتے ہیں کہ وہ اس قدر متقی تھے کہ کسی سفر کے ارادہ سے سامان رسد اور اونٹنی کرائے پر لی تو کسی نے ان سے کہا کہ میرا یہ رقعہ بھی فلاں شخص کو پہنچا دینا تو انہوں نے کہا کہ میں نے سامان اور اس کی اجرت طے کرتے وقت اس رقعہ کا ذکر نہ کیا تھا اس لیے اس کی اجازت کے بغیر میں یہ ساتھ لے جا نہیں سکتا۔ اگرچہ فتویٰ کی روشنی میں کوئی حرج بھی نہ تھا مگر آپ نے تقویٰ اختیار کیا۔

(احیاء العلوم جلد ۲ ص ۲۱۹ (باب آداب سفر) تطہیر الجنان ص ۱۱ مطبوعہ لاہور)

عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ میں سے کون افضل ہے توآپ نے فرمایا:

''معاویہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھوڑے کی ناک کا (وہ) غبار جو حضور علیہ السلام کے ساتھ جہاد کے موقع پر واقع ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز سے ہزار گنا زیادہ اچھا ہے''

کیوں نہ ہو کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں۔

خیال رہے کہ عبداللہ ابن مبارک وہ بزرگ ہیں جن کے علم و زُہد' تقویٰ و امانت پر تمام امت رسول متفق ہے اور ان سے حضرت خضر علیہ السلام ملاقات فرماتے تھے۔

(امیر معاویہ پر ایک نظر از حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ ص ۴۹'-۵۰)

مجتہد و فقیہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت ابن ابی ملیکہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما (جو کہ حبر الامت اور سب سے پہلے مفسر قرآن ہیں) سے پوچھا گیا کہ امیر معاویہ کو کیا ہو گیا وہ ایک رکعت ہی وتر پڑھتے ہیں تو آپ نے فرمایا

اَصَابَ فَاِنَّہٗ فَقِیْہٌ (بخاری شریف جلد اول ص ۵۳۱ باب ذکر معاویہ)

انہوں نے ٹھیک کیا اس لیے کہ وہ فقیہ و مجتہد ہیں[1]

---

[1] ارشاد حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ: امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''صحیح بخاری کہ اصح کتب است بعد کتاب اللہ و شیعہ نیز بآں اعتراف دارند فقیر از احمد نیلتی کہ از اکابر شیعہ بودہ است شنیدہ ام کہ می گفت کتاب بخاری اصح کتب است بعد کتاب اللہ آنجا روایت ہم از موافقان امیر است و ہم از مخالفان امیر و بموافقت و مخالفت مرجوح و راجح نہ داشتند چنانچہ از امیر روایت کند از معاویہ نیز روایت کند اگر شائبہ طعن در معاویہ و در روایت معاویہ بودے ہرگز در کتاب روایت نہ کردے و اورا درج نہ کردے''

(مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی جلد دوم مکتوب سی و ششم ص ۷۶) (باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ایک اور روایت میں ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک رکعت وتر پڑھی۔ اس وقت امیر معاویہ کے پاس حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ایک غلام حاضر تھے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ ابن عباس سے یہ شکایت کی تو آپ نے فرمایا

دَعْهُ فَاِنَّهٗ قَدْ صَحِبَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(بخاری شریف جلد اول ص ۵۳۱ باب ذکر معاویہ رضی اللہ عنہ)

انہیں کچھ نہ کہو (چھوڑ دو) کیونکہ وہ صحابی رسول ہیں (رضی اللہ عنہ وصلی اللہ علیہ وسلم)

منکرین معاویہ وناقدین اجتہاد غور کریں

حضرات قارئین! ان دونوں احادیث سے حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا صحابی رسول، فقیہ ومجتہد ہونا ثابت ہوا اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دور میں اجتہاد کا وجود بھی ظاہر و باہر ہوا گویا یہ دونوں حدیثیں منکرین صحابیت امیر معاویہ اور منکرین اجتہاد ائمہ فقہا کے غلیظ نظریات کے لیے تازیانۂ عبرت اور ان کے چہروں پر ایک زور دار طمانچہ ہے جبکہ انہیں روایت کرنے والے کوئی معمولی درجہ کے

(بقیہ حاشیہ) صحیح بخاری جو قرآن کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے اور شیعہ بھی اس کا اقرار کرتے ہیں یعنی شیعوں کے بہت بڑے عالم سے فقیر نے سنا (عالم نیلتی) جو کہ کہتا تھا قرآن کے بعد بخاری تمام کتب میں صحیح تر کتاب ہے اس میں بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین سے روایات موجود ہیں اور امام بخاری نے حضرت علی کی موافقت یا مخالفت کی وجہ سے حدیث کو راجح یا مرجوح نہ فرمایا امام بخاری جیسے کہ حضرت علی سے روایت کرتے ہیں ویسے ہی حضرت معاویہ سے امیر معاویہ میں طعنہ کا ادنیٰ سا شائبہ بھی ہوتا تو امام بخاری ان سے ہرگز روایت نہ کرتے اور اس کو درج نہ فرماتے۔ انتہی

فقیر کہتا ہے کہ اس مکتوب سے خصوصاً ان نقشبندی مجددی کہلوانے والے مولوی و پیروں کو نصیحت پکڑنی چاہیے جو بات بات میں کہتے ہیں کہ یہ اصول کس نے وضع کیا ہے کہ قرآن کے بعد بخاری کا درجہ ہے اور جو امام بخاری پر شب و روز اپنی تقریروں اور تحریروں میں زبان طعن دراز کرتے رہتے ہیں اور شیعہ کی ہمنوائی میں حضرت امیر معاویہ کو برا بھلا کہتے رہتے ہیں۔ ۱۲ فقیر قادری

نہیں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت ابن عباس کون ہیں؟

حضرت عبداللہ ابن عباس کون ہیں؟

یہ علوم و معارف کے بحر بے کنار ہیں

یہ سب سے پہلے مفسر قرآن ہیں

یہ وہ عبداللہ ہیں کہ جنہیں حبر الامت کہا جاتا ہے

یہی وہ ابن عباس ہیں کہ جو حضرت علی کے خاص شاگرد رشید ہیں

یہی وہ ابن عباس ہیں کہ جو مولائے کائنات کے چچا حضرت عباس کے لخت جگر ہیں

یہی وہ ابن عباس ہیں کہ جو حضرت شیر خدا کے مشیر خاص بھی ہیں

یہی وہ ابن عباس ہیں کہ جو حضرت علی کے قریبی اصحاب میں سے ہیں

انہیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خوارج سے مناظرہ کرنے کے لیے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھیجا تھا۔ ایسے جلیل القدر صحابی رسول اور مصطفیٰ و مرتضیٰ علیہما السلام کے معتمد خاص اور قریبی رشتہ دار حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صحابی رسول مجتہد اور فقیہ قرار دے رہے ہیں۔ [۱]

---

[۱] امام غزالی کہتے ہیں کہ "اہلسنت کا اعتقاد یہ ہے کہ سب صحابہ کرام کو اچھا کہیں اور جس طرح کہ خدائے تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تعریف کی اسی طرح ان کی تعریف کریں اور جو نزاع کہ حضرت امیر معاویہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم میں ہوا اس کی بناء اجتہاد پر تھی یہ نہیں کہ امامت کے باب میں حضرت معاویہ کی طرف سے انکار کیا گیا ہو بلکہ حضرت علی نے یہ گمان کرلیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتلوں کو سپرد کر دینے کا انجام یہ ہوگا کہ امامت کا معاملہ بھی درہم برہم ہو جائے گا بایں لحاظ کہ ان کے قبائل بہت ہیں اور لشکر میں ملے جلے ہیں اس لیے ان کو سپرد کرنے میں تاخیر کو اچھا جانا اور حضرت معاویہ نے یہ سمجھا کہ باوجود اتنے بڑے قصور کے ان کے باب میں تاخیر کرنی اماموں کے اوپر ان کو ابھارنا ہے اور کشت خون ناحق کے درپے ہونا اور بڑے بڑے علماء کا قول ہے کہ ہر مجتہد مصیب ہے اور بعضے یہ کہتے ہیں کہ صواب کو پہنچنے والا ایک ہی ہوتا ہے اور یہ کسی اہل علم کی تجویز نہیں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کہا ہو کہ خطا پر تھے"
(احیاء العلوم جلد اول ص ۱۹۱ مطبوعہ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور از امام غزالی)

یہ ہے عظمت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

یہ ہے مقام سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

تو جب حبر الامت ترجمان قرآن مجید اور مفسر فرقان حمید آپ کو مجتہد و فقیہ فرما رہے ہیں تو مسئلہ واضح ہو گیا کہ اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد و فقیہ تھے اور ان کا اجتہاد غیر مصیب بھی ہو تو پھر بھی آپ کو ایک گنا ثواب انشاء اللہ ضرور ملے گا۔

گزشتہ صفحات میں فقیر نے ثابت کیا ہے کہ مجتہد کا اجتہاد اگر درست ہو تو اسے دوگنا اور اگر درست نہ ہو تو ایک گنا ثواب پھر بھی ملتا ہے۔[1]

---

[1] امام ابن حجر مکی کہتے ہیں کہ

اِذَا مَنِ اجْتَهَدَ وَاَصَابَ کَعَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْهَهُ الْکَرِیْمُ وَاَتْبَاعِهٖ لَهٗ اَجْرَانِ بَلْ عَشْرَةُ اُجُوْرٍ کَمَا فِیْ رِوَایَةٍ وَّمَنِ اجْتَهَدَ وَاَخْطَأَ کَمُعَاوِیَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُ لَهٗ اَجْرٌ وَّاحِدٌ فَهُمْ کُلُّهُمْ سَاعُوْنَ فِیْ رِضَاءِ اللّٰہِ وَطَاعَتِهٖ بِحَسْبِ ظُنُوْنِهِمْ وَاجْتِهَادَاتِهِمْ

(تطہیر الجنان ص ۶ مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان)

جب کسی مجتہد نے درست اجتہاد کیا جیسے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور ان کے متبعین تو اس کو دو اجر بلکہ دس اجور ملتے ہیں جیسا کہ ایک روایت میں ہے اور اگر اجتہاد کرنے والے نے صحیح اجتہاد نہ کیا اور غلطی کی جیسے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو اس کو ایک اجر ملتا ہے پس یہ سب (حضرت علی و معاویہ اور ان کے متبعین) اپنے اپنے گمان کے مطابق اللہ تعالیٰ کی رضا اور اطاعت میں کوشاں تھے۔

امام ابن کثیر دمشقی کہتے ہیں کہ

ثُمَّ کَانَ مَا کَانَ بَیْنَهٗ وَبَیْنَ عَلِیٍّ بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ عَلٰی سَبِیْلِ الْاِجْتِهَادِ وَالرَّاْیِ فَجَرٰی بَیْنَهُمَا قِتَالٌ عَظِیْمٌ کَمَا قَدَّمْنَا وَکَانَ الْحَقُّ وَالصَّوَابُ مَعَ عَلِیٍّ وَّمُعَاوِیَةُ مَعْذُوْرٌ عِنْدَ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ سَلَفًا وَّخَلَفًا (البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۱۲۱)

پھر واقع ہوا جو کچھ ہوا مابین حضرت معاویہ و علی کے قتل عثمان کے بعد اجتہاد اور رائے کی بناء پر پھر ان کے درمیان قتال عظیم جاری ہوا جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا ہے اور حق و صواب پر حضرت علی تھے اور معاویہ معذور تھے۔ جمہور علماء سلف و خلف کے نزدیک انتہی ۱۲ فقیر قادری

دونوں کے اجتہاد میں فرق ہے

تو جب حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مجتہد وفقیہ ہیں اور تمام امت کے نزدیک حضرت علی باب علوم نبوت ہیں تو دونوں نے اپنا اپنا اجتہاد فرمایا مگر دونوں کے اجتہاد میں فرق ہے

حضرت مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اجتہاد درست ومصیب تھا

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہاد نادرست اور غیر مصیب تھا

مگر مقصد دونوں شخصیات اور ان کے اصحاب واتباع کا نیک تھا اور وہ مقصد تھا حصول رضائے الٰہی واطاعت خداوندی لہٰذا دونوں میں سے کسی شخصیت کو بھی مورد الزام ٹھہرانا گمراہی وجہالت کے سوا کچھ نہیں ہے اور اگر باوجود ان حقائق کی معلومات کے بھی کوئی خارجی یا رافضی ان میں سے کسی ایک کو مورد الزام ٹھہرائے تو وہ بے دین اجماع امت کا مخالف ہے' گمراہ اور فاسق وفاجر اور گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے۔[1]

---

[1] ارشاد مجدد الف ثانی قدس سرہ النورانی

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی قدس سرہ النورانی ارشاد فرماتے ہیں کہ ''اہلسنت متقدمین ومتاخرین کے نزدیک جنگ جمل' جنگ صفین میں حضرت مولا علی حق پر تھے اور آپ کے مخالف غلطی پر لیکن یہ خطاء اجتہادی تھی جو کہ فسق کا باعث نہیں ہوتی بلکہ اس معاملہ میں ان پر ملامت کی گنجائش بھی نہیں ہے کیونکہ مجتہد کو خطا پر بھی ایک ثواب ملتا ہے۔'' (مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی جلد اول ص ۸۶ مکتوب نمبر ۵۴)

جو لوگ بزعم خویش نقشبندی پیری مریدی کا چکر چلا کر اپنے آپ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے منسوب کر کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف غلط زبان استعمال کرتے اور خیالات فاسدہ کا اظہار کرتے ہیں ان کو یہ مکتوب بار بار پڑھ کر اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے کہ کیا وہ مسلک نقشبندیہ کے خلاف تو نہیں چل رہے۔ ۱۲ فقیر قادری

حدیث مصطفیٰ علیہ السلام

حضور علیہ السلام کی حدیث مبارکہ ہے کہ

اِنَّ الْمُجْتَهِدَ اِذَا اجْتَهَدَ فَاَصَابَ فَلَهٗ اَجْرَانِ وَاِنِ اجْتَهَدَ وَاَخْطَأَ فَلَهٗ اَجْرٌ وَّاحِدٌ وَّ مُعَاوِيَةُ مُجْتَهِدٌ بِلَاشَكٍّ فَاِذَا اَخْطَأَ فِيْ تِلْكَ الخ (تطہیر الجنان ص ۱۵ مطبوعہ ملتان)

حضور کے ردیف حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب الازہری آف بھیرہ شریف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر حلق کروانے کے بعد

”پھر ظہر سے پہلے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ کی طرف اپنی ناقہ پر سوار ہو کر روانہ ہوئے حضور نے اپنے پیچھے حضرت معاویہ بن ابی سفیان کو بٹھایا ہوا تھا اور جا کر طواف افاضہ کیا“

(ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد [illegible] ص [illegible]۹ ۔)

اگر حضرت امیر معاویہ صحابی رسول نہ ہوتے [illegible] [illegible]یم موقع پر اپنی سواری پر اپنے پیچھے کیوں بٹھاتے؟ جبکہ اسی موقع پر غدیر خم کے مقام [illegible] [illegible]ے اعلان فرما[illegible] تھا کہ

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ (جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۱۳)

جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔

تو پھر مانو کہ

جس شخصیت کو نبی علیہ السلام مولا فرما دیں وہ بھی امت کی مقتداء

جس شخصیت کو نبی علیہ السلام اپنی سواری پر ساتھ بٹھالیں وہ بھی امت کی پیشوا

پوری امت کے لیے دونوں شخصیات معظم و مکرم اور لائق تحسین و آفرین ہیں۔

اَحْلَم وَاَجْوَدِ امت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حارث ابن اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کے فضائل بیان فرمائے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

وَمُعَاوِیَۃُ ابْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ اَحْلَمُ اُمَّتِیْ وَاَجْوَدُھَا

(تطہیر الجنان ص ۱۲ مطبوعہ مکتبہ مجیدیہ ملتان)

اور معاویہ ابن ابی سفیان میری امت کے سب سے بڑے حلیم اور سب
سے بڑے سخی ہیں۔

احلم اور اجود افضل التفضیل ہے

قارئین کرام! ''اَحْلَمُ وَاَجْوَدُ'' دونوں افضل التفضیل بروزن اَفْعَلُ واحد مذکر کے صیغے ہیں اور اہل علم جانتے ہیں کہ افضل التفضیل اسے کہتے ہیں جس میں صفت کی سب سے زیادہ معنویت پائی جائے جیسے اَکْرَمُ بہت زیادہ عزت والا اسی طرح سب سے زیادہ حلیم کو احلم اور سب سے زیادہ صاحب جود وسخا کو اجود کہتے ہیں اور پھر سرکار نے ان الفاظ کو امتی کی طرف مضاف فرما کر ارشاد فرمایا ''اَحْلَمُ اُمَّتِیْ وَاَجْوَدُھَا'' میری امت میں سب سے زیادہ حلم اور جود وسخاوت والے معاویہ ہیں۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حلم

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''آپ (حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا تحمل ضرب المثل تھا چنانچہ ابن ابی الدنیا اور ابوبکر ابن ابی عاصم نے آپ کے حلم پر ایک کتاب لکھی ہے' ابن عون کہتے ہیں کہ ایک شخص نے آپ سے کہا کہ معاویہ تم سیدھے ہو جاؤ ورنہ ہم خود تمہیں سیدھا کر دیں گے

آپ نے فرمایا

تم مجھے کس چیز سے سیدھا کرو گے؟

اس نے کہا! اینٹیں مار مار کر

آپ نے فرمایا

اچھا تو اس وقت میں سیدھا ہو جاؤں گا''

(تاریخ الخلفا مترجم شمس بریلوی ص ۲۸۸ مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام! دنیا کا وہ کون سا بادشاہ ہے جس کو رعایہ کا عام فرد ایسی دھمکی

دے اور وہ ایسے حلم کا مظاہرہ کرے؟

قبیصہ بن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں بہت رہا ہوں میں نے آپ سے زیادہ حلیم اور ذی فہم کسی اور شخص کو نہیں پایا آپ جاہلوں سے دیر آمیز اور بڑے با تدبیر تھے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۸۸)

ذرا تدبر و تفکر کیجئے کہ ابن جابر کا یہ قول کیا اس آیت کریمہ کی تفسیر نہیں ہے کہ

وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا (پ ۱۹ سورۃ الفرقان آیت نمبر ۶۳)

اور جب جہلاء ان کو (اولیاء کرام کو) مخاطب کریں تو وہ کہتے ہیں بس سلام (یعنی سلامِ متارکت)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا جود وسخا

طیوریات میں سلیمان مخزومی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ''امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دربار عام کیا اور جب تمام لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے کہا کہ مجھے کسی عربی شاعر کے ایسے تین اشعار مسلسل کوئی سنائے جن میں ہر شعر کا مطلب اسی شعر میں پورا ہو جاتا ہو۔ لوگوں نے یہ سنا اور خاموش رہے اتنے میں ابو حبیب عبداللہ ابن زبیر آ گئے۔ امیر معاویہ نے کہا لو عرب کا بسیار گو اور فصیح شخص آ گیا۔ امیر معاویہ نے کہا اے ابو حبیب میں تین اشعار سننا چاہتا ہوں لیکن وہ ایسے ہوں۔

عبداللہ ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا میں آپ کو سناؤں گا لیکن میں تین اشعار کے عوض تین لاکھ درہم لوں گا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا منظور ہے پڑھو

عبداللہ ابن زبیر نے یہ اشعار پڑھے

بَلَوْتُ النَّاسَ قَرْنًا بَعْدَ قَرْنٍ فَلَمْ اَرَ غَيْرَ خَتَّالٍ وَّ قَالٍ

میں نے یکے بعد دیگرے لوگوں سے لیکن میں نے سوائے مکار اور دشمنی کرنے

ملاقات کی ہے — والے کے کسی کو نہیں دیکھا

وَلَمْ اَرَنِیْ فِی الْخُطُوْبِ اَشَدَّ وَقْعًا — وَاَصْعَبَ مِنْ مَعَادَاتِ الرِّجَالِ

میں نے حوادثات وصعوبات زمانہ میں لوگوں — کی دشمنی کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا

وَذُقْتُ مُرَارَۃَ الْاَشْیَاءِ طُرًّا — فَمَا طَعْمٌ اَمَرُّ مِنَ السُّؤَالِ

میں نے ہر چیز کی تلخی کو چکھا ہے — مگر سوال کرنے کی تلخی سے زیادہ کسی چیز میں تلخی نہیں ہے

آپ نے فرمایا بالکل سچ ہے پھر آپ نے حسب وعدہ تین لاکھ درہم ابو حبیب کو مرحمت فرما دیے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۸۸-۲۸۹ اردو)

حضرت عقیل حضرت معاویہ کے دربار میں

ابن عساکر نے حمید بن ہلال کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت عقیل ابن ابی طالب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک روز آئے اور کہا کہ آج کل میں بہت تنگ دست ہوں مجھے کچھ دیجئے

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

ٹھہریئے! جب میں اور لوگوں کو دوں گا تو آپ کو بھی دوں گا

حضرت عقیل نے بہت اصرار کیا تو آپ نے ایک شخص سے فرمایا،

ان کا ہاتھ پکڑ کر بازار میں لے جاؤ اور ان سے کہو کہ یہ دکانوں کے قفل توڑ کر ان میں سے مال نکال لیں اور جو کچھ ضرورت ہو لے لیں

یہ سن کر حضرت عقیل نے کہا! آپ مجھے چوری کے الزام میں پکڑوانا چاہتے ہیں؟

تو آپ نے جواب دیا

تو کیا تم مجھے چور بنانا چاہتے ہو کہ مسلمانوں کے بیت المال سے مال نکال کر تمہیں دے دوں (اور ان سے اجازت نہ لوں)

یہ سن کر عقیل نے کہا! تو پھر میں معاویہ کے پاس جاتا ہوں

حضرت علی نے فرمایا! آپ کو اختیار ہے

پس حضرت عقیل امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے کچھ روپیہ طلب کیا۔ انہوں نے ان کو بیت المال سے ایک لاکھ درہم دے دیے۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۹۹ اردو)

میرے آقا علیہ السلام نے سچ فرمایا کہ

وَ مُعَاوِيَةُ ابْنُ اَبِىْ سُفْيَانَ اَحْلَمُ اُمَّتِىْ وَاَجْوَدُهُمْ

اور معاویہ ابن ابی سفیان میری امت کے سب سے بڑے حلیم اور جواد ہیں۔

حضور علیہ السلام کے صاحبِ اَسرار معاویہ رضی اللہ عنہ

نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا:

صَاحِبُ سِرِّىْ مُعَاوِيَةُ ابْنُ اَبِىْ سُفْيَانَ (تطہیر الجنان ص ۱۳)

معاویہ ابن ابی سفیان میرے صاحب اسرار ہیں۔

قارئین کرام! ذرا غور فرمائیے

نبی کریم علیہ السلام کے صاحب اسرار — حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

نبی کریم علیہ السلام کی امت کے سب سے بڑے حلیم — حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

نبی کریم علیہ السلام کی امت کے سب سے بڑے سخی — حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

اور یہ اوصاف خود زبان نبوت سے بیان ہو رہے ہیں۔ میں نے یا کسی اور اہلسنت نے بیان نہیں کیے۔ حلم وجود انسان میں جب پیدا ہوتا ہے کہ جب انسان مکمل طور پر اپنی تمام خواہشات نفسانی کی نفی کر دے اور بے نفس ہو جائے۔ اس کے دل میں ایک ذرّہ بھی کبر و غرور کا نہ رہے اور اس کا سینہ بالکل بے کینہ ہو جائے۔

جس کے دل میں حسد و بغض نہ ہو حب دنیا و مال و زر نہ ہو اور وہ بخل سے پاک ہو

وہ شخص ہوگا — اَحْلَمُ وَ اَجْوَدُ

اور ایسا شخص ہوگا — صاحب اسرار نبوت

تو میرے آقا علیہ السلام نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ اوصاف خود بیان فرما کر نشاندہی فرما دی کہ

میرا معاویہ — خواہشات نفسانی سے کلی طور پر پاک ہے

میرا معاویہ — کبر وغرور وغصہ سے بالکل محفوظ و مامون ہے

میرا معاویہ — حسد بغض کینہ سے مکمل مجتنب ہے

میرا معاویہ — حب مالِ دنیا سے اور بخل سے کامل طور پر علیحدہ ہے

وہ حلیم ہے

وہ جواد ہے

وہ میرا صاحب اسرار ہے

کیونکہ حلیم و جواد ہونا قرآن کریم میں انبیاء کرام علیہم السلام کی صفات بیان کی گئی ہیں تو میں تمام انبیاء کا امام ہوں تو میں سب انبیاء سے بڑا حلیم و جواد ہوں اور میرا معاویہ میری امت کا سلطان عادل ہے' اس لیے وہ امت کا اجود و احلم اور میرا صاحب اسرار ہے۔

تو بتایئے

جو امت رسول اعظم کا احلم واجود ہو

جو اسرار نبوت کا حامل ہو

کیا وہ نفسانی خواہشات کے لیے — جنگیں لڑ سکتا ہے؟

کیا وہ حصول اقتدار کے لیے — میدان مبارزت میں آ سکتا ہے؟

ثابت ہوا کہ یہ جنگیں بے مقصد نہ تھیں

ثابت ہوا کہ

حضرت سیدنا امیر معاویہ کی جنگ نفسانی خواہشات کی تکمیل کیلئے ہرگز نہ تھی

حضرت سیدنا امیر معاویہ کا قتال و جہاد حصول اقتدار کے لیے ہرگز نہ تھا

وہ صرف اور صرف ایک بات ہی چاہتے تھے کہ قاتلین حضرت عثمان سے جلد از جلد قصاص لیا جائے یہی ان کے احلم واجود اور صاحب اسرار نبوت ہونے کا ثبوت ہے۔

ان کا یہ مطالبہ تو برحق اور درست تھا لیکن وقت کا تعین درست نہ ہو سکا اگر یہی مطالبہ اس وقت کیا جاتا جبکہ خلافت حیدری مضبوط و مستحکم ہو جاتی تو حالات کا نقشہ کچھ اور ہوتا۔

خود مولائے کائنات حضرت علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک تحریری بیان میں ارشاد فرمایا کہ اے معاویہ قانوناً پہلے میری خلافت کو تسلیم کرنا چاہیے پھر عدالت میں ایک مدعی کی صورت میں خون عثمان کے قصاص کا مطالبہ پیش کرنا چاہیے تاکہ خلیفۂ وقت (میں یعنی علی المرتضی رضی اللہ تعالی عنہ) اس پر قانونی کارروائی عمل میں لا سکے۔

لیکن افسوس صد افسوس کہ ابھی خلافت مضبوط و مستحکم نہ ہوئی تھی اور کچھ عرصہ ہی گزرنے پایا تھا کہ قصاص کے مطالبات جلسوں اور جلوسوں کی شکل میں ہونے لگے۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کا خون آلود قمیص اور ان کی زوجہ محترمہ حضرت سیدہ نائلہ رضی اللہ تعالی عنہا کی کٹی ہوئی انگشت مبارکہ جامع مسجد کوفہ میں لوگ دیکھتے تو ان کا خون کھولتا اور ان میں اشتعال پیدا ہوتا تو وہ ان مطالبات کی فوری عملی صورت کے لیے بے قرار ہو جاتے اور یہ ان کا بے قرار ہونا ایک فطری امر تھا۔

ادھر قاتلین حضرت عثمان ذوالنورین (رضی اللہ تعالی عنہ) لشکر مرتضوی میں پناہ لیتے اور کوئی نہ کوئی شرارت کیے رکھتے تاکہ نہ خلافت حیدری پایہ استقامت تک پہنچے

نہ یہ آپس کی چپقلش ختم ہو اور نہ ہماری گردنیں قصاص حضرت عثمان میں اتاری جائیں جبکہ ظاہری طور پر وہ شیعان علی تھے اور ان کی خلافت کے لیے جدوجہد میں مصروف دکھائی دیتے تھے۔

بس اسی مکروہ ومنحوس چھوٹے سے (چند افراد کے) گروہ نے تمام عرصۂ خلافت امن نہ رہنے دیا اور سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی تمام حیات مستعار ان کے فتنوں کی نذر ہوتی چلی گئی۔

مجھے اپنے شیعوں سے معاویہ بہتر ہیں: حضرت علی

بالآخر ان لوگوں سے انتہائی تنگ ہو کر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ جملہ کہنا پڑا کہ

وَاللہِ اَنَّ مُعَاوِیَۃَ خَیْرٌ مِّنْ ھٰٓؤُلَاءِ شِیْعَتِیْ

اللہ کی قسم مجھے اپنے ان شیعوں سے معاویہ بہتر ہیں۔

وہ جو بظاہر شیعانِ علی تھے مگر اصل میں دشمنان علی تھے اور دشمنان و قاتلین عثمان غنی (رضی اللہ عنہ) تھے اپنی جانیں بچانے کے لیے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لشکر میں پناہ لیتے تھے۔ دراصل یہ مصر کے سبائی اور یہودی بلوائی تھے۔

دشمنانِ صحابہ کرام کی علامات

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے دشمنوں کی یہی تاریخی علامات ہیں کہ

یا تو وہ مصر کے	سبائی بلوائی یہودی ہوں گے
یا وہ ایران کے	بے دین ملحد مجوسی ہوں گے
قاتل خلیفۂ ثانی	ایران کا مجوسی ایرانی
قاتل خلیفۂ ثالث	مصر کے بلوائی یہودی
افسوس کہ یہ مصر کا یہودی بھی بظاہر	کلمہ پڑھتا تھا

اور ایران کا یہ مجوسی بھی بظاہر کلمہ پڑھتا تھا

امیر معاویہ حضرت علی کے خلاف نہ لڑے تھے بلکہ

امیر معاویہ کا جہاد مصر کے ان یہودیوں کے خلاف تھا

امیر معاویہ کا قتال حضرت عثمان غنی کے قاتلوں کیخلاف تھا

حضرت علی کا اپنا گروہ تو قاتلین عثمان میں سے نہ تھا

اسی لیے ان دونوں گروہوں کو مسلمین و مومنین کہا گیا ہے

گروہ علی بھی مسلمان

گروہ معاویہ بھی مسلمان

بے ایمان تو تھے صرف اور صرف قاتلین حضرت عثمان

جنہوں نے اٹھا رکھا تھا بدتمیزی کا بہت بڑا طوفان

دعائے مصطفیٰ علیہ السلام کا نتیجہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا نتیجہ سامنے آ رہا تھا جو سرکار نے حضرت سیدنا امیر معاویہ کے لیے فرمائی تھی کہ

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْ مُعَاوِیَۃَ الْکِتَابَ (البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۵۱۵)

یا اللہ معاویہ کو کتاب (قرآن) کا علم عطا فرما دے۔

واقعہ بیعت رضوان بر قصاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

اور قرآن کریم میں قصاص حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا نبی کریم علیہ السلام کی بیعت کرنے کا واقعہ آب زر کے ساتھ لکھا ہوا موجود تھا کہ

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ۚ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیْہُ اللّٰہَ فَسَیُؤْتِیْہِ اَجْرًا عَظِیْمًا ۝ (پ ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر ۱۰)

(یارسول اللہ) بے شک جو لوگ آپ کی بیعت کرتے ہیں درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ سے بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے پس جس نے توڑ دیا اس بیعت کو تو اس کے توڑنے کا وبال اس کی ذات پر ہوگا اور جس نے ایفا کیا اس عہد کو جو اس نے اللہ سے کیا تو وہ اس کو اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

یہ کیا عہد تھا؟

یہ کس چیز کی بیعت تھی؟

شیعہ سنی اس پر متحد ہیں کہ یہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص کا عہد تھا اور اس قصاص کے لیے جانیں قربان کرنے کی بیعت تھی۔

حضرت پیر کرم شاہ بھیروی فرماتے ہیں کہ

مفسر قرآن ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ صاحب بھیروی علیہ الرحمۃ اپنی شہرہ آفاق تفسیر ضیاء القرآن میں فرماتے ہیں کہ

''حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حدیبیہ کے میدان پر خیمہ زن ہیں کفار مکہ بضد ہیں کہ کسی قیمت پر مسلمانوں کو عمرہ کرنے کے لیے مکہ میں داخل نہیں ہونے دیں گے۔

سفیر دربار رسالت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربار رسالت کے سفیر بن کے مکہ گئے ہو۔ ہیں۔ اسی اثناء میں یہ افواہ پھیلتی ہے کہ کفار نے حضرت عثمان کو شہید کر دیا ہے اگر چہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور کے ساتھی جنگ کے لیے تیار ہو کر نہیں آئے تھے احرام کی دو چادریں پاس اور قربانی کے جانور ہمراہ تھے لیکن یکا یک ایسی صورتحال پیدا ہوگئی کہ تعداد کی قلت اور اسلحہ کے فقدان کی پروا کیے بغیر محض قوت ایمانی پر بھروسہ کرتے ہوئے باطل سے ٹکرانا ناگزیر ہوگیا۔

درخت کے نیچے بیعت رسول علیہ السلام

چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوتے ہیں اور بیعت کی دعوت دیتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ یہ بیعت اس بات پر تھی کہ جب تک ہمارے جسموں میں جان ہے جب تک بدن میں خون کا ایک قطرہ موجود ہے ہم میدان جنگ میں ڈٹے رہیں گے اور اہل مکہ کو اس خیانت اور سفیر کشی کی عبرتناک سزا دیں گے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ غلامانِ حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات پروانہ وار دوڑ دوڑ کر حاضر ہو رہے ہیں اور اپنے آقا و مولیٰ کے دست مبارک پر اپنا ہاتھ رکھ کر جانبازی اور سرفروشی کی بیعت کر رہے ہیں۔

چودہ سو صحابی نے بیعت کی

الغرض چودہ سو ہمراہیوں میں سے کوئی بھی اس سعادت سے محروم نہ رہا البتہ جد بن قیس جو حقیقت میں منافق تھا اس نے بیعت نہ کی بخدا مجھے اب بھی وہ منظر نظر آ رہا ہے کہ وہ اپنی اونٹنی کے پیٹ کے ساتھ چمٹا ہوا ہے اور اپنے آپ کو لوگوں سے چھپانے کی کوشش کر رہا ہے۔

اَنْتُمْ خَیْرُ اَھْلِ الْاَرْضِ الْیَوْمَ

حضور سرور عالمیاں صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چودہ سو جان نثاروں اور سرفروش مجاہدین کے بارے میں اپنی زبان حق ترجمان سے فرمایا کہ

اَنْتُمْ خَیْرُ اَھْلِ الْاَرْضِ الْیَوْمَ

اے اسلام کے قابل فخر مجاہدو! آج روئے زمین پر تم سب سے بہترین لوگ ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد بھی منقول ہے۔

یہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنتی ہیں

لَا یَدْخُلُ النَّارَ اَحَدٌ مِّمَّنْ بَایَعَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ

جنہوں نے اس درخت کے نیچے میری بیعت کی ان میں سے کوئی بھی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ (ابن کثیر)

شیعہ مفسر کی تفسیر منہج الصادقین

ملا فتح اللہ کاشانی شیعہ اپنی تفسیر منہج الصادقین میں لکھتے ہیں کہ

''آنحضرت اصحاب را در تحت شجرہ جمع کردہ ایشاں را بتجدید بیعت امر نمود و اصحاب برغبت تمام وجدی لاکلام دست بردست پیغمبر نہادہ بیعت کردند کہ تاحین موت طریق متابعت بآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرعی دارند و درہیچ زماں طریق فرار سلوک نہ نمایند و بجہت کمال رغبت ایشاں بود کہ ایں بیعت مسمی شد بہ بیعت رضوان و در اثنائے آں ایں آیت نازل شد'' (منہج الصادقین جلد نمبر ۸ ص ۳۶۷)

ترجمہ: آنحضرت نے اصحاب کو درخت کے نیچے جمع کیا اور انہیں از سر نو بیعت کرنے کا حکم دیا' صحابہ کرام انتہائی شوق و رغبت اور بڑی سنجیدگی سے آگے بڑھے اور حضور کے دست مبارک پر ہاتھ رکھ کر اس بات پر بیعت کی کہ تادم واپسیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متابعت کے راستے پر گامزن رہیں گے اور کسی وقت بھی راہِ فرار اختیار نہیں کریں گے' صحابہ کرام کے بے پناہ اشتیاق اور کامل رغبت کے باعث اس بیعت کا نام بیعت رضوان رکھا گیا اور اسی اثناء میں یہ آیت نازل ہوئی۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد چہارم ص ۵۳۸'۵۳۹ پیر کرم شاہ بھیروی علیہ الرحمت)

اللہ تعالیٰ ان پر راضی ہو گیا

اس بیعت کو اللہ تعالیٰ نے وہ پسندیدگی عطا فرمائی کہ اپنی رضا کی سند عطا فرماتے ہوئے اعلان فرمایا کہ

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِیْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ عَلَیْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا

(پ ۲۶ سورۃ الفتح آیت نمبر ۱۸)

یقیناً راضی ہو گیا اللہ تعالیٰ ان مومنوں سے جب وہ بیعت کر رہے تھے آپ کی اس درخت کے نیچے، پس جان لیا اس نے جو کچھ ان کے دلوں میں تھا پس اتارا اس نے اطمینان کو ان پر اور بطور انعام انہیں یہ قریبی فتح بخشی۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا مطالبہ درست تھا

دعائے رسول اللہ علیہ السلام کے مطابق کہ اے اللہ معاویہ کو کتاب (قرآن) کا علم عطا فرما۔ یہ واقعہ اور آیات ان کے سامنے تھیں۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص پر رسول اللہ علیہ السلام کا چودہ سو صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بیعت لینا اور اس بیعت پر اللہ تعالیٰ کا راضی ہونا اور فتح عطا فرمانا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیش نظر تھا چنانچہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مظلومانہ شہادت پر حصول رضائے خدا و مصطفیٰ کے لیے قصاص کا پرزور مطالبہ شروع کر دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے مطابق کہ اے اللہ معاویہ کو کتاب کا علم عطا فرما' اللہ تعالیٰ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو علم عطا فرمایا اس کی روشنی میں حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص کا مطالبہ برحق تھا اور بے شک تھا مگر اس مطالبہ کے وقت کے لیے تعین میں ان سے خطاء واقع ہوئی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اس ارشاد میں مصیب تھے کہ استحکام خلافت ہو تو یہ

قصاص لیا جائے۔

میں خون عثمان کا پورا انصاف کروں گا حضرت علی نے فرمایا

حضرت طلحہ وحضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے قاتلین حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا مطالبہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ

''میں حضرت عثمان کے قاتلوں کے معاملہ میں پورا انصاف کروں گا مگر ابھی بلوائیوں کا زور ہے اور امر خلافت ابھی مستحکم نہیں ہوا میں اطمینان اور سکون حاصل کرنے کے بعد اس کی طرف توجہ دوں گا'' (حقیقت مذہب شیعہ ص ۲۶)

ثابت ہوا کہ حضرت امیر معاویہ قصاص عثمان غنی کے مطالبہ میں برحق تھے اور حضرت علی امر خلافت مستحکم ہونے کے بعد قصاص عثمان غنی لینے میں برحق تھے لہٰذا دونوں اپنے اپنے اجتہاد میں اپنے آپ کو مصیب اور اپنے غیر کو غیر مصیب تصور کرتے تھے۔

دونوں گروہوں کے مقتولین جنتی ہیں

فلہٰذا دونوں اطراف کے مقتولین جنتی قرار پائے شہید اور رضائے الٰہی کے حقدار قرار پائے اور سرکار نے دونوں گروہوں کو مسلمین قرار دیا اور فرمایا،

اِنَّ اِبْنِیْ سَیِّدٌ لَعَلَّ اللّٰہَ اَنْ یُّصْلِحَ بِہٖ بَیْنَ فِئَتَیْنِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

(بخاری جلد اول ص ۵۳۰)

میرا یہ بیٹا سردار ہے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کروائے گا۔

تو اس صلح سے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کی پیش گوئی اور دعا کا ثمر سامنے آ گیا اور حضرت امیر معاویہ کی عظمت وشان بھی اجاگر ہوگئی کہ سرکار نے فرمایا تھا کہ معاویہ میرا صاحب اسرار ہے۔ ہادی ہے، مہدی ہے اور ذریعہ ہدایت ہے اور اجود و احلم ہے اور کبھی مغلوب نہ ہوگا۔

مقتولین طرفین جنتی ہیں حضرت علی کا ارشاد

حضرت مولائے کائنات شیر خدا مولا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں

قَتْلَایَا وَ قَتْلَا مُعَاوِیَةَ فِی الْجَنَّةِ

(تطہیر الجنان ص ۱۹ مطبوعہ ملتان، طبرانی بحوالہ امیر معاویہ پر ایک نظر ص ۵۰)

ہمارے اور معاویہ کے مقتولین سب جنتی ہیں ۱؎

یہ مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم فرمارہے ہیں جنہوں نے اپنے قاتلوں کو شربت پلوائے۔

وقت وداع علی نے قاتل کو بھیجا شربت
ایسا قسیم کوثر ابر کرم نہ ہوگا

حضرت مولا علی کا ایک اور ارشاد

اور ایک دوسرے مقام پر حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا

اِخْوَانُنَا بَغُوْا عَلَیْنَا (تطہیر الجنان مطبوعہ ملتان ص ۲۴)

۱؎ عقیدۂ اہلسنت وجماعت

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی حضور شیخ احمد سرہندی فاروقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (اختلاف علی و معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور مسلک اہلسنت وجماعت)

حضور مولائے کائنات رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان قصاص دم حضرت عثمان غنی ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اجتہادی اختلاف ہوا یہ اختلاف حکومت کے لالچ اور بغض و عناد کی بناء پر نہیں ہوا بلکہ نیک نیتی کی اور اجتہاد کی بناء پر ہوا اہل سنت کے نزدیک حق حضرت علی مولا مشکل کشاء کی طرف تھا لیکن دوسری طرف بھی بے شک وشبہ صحابہ کرام بلکہ حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جیسے عشرہ مبشرہ والے صحابہ کرام تھے کہ جن کے جنتی ہونے کی سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بشارت دی تھی، دونوں گروہوں میں اہل سنت کے نزدیک اجتہادی اختلاف تھا۔ دونوں طرف کے شہداء کی خود حضور مولا علی نے نماز جنازہ پڑھی اور ان کے ایمان باللہ اور ایمان بالرسول اور جنتی ہونے پر مہر تصدیق لگادی۔

(مکتوبات شریف جلد اول ص ۸۶ مکتوب نمبر ۵۴)

ہمارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کی (امیر معاویہ پر ایک نظر ص ۵۰)

معلوم ہوا

مولائے کائنات کا لشکر بھی جنتی

امیر معاویہ کا لشکر بھی جنتی

اور بقول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اِخوَانُنَا بَغُوْنَا ہمارے بھائیوں نے ہم سے بغاوت کی۔

باوجود بغاوت کے علی معاویہ بھائی بھائی کہنا درست ہے

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک بھی

یہ بغاوت نفسانی نہ تھی

یہ بغاوت ذاتی نہ تھی

بلکہ یہ بغاوت برائے نفعِ ملی تھی

یہ بغاوت برائے مفادِ ملکی تھی

اسی لیے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ جبکہ ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے حضرت علی کے حق میں جنگ کیوں کی؟

تو امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

اَلْمُلْكُ عَقِیْمٌ (الناہیہ بحوالہ حضرت امیر معاویہ پر ایک نظر ص ۵۸)

ملکی جنگ تھی

حضرت سیدنا امیر معاویہ کے قطعی جنتی ہونے کا فیصلہ

حضرت عوف ابن مالک اشجعی کہتے ہیں کہ میں یوحنا کے کنیسہ میں سویا ہوا تھا اور یہ اس وقت مسجد تھی جس میں نماز پڑھی جاتی ہے۔ جب میں اپنی نیند سے بیدار ہوا تو اچانک میں نے اپنے سامنے ایک شیر کو چلتے ہوئے دیکھا تو میں اپنے ہتھیار کی طرف لپکا

فَقَالَ الْاَسَدُ مَہٗ اِنَّمَا اُرْسِلْتُ اِلَیْکَ بِرِسَالَۃٍ لِتُبَلِّغَھَا

شیر بولا رک جانا میں تیری طرف ایک پیغام پہنچانے کے لیے بھیجا گیا ہوں

قُلْتُ وَمَنْ اَرْسَلَکَ

میں نے کہا تجھے کس نے بھیجا ہے؟

قَالَ اللّٰہُ اَرْسَلَنِیْ اِلَیْکَ لِتُبَلِّغَ مُعَاوِیَۃَ السَّلَامَ وَلُعَلِّمَہٗ اَنَّہٗ مِنْ اَھْلِ الْجَنَّۃِ

شیر نے کہا مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے تیری طرف کہ تو معاویہ کو سلام پہنچا دے اور اسے بتادے کہ وہ اہل جنت سے ہے۔

فَقُلْتُ لَہٗ ! وَمَنْ مُّعَاوِیَۃُ قَالَ مُعَاوِیَۃُ ابْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ

تو میں نے اسے پوچھا کہ کون سے معاویہ تو اس نے کہا کہ معاویہ ابن ابی سفیان (البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۵۱۸ مطبوعہ پشاور)

فقیر کہتا ہے کہ

فقیر اس روایت کی روشنی میں کہتا ہے کہ

عظمت سیدنا امیر معاویہ کی پہچان کروانے کے لیے

اللہ تعالیٰ شیروں کو منتخب فرماتا ہے

گیدڑوں کو نہیں

معاویہ کے جنتی ہونے کا اعلان اللہ تعالیٰ شیروں سے کرواتا ہے، گیدڑوں سے نہیں

کیونکہ عظمت معاویہ وصحابہ کو شیر ہی سمجھ سکتے ہیں گیدڑ نہیں

حضرت سفینہ اور شیر

حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر جنگل میں ہوں، سامنے سے شیر آ جائے تو فرمائیں اے شیر سوچ سمجھ کر میری طرف آنا کیونکہ

اَنَا مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (مشکوۃ شریف ص ۵۵۴)

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں

تو شیر دم ہلاتا ہوا قدموں پر سر جھکا دے اور زبان حال سے کہہ دے

؎ شیر کہا سفینے تائیں سن راہیں راہ جاندے

جہڑے غلام رسول اللہ دے اسی غلام اوہنا دے

اسی طرح عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس شیر آ جائے تو وہ اس سے بچنے کے لیے ہتھیار اٹھانے لگیں تو شیر امیر معاویہ کو سلام اور جنتی ہونے کا پیغام دے دے۔

پتہ چلا

شیر غلامان رسول کا احترام کرتے ہیں

شیر غلامان رسول کو اللہ کا سلام پہنچاتے ہیں

شیر غلامان رسول کو جنتی ہونے کا پیغام پہنچاتے ہیں

شیر جانتے ہیں کہ ہم نے یہ سلام اور پیغام الٰہی کسی اور معاویہ کو نہیں دینا بلکہ معاویہ ابن ابی سفیان کو دیدیا ہے اور شیر جانتا ہے کہ حضور علیہ السلام کا یہ غلام سفینہ ہے جس کی میں نے خدمت کرنی ہے۔

آج امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف پراپیگنڈا کا بازار گرم کرنے والے نامعلوم کس بے حمیت جانور سے تعلق رکھتے ہیں کہ ان کو رفعت صحابہ اور عظمت معاویہ کا علم ہی نہیں ہے۔

آساں نہیں مٹانا نام ونشاں ہمارا

لیکن نبی علیہ السلام کی توہین کرنے والو...... اور ان کے صحابہ کی تنقیص کرنے والو حضرت امیر معاویہ کی شان میں نازیبا الفاظ زبانوں پر لانے والو

صحابہ کے ان شیروں کا مقابلہ کرنا آسان نہیں ہے

صحابہ کے ان غلاموں کو مٹانا بہت مشکل ہے

آساں نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا

اگر عظمت امیر معاویہ کے بیان کرنے والوں کو مار دیا جائے گا تو پھر جنگل کے شیر عظمت معاویہ بیان کرنے کے لیے میدان میں آجائیں گے

اگر شان امیر معاویہ اجاگر کرنے والوں کو شہید کر دیا جائے گا تو پھر جنگل کے شیر امیر معاویہ کی شان اجاگر کرنے میدان میں آجائیں گے

سورج اپنی شعاؤں کی گرمی میں عظمت صحابہ پر ایمان رکھنے کی حرارت نثار کرے گا

پھولوں کی مہک عظمت معاویہ بیان کرے گی

کلیوں کی چٹک عظمت معاویہ بیان کرے گی

بلبل کی چہک عظمت صحابہ و معاویہ بیان کرے گی

ان سب کی آواز ایک ہو کر گونجے گی کہ دشمن معاویہ تجھے پتہ نہیں اللہ کا فیصلہ ہے

كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى (پ ۲۷ سورۃ الحدید آیت نمبر ۱۰)

تمام صحابہ سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ حسنیٰ فرما لیا ہے

یہ جذبات نہیں حقائق ہیں

جیسا کہ میں نے مندرجہ بالا روایت بیان کی ہے کہ شیر نے اللہ کا پیغام اور سلام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہنچانے کے لیے عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑے فصیح و بلیغ کلام فرمائے اور اللہ کی طرف سے انہیں جنتی ہونے کی بشارت دی۔

میرا مقصد کسی کی دل آزاری نہیں بلکہ ایمان کی آبیاری ہے

میرا مقصد کسی کی مخالفت نہیں بلکہ جنگل کے درندوں کی گواہی سے امیر کی حمایت ہے

مگر افسوس صد افسوس کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان کے معاملہ میں جنگل کے درندے تو عقل سلیم رکھتے ہیں مگر یہ انسان نما درندے ان پر تبرا بازی کی بارش کرتے ہیں۔

ایسا کرنے والے سنی علماء و مشائخ ہیں

اور اس پر طرفہ تماشہ یہ ہے کہ یہ فعل شنیع کرنے والے صرف شیعہ ہی نہیں بلکہ بڑے بڑے سنی علماء و مشائخ ہیں جن کے ہزاروں معتقدین اور لاکھوں مریدین انہی کے اس بدعقیدہ کی وجہ سے گمراہی کا شکار ہو رہے ہیں۔ ایسے ہی پیروں اور ملاؤں کے متعلق علامہ اقبال مرحوم نے ارشاد فرمایا کہ

زمن بر صوفی و ملاں سلامے
کہ پیغام خدا گفتند مارا
ولے تاویلشاں در حیرت انداخت
خدا و جبرئیل و مصطفیٰ را

خدا فرمائے کُلًّا وَّعَدَ اللہُ الْحُسْنٰی
نبی فرمائیں اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ
اور جبریل کہیں کہ معاویہ (نعم الامین) کیا ہی اچھے امین ہیں

ان کے بے سروپا دلائل اور غلط مسلط تاویلات کو دیکھ کر

خدا فرماتا ہے میں نے نہ یہ نازل کیے اور نہ ہی میری منشا ہے
مصطفیٰ فرماتے ہیں نہ ہی یہ تاویلات میں نے سنی ہیں نہ مجھ پر نازل ہوئی ہیں
جبریل کہتے ہیں قرآن لانے والا میں ہوں
مگر یہ تاویلات بدکبھی میرے ذہن میں بھی نہ آئیں

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم

شیعہ یعنی رافضی تو روز اول سے ہی ان نفوس قدسیہ کی پاک اور سفید چادروں پر کیچڑ اچھالتے چلے آرہے ہیں لہٰذا افسوس ان پر نہیں بلکہ ان مولویوں اور پیروں پر

ہے جو اپنے اوپر اہل سنت کا لیبل لگا کر قوم کو گمراہ کرنے پر کمر بستہ ہیں۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم

ع جو زخم دیے اپنوں نے دیے غیروں سے شکایت کون کرے

بڑے بڑے پگڑوں اور دستاروں والے مولوی بھی اپنی تقریروں اور تحریروں میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو بھلا برا کہتے نظر آتے ہیں۔

بڑے بڑے جُبوں اور کبوں والے پیر اس بدعقیدی کے طوفان میں سرگرداں نظر آتے ہیں۔

میری مخلصانہ گزارش ہے کہ

میری انتہائی مخلصانہ و دردمندانہ اور مؤدبانہ گزارش ہے کہ اے تبرا کرنے والے انسانو!

اس شیر سے سبق سیکھو جو عظمت حضرت امیر معاویہ کی امانت الٰہیہ میں خیانت نہیں کرتا اور خدا کا سلام و پیغام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچاتا ہے

اس شیر سے محبت صحابہ سیکھو جو عظمت اصحاب رسول کو جانتے ہوئے دم ہلاتا ہوا حضرت سفینہ کے قدموں پہ سر رکھ دیتا ہے اور انہیں ان کی منزل پر پہنچاتا ہے۔

تم تو قرآن وحدیث پڑھ سکتے ہو

تم تو قرآن میں پڑھ سکتے ہو کہ

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا (پ ا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۳۷)

پس اگر وہ ایمان لائیں ایسے جیسے تم (اے صحابہ) ایمان لائے تو ضرور ہدایت پالیں۔

اور تم تو کتاب اللہ میں دیکھ کر سمجھ سکتے ہو کہ

اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ (پ ا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۳)

تم ایسے ایمان لاؤ جیسے وہ لوگ (صحابہ) ایمان لائے

اورتم تو حدیث مبارکہ پڑھنے کا شعور بھی رکھتے ہو کہ

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۴)

میرے صحابہ ستاروں کی مثل ہیں

اورتم فرمان مصطفیٰ کو اپنے سر کی آنکھوں سے پڑھ سکتے ہو کہ

لَا تَسُبُّوْا اَصْحَابِیْ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۵۳)

میرے صحابہ کو گالی نہ دو

مگر خدارا مجھے بتاؤ کہ

شیر کو کس نے بتایا کہ معاویہ ابن ابی سفیان فلاں ہیں انہیں پیغام وسلام خدا پہنچانا ہے

شیر کو کس نے بتا دیا کہ حضرت سفینہ یہ ہیں میں نے ان کو منزل پر پہنچانا ہے

شیروں کو کس نے آداب صحابہ سکھا دیے

شیروں کو کس نے احترام صحابہ پڑھا دیے

شیر کو کس نے امین پیغام خدا بنا دیا

شیر کو کس نے کلام کرنے کا سلیقہ بتا دیا

شیر کو کس نے پیغام دینے کا طریقہ بتا دیا

آؤ! اے انسان نما درندو!

صحابہ کرام کی عظمت واحترام اس شیر سے ہی سیکھ لو

امیر معاویہ کی رفعت ومقام اس شیر سے ہی سیکھ لو

حدیث قسطنطنیہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

حضرت ام حرام بنت ملحان رضی اللہ تعالیٰ عنہا کہ انہوں نے نبی کریم علیہ السلام سے سنا ہے کہ

اَوَّلُ جَیْشٍ مِّنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ الْبَحْرَ قَدْ اَوْجَبُوْا (بخاری شریف جلد اول ص ۴۱۰

میری امت کا پہلا لشکر جو سمندری جہاد کرے گا تحقیق ان پر جنت واجب ہے۔

دوسری روایت میں میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اَوَّلُ جَیْشٍ مِّنْ اُمَّتِیْ یَغْزُوْنَ مَدِیْنَةَ قَیْصَرَ مَغْفُوْرٌ لَّھُمْ

(بخاری شریف جلد اول ص ۴۱۰)

میری امت کا پہلا لشکر جو مدینہ قیصر پر چڑھائی کرے گا بخشا ہوا ہوگا[1]

اس پہلے بحری بیڑے اور سمندری جہاد میں شامل ہونے والوں کے لیے میرے آقا علیہ السلام نے جنت کی بشارت اور مغفرت کا مژدہ ارشاد فرمایا یہی حدیث حدیث قسطنطنیہ کے نام سے مشہور ہے۔

یہ جہاد کب ہوا کس نے کروایا اور کس نے کیا؟

اب ملاحظہ کیجئے کہ یہ جہاد (پہلا سمندری جہاد) کب ہوا؟ اور اس کے کمانڈر انچیف کون تھے اور ان کو روانہ کرنے والے کون تھے؟

صاحب اسد الغابہ تحریر کرتے ہیں کہ

کَانَ اَمِیْرُ ذٰلِکَ الْجَیْشِ مُعَاوِیَةَ ابْنَ اَبِیْ سُفْیَانَ فِیْ خِلَافَةِ عُثْمَانَ

(اسد الغابہ جلد نمبر ۵ ص)

اس لشکر کے امیر حضرت معاویہ ابن ابی سفیان تھے خلافت عثمان میں

حضرت پیر کرم شاہ بھیروی فرماتے ہیں کہ

''حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں قبرص پر حملہ کرنے

---

[1] یہ احادیث بتغیر الفاظ مندرجہ ذیل مقامات پر بھی موجود ہیں۔

بخاری شریف جلد اول ص ۳۹۲، ص ۴۰۳، ص ۴۰۵، بخاری شریف جلد دوم ص ۹۲۹، فتح الباری شرح بخاری جلد نمبر ۱۱ ص ۶۳، مسلم شریف جلد دوم ص ۱۴۱، ابن ماجہ شریف ص ۱۹۹، فتح الباری شرح بخاری جلد نمبر ۶ ص ۷۷، ابوداؤد شریف جلد اول ص ۳۳۷، نسائی شریف جلد دوم ص ۵۵، جامع الترمذی جلد اول ص ۱۹۸، ضیاء النبی جلد پنجم ص ۸۵۴، تاریخ یعقوبی جلد نمبر ۲ ص ۱۶۹، طبع بیروت، تاریخ کامل جلد نمبر ۳ ص ۳۲، البدایہ و النہایہ جلد رابع جز ہفتم ص ۱۵، تاریخ اسلام جلد اول ص ۲۵۷، ابن خلدون جلد نمبر ۲ ص ۱۹۔ ۱۲ فتیم قادری

کے لیے ایک بحری بیڑا تیار ہوا جس کی کمان حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھی''

(ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد نمبر ۵ ص ۸۵۴ از حضرت پیر کرم شاہ بھیروی)

صاحب تاریخ یعقوبی رقمطراز ہیں کہ

''حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۳۲ ہجری میں امیر معاویہ کی کمان میں قسطنطنیہ پر حملہ کے لیے لشکر بھیجا جو قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا''

(تاریخ یعقوبی جلد دوم ص ۱۲۹ مطبوعہ بیروت)

ابن الاثیر کہتے ہیں کہ

''۳۲ ہجری میں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا اور اس معرکہ میں آپ کی عاتکہ بھی آپ کے ہمراہ تھی''

(تاریخ کامل لابن الاثیر جلد سوم ص ۳۲)

حافظ ابن کثیر دمشقی لکھتے ہیں کہ

''۳۲ ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلاد روم میں لڑائی لڑی یہاں تک کہ قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوئے''۔

(البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ہفتم ص ۱۵)

علامہ ابن خلدون نے اپنی شہرہ آفاق تاریخ ابن خلدون جلد دوم ص ۱۹ پر اسی طرح ذکر کیا ہے۔

سید معین الدین ندوی کہتے ہیں کہ

''ان اہم معرکوں میں فتوحات کے علاوہ عہد عثمانی میں بھی لڑائیاں لڑی گئیں اور فتوحات حاصل ہوئیں نیز ۳۲ ہجری میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قسطنطنیہ پر حملہ کیا''

(تاریخ اسلام جلد اول ص ۲۵۷ معین الدین ندوی)

امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں کہ

''ابن جریر طبری کہتے ہیں کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بحری راستہ سے قبرص پر حملہ کر کے اس کو فتح کر لیا اور جزیہ لینے کی شرط منظور کر لی''

(تاریخ الخلفاء اردو مترجم شمس بریلوی ص ۲۴۰ مطبوعہ کراچی)

نیز فرماتے ہیں کہ

''۲۷ہجری میں امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاز کے ذریعہ لشکر لے جا کر قبرص پر حملہ کیا' اس لشکر میں (مشہور) صحابی حضرت عبادہ بن صامت اپنی بیوی ام حرام بنت ملحان انصاریہ کے ساتھ موجود تھے۔ آپ کی بیوی بار بردار جانور سے گر گئیں اور اسی صدمہ سے ان کا انتقال ہو گیا اور ان کو وہیں (قبرص میں) دفن کر دیا گیا۔ اس لشکر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی کہ اس لشکر میں عبادہ کی بیوی بھی ہو گی اور اس کی قبر قبرص ہی میں بنے گی چنانچہ پیش گوئی پوری ہوئی۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۳۹ طبع کراچی)

ان تمام حوالہ جات سے یہ معلوم ہوا کہ

اس پہلے مغفور اور جنتی لشکر کو بھیجنے والے تھے	حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ
یہ لشکر قسطنطنیہ پر حملہ آور ہوا تھا	خلافت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں
اس لشکر کی کمان کرنے والے کمانڈر انچیف تھے	حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

اطلاعات نبویہ برائے سلطنت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد ارشادات میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سلطنت کی اطلاعات ارشاد فرمائیں۔

حضرات قارئین! حدیث مبارکہ میں موجود ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کروا رہے تھے کہ آپ نے وضو فرماتے ہوئے ایک یا دو مرتبہ سر انور اٹھایا اور ارشاد فرمایا کہ

يَا مُعَاوِيَةُ إِنْ وَلِّيتَ أَمْرًا فَاتَّقِ اللّٰهَ وَاعْدِلْ

اے معاویہ اگر تمہیں والی بنایا جائے امر (خلافت) کا تو اللہ سے ڈرنا اور عدل وانصاف کرنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ

فَمَا زِلْتُ أَظُنُّ إِنِّي سَأُبْتَلٰى بِعَمَلٍ لِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى ابْتُلِيتُ

(البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۵۱۸، مسند امام احمد بن حنبل جلد نمبر ۴ ص ۱۲۶)

میں ہمیشہ اس یقین پر رہا کہ نبی کریم علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق میں ضرور اس عمل میں مبتلا کیا جاؤں گا حتیٰ کہ میں مبتلا ہوا (امیر بنایا گیا)

علم مصطفویہ بعطاء الٰہیہ

معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ کا عقیدہ تھا کہ جو کچھ میرے آقا علیہ السلام نے فرمایا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گا۔

تمہارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی
تمہارے لب سے ہماری نجات ہو کے رہی
کہا جو رات کو دن تو دن نکل آیا
کہا جو دن کو رات تو رات ہو کے رہی

یہ بھی پتہ چلا کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو چالیس سال بعد رونما ہونے والے واقعات کا بھی باذن اللہ تعالیٰ علم تھا

خلافت صدیقی کا بھی علم تھا
خلافت فاروقی کا بھی علم تھا
خلافت عثمانی کا بھی علم تھا
خلافت حیدری کا بھی علم تھا
خلافت امام حسن کا بھی علم تھا

سلطنت امیر معاویہ کا بھی علم تھا

تمیں برس خلافت پھر بادشاہت ہوگی

ایک اور حدیث پاک میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدت خلافت اور عرصہ امارت کو بیان فرمایا حضرت سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

اَلْخِلَافَةُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ سَنَةً ثُمَّ مُلْكٌ بَعْدَ ذٰلِكَ

(جامع الترمذی جلد ثانی ص ۴۵)

میری امت میں خلافت تمیں برس رہے گی پھر بادشاہت ہوگی اس کے بعد۔

فرمان رسول کے مطابق حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لے کر حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک تمیں برس تک خلافت رہی پھر بعد میں حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلافت سے دستبردار ہوگئے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاکم وسلطان عادل ہوگئے۔

جب تم والی بنو تو عدل اور نرمی کرنا

امام مسلم نے حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

اِنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَ بِمُلْكِ بَنِیْ اُمَیَّةَ وَ وِلَایَةِ مُعَاوِیَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَوَصَّاهُ اِذَا تَمَلَّكَ بِالْعَدْلِ وَالرِّفْقِ وَقَالَ لَهٗ اِذَا مَلَكْتَ فَاسْجَحْ اَیْ اِرْفَقْ قَالَ مُعَاوِیَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا ذِلْتُ اَطْمَعُ فِی الْخِلَافَةِ مُنْذُ سَمِعْتُهَا مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی کہ بنو امیہ بادشاہ بنیں گے اور معاویہ والی بنیں گے پھر حضور نے امیر معاویہ کو وصیت فرمائی کہ جب تم والی بنو تو لوگوں کے ساتھ عدل اور نرمی سے پیش آنا پھر ایک مرتبہ فرمایا جب تم

برسراقتدار آؤ تو لوگوں کے ساتھ حلم و بردباری کا سلوک کرنا۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے جب سے میں نے یہ حکم اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سنا تو مجھے امید لگ گئی کہ ایک دن ضرور آئے گا کہ میں مسند خلافت پر فائز ہوں گا۔

(ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم از پیر کرم شاہ الازہری بھیروی علیہ الرحمۃ جلد نمبر ۵ ص ۸۳۹،۸۴۰)

شیخ محقق دہلوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

حضرت شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

''حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے ساتھ تیس سال کا عرصہ مکمل ہو جاتا ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ ابھی تیس سال سے چھ ماہ باقی تھے کہ امام المسلمین حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ رہے۔ آپ کی وفات کے ساتھ ہی خلافت کا تیس سالہ دور ختم ہو گیا اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ نہیں بلکہ امیر و بادشاہ تھے جو لوگ امرائے عباسیہ کو خلفا میں شمار کرتے ہیں۔ مجازی اور اصطلاحی معنوں میں لکھتے ہیں۔

احناف کے محقق شیخ کمال ابن ہمام مسائرہ میں لکھتے ہیں کہ تمام اہل حق اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت معاویہ بادشاہ تھے۔

اہلسنّت کے مشائخ اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں کہ وہ حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے بعد کسی دوسرے کو امام نہیں مانتے مگر بعض مشائخ نے امامت کو بعد از حضرت علی بھی روا رکھا ہے جو مشائخ حضرت امیر معاویہ کو امام تسلیم کرنے کے حق میں ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ حضرت حسن نے جب آپ کو امام تسلیم کر لیا تو ہم بھی انہیں تسلیم کریں گے۔''

(تکمیل الایمان از حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ص ۱۷۵، ۱۷۶ امطبوعہ لاہور

تو معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا کہ اے معاویہ تمہیں

حکومت ملے گی تم عدل و انصاف کرنا لہٰذا آپ کی حکومت و سلطنت عادلانہ تھی۔

منکرین امارت معاویہ غور کریں

منکرین امارت حضرت معاویہ غور کریں

دعائے مصطفیٰ علیہ السلام نے امیر معاویہ کو عالم قرآن بنایا

دعائے مصطفیٰ علیہ السلام نے امیر معاویہ کو عالم حساب بنایا

دعائے مصطفیٰ علیہ السلام نے امیر معاویہ کو ہادی و مہدی بنایا

دعائے مصطفیٰ علیہ السلام نے امیر معاویہ کو ذریعہ ہدایت بنایا

دعائے مصطفیٰ علیہ السلام نے امیر معاویہ کو حاکم عادل بنایا

اسی دعا کا ذکر اور اطلاع حکومت معاویہ کا تذکرہ ابو یعلیٰ اور طبرانی نے اوسط میں بھی کیا۔ طبرانی اوسط میں ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

''اے معاویہ اگر تم حاکم بنو تو مجرموں کو حتی الامکان معافی دینا نیک کاروں سے نیکی قبول کرنا''

(امیر معاویہ پر ایک نظر از حکیم الامت مفتی احمد یار خان گجراتی علیہ الرحمہ ص ۴۹)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا کہ نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے مجھے ارشاد فرمایا کہ

اَمَا اِنَّكَ سَتَلِیْ اَمْرَ اُمَّتِیْ بَعْدِیْ فَاِذَا كَانَ ذٰلِكَ فَاقْبَلْ مِنْ مُحْسِنِهِمْ وَتَجَاوَزْ عَنْ مُسِیْئِهِمْ فَمَا زِلْتُ اَرْجُوْا حَتّٰی قُمْتُ مَقَامِیْ هٰذَا (البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۵۱۸)

بہر حال تجھے میری امت کا یقیناً والی بنایا جائے گا میرے بعد پس جب تجھے والی بنایا جائے تو نیکو کاروں کی نیکی قبول کرنا اور برائی کرنے والوں سے درگزر کرنا پھر مجھے ہمیشہ اس کی امید رہی حتیٰ کہ میں اس مقام پر کھڑا ہوا۔

ایک اور روایت میں فرماتے ہیں کہ

وَاللهِ مَا حَمَلَنِیْ عَلَی الْخِلَافَةِ اِلَّا قَوْلُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاِنْ مَلَکْتَ فَاَحْسِنْ (البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۵۱۸)

اللہ کی قسم ہے کہ مجھے خلافت پر نہیں ابھارا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد نے کہ اگر تجھے بادشاہ بنایا جائے تو حسن سلوک کرنا۔

حضرت حکیم الامت کی توضیح

حکیم الامت مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ گجراتی فرماتے ہیں کہ

''امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کے پہلے شاندار سلطان ہیں جیسے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کے پہلے خلیفہ ہیں اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرے بعد خلافت راشدہ (یعنی خلافت علی منہاج النبوت) تیس سال تک رہے گی پھر سلطنت ہو گی امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت اس مدت میں تقریباً سات ماہ باقی تھے۔ چنانچہ یہ ہی بقیہ مدت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوری فرما کر خلافت سے دستبرداری فرما لی کیونکہ مدت خلافت پوری ہو چکی تھی اس وقت سے امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلطان اسلام مقرر ہوئے۔'' (امیر معاویہ پر ایک نظر ص ۵۲)

ارشاد غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

حضور غوث الاغواث غیث الاغیاث شہنشاہ بغداد حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

وَاَمَّا خِلَافَةُ مُعَاوِیَةَ ابْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ فَثَابِتَةٌ صَحِیْحٌ بَعْدَ مَوْتِ عَلِیٍّ وَبَعْدَ خُلْعِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِیٍّ نَفْسَهٗ عَنِ الْخِلَافَةِ وَتَسْلِیْمِهَا اِلَی الْمُعَاوِیَةَ لِرَاْیٍ رَاٰهُ الْحَسَنُ وَ مُصْلِحَةٍ عَامَّةٍ

تَحَقَّقَتْ لَهٗ وَحِقْنِ دِمَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ (غنیۃ الطالبین ص ۱۷۶)

اور بہر حال امیر معاویہ ابن ابی سفیان کی خلافت پس وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ثابت اور درست ہوئی جبکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود کو خلافت سے علیحدہ کر لیا اور امیر معاویہ کو خلافت سونپ دی ایک مصلحت کی بناء پر جو امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خیال فرمائی مسلمانوں کا خون بہنے سے بچانے کے لیے۔

شیعہ کتب کے حوالہ جات

اس بات کو خود شیعہ حضرات تسلیم کرتے ہیں ملاحظہ کیجئے' شیعہ کتب سے حوالہ کہ "جنگ جمل اور صفین تقدیر کا قضیہ تھے جو ہو کر رہا لیکن فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی تو پورا ہونا تھا اور مسلمانوں کے دو عظیم گروہ بننے تھے' اختلاف ہونا تھا اور سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا یہ بیٹا حسن مسلمانوں کے ان دونوں عظیم گروہوں میں صلح کرا دے گا چنانچہ سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مع سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی بیعت کی' یوں اختلافات ختم ہو گئے۔"

(حوالہ کے لیے ملاحظہ ہو ۱- رجال کشی ص ۱۰۲ مطبوعہ کربلا ۲- کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ ص ۱۷۰ مطبوعہ تبریز ۳- احتجاج الطبرسی جلد نمبر ۲ ص ۹ مطبوعہ نجف اشرف جدید ۴- جلا العیون ملاں باقر مجلسی جلد نمبر ۱ ص ۳۹۵ ۵- اخبار الطوال ص ۲۲۰ مطبوعہ بیروت ۶- مقتل ابی مخنف مطبوعہ نجف اشرف ص ۴)

حضرت امیر معاویہ سے ایک روایت

روایت ہے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرماتے ہیں کہ

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّكَ اِذَا اتَّبَعْتَ عَوْرَاتِ النَّاسِ اَفْسَدْتَهُمْ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۲۲، بیہقی فی شعب الایمان)

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم جب لوگوں کے خفیہ عیوب کے پیچھے پڑو گے تو انہیں بگاڑ دو گے۔

اس حدیث مبارکہ کی شرح میں حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ نعیمی گجراتی تحریر فرماتے ہیں کہ

''ظاہر ہے کہ اس فرمان عالی شان میں خطاب خصوصی طور پر جناب معاویہ سے ہے چونکہ آئندہ یہ سلطان بننے والے تھے تو اس غیوب دان محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی ان کو طریقۂ سلطنت کی تعلیم فرما دی کہ تم بادشاہ بن کر لوگوں کے خفیہ عیوب نہ ڈھونڈا کرنا اور حتیٰ الامکان عفو و کرم سے کام لینا۔''

(مرآت شرح مشکوٰۃ جلد پنجم ص ۳۸۳ مطبوعہ لاہور از حکیم الامت علیہ الرحمۃ)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی و معاویہ کی جنگ کی اطلاع دی

ابن عساکر نے بسند ضعیف حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ ایک بار میں اور حضرت ابوبکر و عمر و عثمان اور معاویہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) آ گئے تو حضور علیہ السلام نے جناب معاویہ سے فرمایا کیا تم علی سے محبت کرتے ہو؟ عرض کیا ہاں فرمایا تمہاری اور ان کی جنگ ہوگی۔ عرض کیا کہ جنگ کے بعد کیا ہوگا؟ فرمایا ربّ کی طرف سے معافی و رضا' تو آپ نے فرمایا ''رَضِینَا بِقَضَاءِ اللّٰہِ'' ہم اللہ کی قضا پر راضی ہوئے اس کے متعلق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا (البقرہ:۲۵۳)

اور اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے۔

(مرقات، مرآت شرح مشکوٰۃ جلد پنجم ص ۳۸۷ از حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ)

ان تمام روایات میں سلطنت حضرت امیر معاویہ کی سرکاری پیشگی اطلاعات

موجود ہیں اور خصوصاً اس آخری مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں اگر غور کیا جائے تو ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ

جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو معلوم تھا کہ معاویہ علی سے جنگ کریں گے تو حضور علیہ السلام نے روک ہی کیوں نہ دیا کہ دیکھنا معاویہ علی سے جنگ نہ کرنا؟

اور کیوں نہ مذمت معاویہ میں کچھ ارشاد فرما دیا؟

آج جو بزعم خویش محبان علی تاریخ میں حضرت علی اور معاویہ کی جنگوں کا ذکر پڑھ کر اپنی محبت کا ثبوت دیتے ہوئے حضرت امیر معاویہ پر سب وشتم کرتے ہیں۔ ان کو تو چودہ پندرہ صدیاں گزر جانے کے بعد ان لڑائیوں کا تاریخ سے علم ہوا ہے اور حضور علیہ السلام تو ان جنگوں کو وحیٔ خداوندی سے جانتے تھے اور ان کی خبر بھی دے رہے ہیں تو کیا حضور علیہ السلام کو حضرت علی سے محبت نہ تھی؟

اگر حضور علیہ السلام کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت تھی اور یقیناً سو فیصد تھی تو آپ نے اپنی محبت کا اس طرح اظہار کیوں نہ فرمایا جس طرح اس پندرہویں صدی کا ملاں، ذاکر، مجتہد یا بزعم خویش سنی مولوی یا پیر کرتا ہے؟

حضور علیہ السلام نے کہیں مذمت معاویہ کی ہو ثبوت نہیں ملتا۔

فقیر خادم اہل سنت کا کھلم کھلا چیلنج

فقیر کا کھلم کھلا چیلنج ہے کہ دشمنان حضرت امیر معاویہ اگر سنی مسلک سے متعلق ہیں تو

بخاری شریف، مسلم شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف، ابو داؤد شریف یعنی کہ صحاح ستہ شریف میں سے ایک حدیث مذمت معاویہ کی دکھائیں اور فی حوالہ ایک ایک لاکھ روپیہ انعام حاصل کریں۔

صحاح ستہ سے باہر حدیث کی سینکڑوں کتابوں سے مذمت حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں نبی کریم علیہ السلام کے ارشادات کا ثبوت دیں اور مذکورہ انعام فی

حدیث حاصل کریں لیکن حدیث میں واقعۂ مذمت موجود ہو! انشاء اللہ العزیز

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

اور اگر دشمنان حضرت امیر معاویہ کا تعلق شیعہ مکتب فکر سے ہے تو وہ اپنی صحا
اربعہ سے ہی کوئی مستند روایت دکھادیں جس میں نبی کریم علیہ السلام نے حضرت امی
معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مذمت کی ہو تو فی حوالہ ایک ایک لاکھ روپیہ انعام فقیر سے
حاصل کریں۔

بارہ اماموں میں سے کسی کا قول حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق
مستند کتب سے دکھادیں جس میں حضرت معاویہ کی صحابیت کا انکار کیا گیا ہو تو فقی
مذکورہ انعام دینے کو تیار ہے لیکن انشاء اللہ

فَاِنۡ لَّمۡ تَفۡعَلُوۡا وَلَنۡ تَفۡعَلُوۡا اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ

قیامت تک نہ دکھا سکو گے

حنفی المسلک مخالفین امیر معاویہ کو چیلنج کرتا ہوں کہ وہ اپنی معرکۃ الآراء کتاب
حنفی طحاوی شریف یعنی شرح معانی الآثار سے ایک روایت مذمت معاویہ سے دکھا
دیں' فقیر منہ مانگا انعام دے گا۔ مالکی حضرات جو دشمنان امیر معاویہ ہیں۔ اپنی معت
کتاب موطا امام مالک سے' حنبلی حضرات مسند امام احمد بن حنبل سے' شافعی حضرات
موطا امام شافعی سے ایک روایت حضرت امیر معاویہ کے خلاف دکھائیں اور منہ ما
انعام پائیں۔

قیامت تو آسکتی ہے مگر حضرت امیر معاویہ کی مذمت میں ایک روایت ضعیف
بھی نہیں دکھا سکیں گے

عوام اہل سنت کے لیے انتباہ خاص

عوام اہل سنت یاد رکھئے! کوئی مولوی ملاں یا پیر و شیخ یا مجتہد ذاکر صحابی رسول

سے زیادہ عزت و مقام نہیں رکھتا اگر کوئی کسی صحابی رسول سے بغض وعناد یا مخالفت رکھتا ہے تو وہ ملحد بے دین گمراہ فاسق و فاجر ہے نہ ہی اس کی بیعت جائز ہے اور نہ ایسے امام کی اقتداء میں نماز جائز ہے بلکہ ایسے پیر کی بیعت یا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنے والا اگر باجود متنبہ کرنے کے بھی باز نہ آیا تو اس کا نکاح ٹوٹ جائے گا اور وہ فاسق فاجر اور اگر اس پر مصر رہا تو کافر ہو جائے گا (ملاحظہ ہوں اکابرین اہل سنت کے فتاویٰ جات) تو فقیر گزارش کر رہا تھا کہ حضور نبی کریم علیہ السلام نے امیر معاویہ و حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی باہمی جنگ کی خبر دی اور مذمت معاویہ میں کچھ بھی نہیں فرمایا بلکہ دونوں جلیل القدر ہستیوں کے فضائل بیان فرمائے۔

اگر حضرت معاویہ قابل مذمت ہوتے

اگر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قابل مذمت ہوتے تو سرکار دو عالم علیہ السلام ان کی شان میں یہ نہ فرماتے کہ یا اللہ اسے ہادی مہدی اور ذریعہ ہدایت بنا اور عالم کتاب وحساب بنا اور عذاب سے محفوظ فرما اور یہ بھی نہ فرماتے کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے علی میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے اور دونوں کے لیے رب کی طرف سے معافی و رضا کا اعلان بھی نہ فرماتے اور یہ دونوں ہستیاں "رضینا بقآء اللّٰہ" ہم اللہ کی قضا پر راضی ہیں کا اظہار بھی نہ فرماتے اور یہ آیت بھی نہ اترتی کہ

وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ مَا اقْتَتَلُوْا (البقرہ: ۲۵۳)

اور اگر اللہ چاہتا تو وہ نہ لڑتے

یہ سب کچھ مشیت ایزدی سے ہوا

ثابت ہوا کہ یہ سب کچھ مشیت ایزدی کے مطابق ہوا ورنہ علی و معاویہ کے مابین شدید محبت کا بین ثبوت اس حدیث کے ان الفاظ میں ہے جو کہ حضور نے حضرت معاویہ سے فرمائے کہ اے معاویہ کیا تم علی سے محبت کرتے ہو؟ تو انہوں نے عرض کیا ہاں! تو اس محبت کے باوجود ان جنگوں کا وقوع مشیت خداوندی نہیں تو اور کیا

ہے؟ آیت کریمہ کے الفاظ "وَلَوْ شَآءَ اللّٰہُ" اس دعویٰ کو ثابت کرتے ہیں کہ ان مشاجرات معاویہ وعلی میں مشیت ایزدی شامل تھی جس کی حکمت خود ذات باری تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ منکرین عظمت حضرت امیر معاویہ بتائیں کہ کیا اس وقت یہ حدیث کسی کو یاد نہ تھی کہ

مَنْ سَبَّ عَلِیًّا فَقَدْ سَبَّنِیْ

جس نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی۔

کیا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خود نبی کریم علیہ السلام بھی اپنا یہ ارشاد بھول گئے تھے؟

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح سلطنت معاویہ کی اطلاعات ارشاد فرمائیں اسی طرح حب علی و معاویہ اور پھر ان کے درمیان ہونے والی جنگ کا بھی تذکرہ فرمایا اور اس کے باوجود پھر رضا وعفو باری تعالیٰ کا بھی ذکر فرما دیا تاکہ آنے والی میری امت ان مناقشات و مشاجرات پر بحث ہی نہ کرے بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا و قضا اور اس کی مشیت پر محمول کرتے ہوئے حضرت مولائے کائنات اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما دونوں سے محبت رکھے۔

دونوں جماعتیں جنتی ہیں

حکیم الامت مفسر قرآن محدث شہیر حضرت قبلہ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی علیہ الرحمۃ ایک اور مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ

"وہ دونوں جماعتیں جنتی ہیں اگرچہ حق حضرت علی کے ساتھ تھا اور امیر معاویہ غلطی پر تھے مگر اجتہادی غلطی معاف ہے"

(مرآت شرح مشکوۃ جلد ہفتم ص ۱۶۹)

یہی حق اور صواب ہے اور یہی اہل سنت و جماعت کا مسلک ہے لہٰذا

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض رکھنے والا بھی گمراہ ہے

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بغض رکھنے والا بھی گمراہ ہے

اور اہل سنت ان دونوں قسم کے گمراہوں سے بیزار ہیں کیونکہ ان میں سے ایک رافضی ہے دوسرا خارجی اور اہل سنت و جماعت نہ رافضی ہیں نہ خارجی۔

سلطنت امیر معاویہ پر توریت کی گواہی

روایت ہے حضرت کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ توریت سے حکایت بیان کرتے ہیں کہ ہم وہاں لکھا پاتے ہیں

''محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں میرے پسندیدہ بندے ہیں نہ سخت دل ہیں نہ سخت زبان اور نہ بازاروں میں شور مچانے والے برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے لیکن معاف فرما دیتے ہیں، بخش دیتے ہیں ان کی ولادت مکہ میں ہو گی اور ان کی ہجرت مدینہ میں''

وَمُلْکُہٗ بِالشَّامِ (مشکوۃ شریف ص۵۱۴)

اور ان کا ملک شام میں ہوگا

ظاہر ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت نبوت و رسالت تو ہمہ گیر ہے لہٰذا یہ آپ کے بعد خلافت کا ذکر ہے اور خلافت مدینہ یا عراق میں رہی

خلافت صدیقی میں دارالخلافہ	مدینہ منورہ میں رہا
خلافت فاروقی میں دارالخلافہ	مدینہ منورہ میں رہا
خلافت عثمانی میں دارالخلافہ	مدینہ منورہ میں رہا
خلافت حیدری میں دارالخلافہ	کوفہ میں منتقل ہو گیا
امارت معاویہ میں دارالخلافہ	دمشق میں بن گیا

اور دمشق ملک شام کا ایک شہر ہے

تو حضرت کعب کی اسی روایت سے پتہ چلا کہ ''مُلْکُہٗ بِالشَّامِ'' سے مراد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی سلطنت ہے جس کا تذکرہ توریت میں بھی موجود ہے

تو ریت میں "مُلْکُهٗ بِالشَّامِ" فرما کر

شام کی حکومت کو نبی کریم علیہ السلام کی حکومت کہا گیا

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ

"مُلْکُهٗ بِالشَّامِ"

"اس کی شرح ابھی کچھ گزر گئی کہ اسلام میں پہلے سلطان جناب امیر معاویہ ہیں ان کا دارالخلافہ دمشق تھا جو شام کا پایہ تخت ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر معاویہ کی سلطنت بالکل حق ہے جیسے خلفاء راشدین کی خلافت بالکل درست اور حق ہے نیز یہ کہ امیر معاویہ کی سلطنت حضور انور (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سلطنت ہے"

(مرآت شرح مشکوۃ جلد ہشتم ص ۸۵)

قارئین کرام! حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فضائل میں یہ دوسرا باب کچھ طویل ہو گیا جب کہ فقیر اس رسالہ کو مختصر رکھنا چاہتا ہے تا کہ ہر خاص و عام اس کا مطالعہ کرے اور قاری کی طبیعت اس کے مطالعہ سے اکتا نہ جائے اس لیے مزید چند احادیث مبارکہ نذر قارئین کر کے اس باب کو ختم کیا جائے گا۔

حضرت امیر معاویہ کی نماز سب سے زیادہ حضور کی نماز کے مشابہ

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

مَا رَأَیْتُ اَحَدًا بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَشْبَهَ صَلٰوةٍ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَمِیْرِکُمْ هٰذَا یَعْنِیْ مُعَاوِیَةَ

(رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ وَرِجَالُهٗ رِجَالُ الصَّحِیْحِ

(مجمع الزوائد جلد نہم ص ۳۵۷) (تطہیر الجنان ص ۲۴

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی نماز کے مشابہ نماز پڑھتا ہو اسے طبرانی نے روایت کیا اور اس حدیث کے رجال (راوی) صحیح ترین ہیں۔

میں جس گھرانہ میں شادی کروں وہ جنتی ہیں

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے رب کا مجھ سے وعدہ ہے کہ میں جس گھر میں شادی کروں گا وہ لوگ جنت میں میرے رفیق ہوں گے تو اللہ تعالیٰ نے یہ مجھے عطا فرما دیا۔

(تطہیر الجنان ص ۱۴ مطبوعہ ملتان)

میں جن گھرانوں میں اپنی بیٹیوں کی شادی کروں

ایک اور روایت کے مطابق ارشاد فرمایا کہ میرے رب سے میرا یہ وعدہ ہے کہ میں جس گھرانہ میں شادی کروں یا اپنی بیٹیوں کی جن گھرانوں میں شادیاں کروں وہ سب جنت میں میرے رفیق ہوں گے۔ (تطہیر الجنان ص ۱۴)

میری نصیحت کی حفاظت کرو

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میرے صحابہ اور سسرال کے عزت و احترام کے بارے میں میری نصیحت کی حفاظت کرو جس نے ان کے بارے میں میری نصیحت کی حفاظت کی اسے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں محفوظ رکھے گا اور جس نے ان کے بارے میں میری نصیحت یاد نہ رکھی تو وہ خدا کی امان سے علیحدہ ہو گا اور جو اللہ تعالیٰ کی امان سے علیحدہ ہوا تو وہ بہت جلد اللہ کی پکڑ میں آنے والا ہے۔

(مجمع الزوائد جلد نمبر ۹ ص ۱۶)

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ

جس نے میرے صحابہ کے بارے میں میری نصیحت کی حفاظت کی تو میں بروز قیامت اس کا محافظ ہوں گا۔

جس نے میرے صحابہ کے بارے میں میری نصیحت کی حفاظت کی وہ میرے پاس حوض کوثر پر آئے گا اور جس نے حفاظت نہ کی وہ حوض کوثر پر میرے پاس نہ آئے گا یہی نہیں بلکہ مجھے دیکھ بھی نہ سکے گا مگر یہ کہ وہ مجھ سے بہت دور ہوگا۔

(مجمع الزوائد جلد نمبر ۹ ص ۱۶)

معاویہ رضی اللہ عنہ قوی وامین ہیں

امام طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن بسر روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میرے لیے معاویہ کو بلاؤ

ان کو بلایا گیا! جب وہ ان کے سامنے کھڑے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اپنے معاملات ان پر پیش کرو اور ان کو اپنے معاملات پر گواہ بناؤ کیونکہ یہ قوی وامین ہیں۔ (البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۱۲۲ بیروت)

قارئین کرام!

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ — جن کی نماز رسول اللہ علیہ السلام کی نماز کے مشابہ

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ — جن کی ہمشیرہ ام حبیبہ زوجہ رسول ہیں

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ — جو قوی وامین ہیں

جب ان کی نماز رسول اللہ کی نماز کے مشابہ — تو وہ جنتی

جب وہ رسول اللہ کی سسرال میں سے ہیں — تو وہ جنتی

جب وہ قوی وامین ہیں — تو وہ جنتی

تو جس نے انکے بارے رسول اللہ کی نصیحت کو یاد نہ رکھا — وہ جہنمی

جس نے انکے بارے میں رسول اللہ کی نصیحت کو یاد نہ رکھا
وہ حوض کوثر پہ نہ آئے گا
جس نے انکے بارے میں رسول اللہ کی نصیحت کو یاد نہ رکھا
وہ حضور کو دیکھ نہ سکے گا
جس نے انکے بارے میں رسول اللہ کی نصیحت کو یاد نہ رکھا
وہ حضور سے بہت دور ہوگا

معاویہ رضی اللہ عنہ کبھی مغلوب نہیں ہوں گے

امام ابن سعد روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

لَنْ يُّغْلَبَ مُعَاوِيَةُ

معاویہ کبھی بھی ہرگز مغلوب نہ ہوں گے

وَقَدْ بَلَغَ عَلِيًّا هٰذِهِ الرِّوَايَةُ فَقَالَ لَوْ عَلِمْتُ لَمَا حَارَبْتُهُ

جب یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا اگر مجھے اس روایت کا علم ہوتا تو میں ان (معاویہ) سے جنگ نہ کرتا۔

(شرح شفا ملا علی قاری نسیم الریاض جلد نمبر ۳ ص ۱۱۷ مطبوعہ بیروت)

ایک اور روایت کے مطابق حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاویہ ہمیشہ مد مقابل پر بھاری رہیں گے (نسیم الریاض جلد نمبر ۳ ص ۱۱۷)

معاویہ کل بھی
مد مقابل پر بھاری تھے
معاویہ آج بھی
مد مقابل پر بھاری ہیں
حضرت علی رضی اللہ عنہ
جو شیر خدا ہیں
حضرت علی رضی اللہ عنہ
جو قاتل مرحب ہیں
حضرت علی رضی اللہ عنہ
جو فاتح خیبر ہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ   جو حیدر و صفدر ہیں

حضرت علی رضی اللہ عنہ   جو فرماتے ہیں کہ

اَنَا الَّذِیْ سَمَّتْنِیْ اُمِّیْ حَیْدَرًا

میں وہ ہوں جس کی ماں نے میرا نام حیدر رکھا ہے

حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ جن کے متعلق جبریل امین علیہ السلام اعلان کریں

لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَارُ

نہیں کوئی جوان مگر علی نہیں کوئی تلوار مگر ذوالفقار

اور جن کے متعلق آج تک یہ مصرعہ گونج رہا ہے کہ

؎ شاہ مرداں شیر یزداں قوت پروردگار

وہ مولائے کائنات رضی اللہ عنہ تو فرمارہے ہیں کہ

اگر مجھے اس روایت کا پہلے علم ہوتا تو میں معاویہ سے جنگ نہ کرتا

اور شیعان حیدر کرار آج تک امیر معاویہ سے جنگ کرتے چلے آرہے ہیں

کیا یہی محبت حیدری کا تقاضہ ہے؟

معلوم ہوتا ہے کہ یہ شیعان حیدر کرار نہیں ہیں

یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے   حیدر کرار کو معاذ اللہ کافر کہا تھا

ملاں باقر مجلسی لکھتا ہے کہ جب حضرت امام حسن نے امیر معاویہ سے صلح کی تو

شیعان علی گفتند مثل پدرش کافر شد (جلاء العیون)

شیعان علی نے کہا حسن بھی اپنے باپ کی طرح کافر ہوگیا ہے۔ (معاذ اللہ)

یہ وہی لوگ ہیں جنہوں نے   حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کو عار المومنین کہا تھا

ایسے ہی تو یہ مثال نہیں بن گئی کہ ان لوگوں میں

حب علی نہیں   بغض معاویہ ہے

محبِ علی تو تاجدار گولڑہ علیہ الرحمۃ سے پوچھیے جو فرماتے ہیں کہ

حُبِّ نبی ہے مہرِ علی، مہرِ علی ہے حُبِّ نبی
لحمک لحمی جسمک جسمی کچھ فرق نہیں مابین پیا

اور یہ بالکل درست روایت ہے کہ

اگر مجھے پہلے یہ علم ہوتا تو میں معاویہ سے جنگ نہ کرتا

اسی لیے تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے صلح فرمالی تھی۔

امارت معاویہ سے کراہت نہ کرنا! فرمان علی

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے کوفیوں سے فرمایا کہ میرے والد (حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم) مجھ سے فرمایا کرتے تھے

''معاویہ کی امارت قبول کرنے سے کراہت نہ کرنا''

(البدایہ والنہایہ جلد رابع جز ثامن ص ۱۳۱ ابن ابی الحدید جلد نمبر ۳ ص ۸۳۶)

چنانچہ حسب فرمان آپ نے امیر معاویہ کی بیعت فرمالی مگر شیعانِ علی کو امام حسن کی یہ بیعت بھی بھلی معلوم نہ ہوئی اور وہ آپ کو اس پر سب وشتم کرتے رہے اور ان کو عار المومنین کہتے رہے۔







تیسرا باب

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اصحاب رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین واکابرین امت علیہم الرحمۃ کی نظر میں

قارئین کرام! قرآن کریم واحادیث مبارکہ نبویہ اور ان ہستیوں کے قول وفعل سے مقام حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملاحظہ فرمائیں جو امت میں سب سے افضل ترین ہستیاں ہیں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ

(سنن ابو داؤد شریف جلد نمبر ۳ ص ۱۱۳ سنن ترمذی جلد نمبر ۴ ص ۱۵۰، ۱۵۱، مستدرک کتاب العلم جلد نمبر ۱ ص ۹۵، ۹۷)

تم پر میری اور خلفاء راشدین مہدیین کی سنت لازم ہے۔

فرقۂ ناجیہ کی علامت وشناخت

اور گروہ ناجیہ بھی وہی ہے کہ

مَا اَنَا عَلَيْهِ وَاَصْحَابِيْ (سنن ترمذی کتاب الایمان جلد نمبر ۵ ص ۱۳۵)

جو میرے اور میرے اصحاب کے طریقہ پر ہوگا۔

صحابۂ کرام کے ارشادات کی اہمیت

ویسے بھی قرآن کریم کی تفہیم وتفصیل کے لیے حدیث کی ضرورت ہے اور حدیث مبارکہ کی تفسیر وتشریح کے لیے اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی ضرورت ہے پھر زیر بحث موضوع میں صحابہ کرام بالخصوص خلفاء راشدین مہدیین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے ارشادات طیبات سامنے لانا اس لیے بھی ضروری

ہیں کہ انہوں نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پورا پورا مشاہدہ و ملاحظہ فرمایا تو ان کے ارشادات سے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے درست خدوخال واضح ہوں گے۔

خلفاء ثلاثہ علیہم الرضوان اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

امام اجل حافظ الحدیث زائرِ مصطفیٰ حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب تاریخ الخلفاء میں رقم فرماتے ہیں کہ

"جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کی جانب لشکر روانہ فرمایا تو حضرت معاویہ بھی اپنے بھائی یزید[1] ابن ابوسفیان کے ہمراہ ملک شام چلے گئے تھے اور وہیں مقیم رہے جب یزید ابن ابوسفیان کا انتقال ہو گیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُن کی جگہ اِن کو دمشق کا حاکم بنا دیا۔ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے اپنے زمانہ خلافت میں حاکم دمشق ہی رہنے دیا۔ آخر کار بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ آپ کو تمام مملکت شام کا امیر بنا دیا گیا جہاں آپ بیس سال تک بحیثیت گورنر حاکم رہے اور پھر بیس سال تک بحیثیت خلیفہ حکمران رہے۔

[2] (تاریخ الخلفاء ص ۲۸۸ ترجمہ شمس بریلوی مطبوعہ کراچی)

---

[1] یہ ہی وہ یزید ہیں جو قسطنطنیہ کے اس لشکر میں شامل تھے جن کے جنتی اور مغفور لہم ہونے کی بشارت دی گئی ہے اور یہ حضرت امیر معاویہ کے بھائی ہیں۔ ان کا بیٹا یزید یعنی ابن معاویہ اس لشکر میں شامل نہ تھا جس کو خارجی لوگ خواہ مخواہ اس لشکر میں شامل کرنے کی سعی لاحاصل و مذموم کرتے ہیں ۱۲ فقیر قادری

[2] یہاں پر معترض یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ یزید ابن ابوسفیان تو عہد صدیقی میں انتقال کر گئے تو پھر وہ اس لشکر میں کیسے شامل مانے جائیں جو بعہد عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قسطنطنیہ روانہ کیا گیا تو جواب یہ ہے کہ امام سیوطی کو یہاں مشابہ لگا ہے یہ کوئی ضروری نہیں کہ یزید ابن ابی سفیان کے انتقال پر امیر معاویہ کو گورنر بنایا گیا ہو۔ عین ممکن ہے کہ یزید ابن ابی سفیان موجود ہوں اور ان کو گورنری سے معزول کر کے حضرت امیر معاویہ کو گورنر بنایا گیا ہو کیونکہ وہ ان سے زیادہ زیرک اور معاملہ فہم اور امور سلطنت کو بہتر چلانے والے تھے جیسا کہ حمص کی گورنری کے متعلق عنقریب روایت آ رہی ہے کہ حمص کے گورنر حضرت عمیر کو معزول کر کے ان کی جگہ امیر معاویہ کو گورنر حضرت عمر کے دور میں مقرر کیا گیا۔ ۱۲ فقیر قادری

ارشاد حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

خلیفہ ثانی مراد مصطفیٰ حضرت سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق حضرت امام ابن حجر مکی علیہ الرحمۃ نے تطہیر الجنان میں یہ روایت نقل کی ہے کہ

اِنَّ عُمَرَ لَمَّا دَخَلَ الشَّامَ وَرَاٰی مُعَاوِیَۃَ وَکَثْرَۃَ جُنُوْدِہٖ وَاَبَّھَۃَ مُلْکِہٖ اَعْجَبَہٗ ذٰلِکَ وَاَعْجَبَ بِہٖ ثُمَّ قَالَ ھٰذَا کِسْرَی الْعَرَبِ

(تطہیر الجنان ص ۲۴ مطبوعہ ملتان)

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شام تشریف لائے اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے لشکروں کی کثرت اور ان کی سلطنت کی ہیبت کو ملاحظہ کیا تو بہت متعجب ہوئے اور پھر فرمایا یہ عرب کے کسریٰ ہیں۔

علامہ ابن کثیر دمشقی کہتے ہیں کہ

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْمَدَنِیِّ قَالَ

کَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ اِزَا رَاٰی مُعَاوِیَۃَ قَالَ ھٰذَا کِسْرَی الْعَرَبِ

(البدایہ والنہایہ جلد نمبر ۴ جز ثامن ص ۵۲۰ مطبوعہ پشاور)

ابو عبدالرحمان مدنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ملاحظہ فرماتے تو ارشاد فرماتے کہ یہ عرب کے کسریٰ ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ نے نقل فرمایا کہ

"حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو (حضرت امیر معاویہ کو) دیکھ کر فرمایا کرتے تھے کہ یہ عرب کے کسریٰ ہیں"

(تاریخ الخلفاء اردو ص ۲۸۸) (اسد الغابہ جلد چہارم ص ۳۸۵)

شان فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

قارئین کرام! یہ وہی فاروق اعظم ہیں کہ جن کے متعلق رسول اللہ علیہ السلام

نے ارشاد فرمایا

حق عمر کی زبان پر

اِنَّ اللهَ وَضَعَ الْحَقَّ عَلٰی لِسَانِ عُمَرَ یَقُوْلُ بِهٖ (ابن ماجہ شریف ص ۱۱)

بے شک اللہ تعالیٰ نے حق کو حضرت عمر کی زبان پر رکھ دیا جس سے وہ بولتے ہیں۔

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے

اور میرے آقا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

لَوْ کَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَکَانَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ (جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۰۹)

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو البتہ عمر ابن الخطاب نبی ہوتے۔

امت مصطفویہ کے محدث عمر

اور میرے نبی کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا کہ پہلی امتوں میں محدث ہوا کرتے تھے

فَاِنْ یَّکُ فِیْ اُمَّتِیْ اَحَدٌ فَعُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ (جامع الترمذی جلد دوم ص ۲۱۰)

اب اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ابن خطاب ہیں۔

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! محدث کسے کہتے ہیں تو فرمایا

تَتَکَلَّمُ الْمَلٰٓئِکَةُ عَلٰی لِسَانِهٖ (الصواعق المحرقہ ص ۹۷)

جس کی زبان پر فرشتے کلام کرتے ہوں

نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار میں ہے کہ

مُحَدِّثٌ (بکسر الدال صیغہ اسم فاعل) حدیث بیان کرنے والے کو کہتے ہیں

اور

مُحَدَّث (بفتح دال صیغہ اسم مفعول) اسے کہتے ہیں جسے الہام ہو اور وہ صاحب کشف و مکاشفہ ہو۔ (نور الابصار ص ۶۱)

کون عمر رضی اللہ عنہ؟ جو خلیفہ راشد ثانی ہیں

کون عمر رضی اللہ عنہ؟ جن کی زبان پر حق بولتا ہے

کون عمر رضی اللہ عنہ؟ اگر حضور کے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتے

کون عمر رضی اللہ عنہ؟ جو امت محدیہ کے محدث ہیں

وہ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرب کے کسریٰ ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو گورنر بنایا

اور حضرت عمر نے آپ کو حمص کا گورنر مقرر فرمایا ملاحظہ ہو

امام ترمذی روایت فرماتے ہیں کہ

حضرت سیدنا عمر الفاروق الاعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حمص کی گورنری سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو گورنر بنایا تو لوگوں نے حضرت عمیر کے سامنے حضرت امیر معاویہ پر تنقید کی تو حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں سے فرمایا

معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر کے ساتھ کیا کرو

لَا تَذْكُرُوْا مُعَاوِيَةَ اِلَّا بِخَيْرٍ فَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اهْدِ بِهٖ (جامع الترمذی جلد ثانی ص ۲۲۵)

معاویہ کا ذکر بھلائی کے ساتھ کیا کرو میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اے اللہ معاویہ کو ذریعہ ہدایت بنا دے۔

حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ معزول ہونے کے باوجود حضرت عمر کے فیصلہ کو برحق تسلیم کرتے ہوئے اس پر نبی کریم علیہ السلام کا ارشاد بطور تصدیق لوگوں کو سنا

رہے ہیں کیونکہ ان کا عقیدہ تھا کہ

نبی کریم کا ارشاد حق ہے

حضرت عمر کا فیصلہ حق ہے

امیر معاویہ کو گورنر اسی عمر نے بنایا ہے جس کی زبان پر حق بولتا ہے

امیر معاویہ کو گورنر اسی عمر نے بنایا ہے جو مراد مصطفیٰ ہے

امیر معاویہ کو گورنر اسی عمر نے بنایا ہے جو محدث امت ہے

امیر معاویہ کو گورنر اسی عمر نے بنایا ہے کہ اگر حضور کے بعد نبی ہوتا تو یہ عمر ہوتے

تو اس عمر الفاروق کے مقرر فرمودہ گورنر پر تنقید نہ کرو

عمر کے فیصلے خدا کے فیصلے

تم نے دیکھا نہیں

عمر نے مقام ابراہیم کے متعلق جو رائے دی فرش پر

اللہ تعالیٰ نے وہی فیصلہ فرمایا عرش پر

کہ جبریل جاؤ اور رسول اللہ علیہ السلام سے کہدو اللہ فرماتا ہے کہ

وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِيْمَ مُصَلًّى (پ ا سورۃ البقرہ آیت نمبر ۱۲۵)

مقام ابراہیم کو مصلیٰ (جائے نماز) بنالو (تفسیر در منثور، تفسیر خازن)

عمر رضی اللہ عنہ کی رضا میں ربّ کی رضا ہے

علامہ سید مومن شبلنجی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے دیلمی اور مسند فردوس کے حوالے سے بیان کیا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

رِضَا الرَّبِّ رِضَا عُمَرَ (نور الابصار ص ۶۱)

عمر کی رضا میں ربّ کی رضا ہے۔

حق اور میں عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہیں

اور نبی کریم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

عُمَرُ مَعِی وَأَنَا مَعَ عُمَرَ وَالْحَقُّ مَعَ عُمَرَ (نور الابصار ص ۶۱)

عمر میرے ساتھ ہے اور میں عمر کے ساتھ ہوں اور عمر جہاں بھی ہو حق اس کے ساتھ ہے

تو پھر یقیناً

امیر معاویہ کو گورنر حضرت عمر نے بنایا رضاء خدا سے

امیر معاویہ کو گورنر حضرت عمر نے بنایا رضائے مصطفیٰ سے

جب حق عمر کے ساتھ ہے تو امیر معاویہ کی گورنری بھی برحق ہے کہ حضرت عمر نے تقرر کیا ہے

جب نبی عمر کے ساتھ ہیں تو امیر معاویہ کی گورنری بھی برحق ہے کہ حضرت عمر نے مقرر فرمایا ہے

تو حضرت عمیر نے اسی لیے قوم سے فرمایا کہ حضرت عمر کا فیصلہ تسلیم کرو اور ان پر تنقید نہ کرو[1] مگر تنقید کرنے والے کیسے رکیں

[1] ارشاد غوث الثقلین رضی اللہ عنہ

غوث الثقلین حضور غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

ثُمَّ وَلِیَ مُعَاوِیَةُ تِسْعَ عَشْرَ سَنَةً وَکَانَ قَبْلَ ذٰلِكَ وَلَّاهُ عُمَرُ الْإِمَارَةَ عَلٰی اَهْلِ الشَّامِ عِشْرِیْنَ سَنَةً (غنیۃ الطالبین ص ۱۷۱ فصل فی الخلافت)

پھر خلافت کے والی امیر معاویہ رہے انیس سال تک اور اس سے پہلے انہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کا حاکم رکھا تھا بیس سال ۔ ۱۲ فقیر قادری

نہ ہی ان کا ایمان حضرت عمر پر ہے

نہ ہی ان کا ایمان حضرت عمر کے گورنر پر ہے

تو گویا وہ

ان ارشادات رسول پر بھی ایمان نہیں رکھتے جو فضائل عمر سے متعلق ہیں

ان آیات قرآن پر بھی ایمان نہیں رکھتے جو حضرت عمر کی رائے کے مطابق

نازل ہوئیں

تو وہ صرف امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت کے ہی منکر نہیں بلکہ وہ

قرآن کے بھی منکر

نبی کے فرمان کے بھی منکر

حضرت عمر کی شان کے بھی منکر

حضرت عمیر نے فرمایا کہ اے قوم امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا ذکر خیر اور بھلائی کے ساتھ کیا کرو کیونکہ میں نے نبی کریم علیہ السلام سے سنا کہ اے اللہ معاویہ کو ذریعہ ہدایت بنا دے۔

یہ ہے شان امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ ہے شان امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ

ان کے لیے ذریعہ ہدایت بننے کی دعا کی خود امام الانبیاء علیہ السلام نے

ان کو حمص کا گورنر بنایا مراد مصطفیٰ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

ان کو شام کا گورنر بنایا خلیفہ بلافصل ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

ان کو گورنر برقرار رکھا خلیفۂ ثالث حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے

تو ان کا ذکر بھلائی سے کیوں نہ ہو؟

اور سنی ان پر دل و جان سے قربان کیوں نہ ہو؟

ارشاد مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم

خلیفہ رابع، مولائے کائنات تاجدار ہل اتی، مرتضیٰ مشکل کشا حیدر وصفدر فاتح خیبر اخی رسول زوج بتول والد حسنین کریمین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم ارشاد فرماتے ہیں کہ

"معاویہ کو برا نہ کہو جب یہ تمہارے اندر سے اٹھ جائیں گے تو تم دیکھو گے کہ بہت سے سر تن سے جدا کیے جائیں گے (جدال وقتال ہوگا)"۔

(تاریخ الخلفاء ص ۲۹۶ ا ر د و)

باپ کا نام اور گھر کا پتہ یاد کرائیے

جونہی بچہ گھر سے باہر نکلنے کے قابل ہو جائے تو اسے اس کے والد اور دادا اور چچا وغیرہ کا نام گلی یا محلے کا نام یاد کروا دیجئے تا کہ خدانخواستہ گم ہو جانے کی صورت میں اسے آسانی سے گھر پہنچایا جا سکے۔ اگر آپ اس کام میں سستی کریں گے تو ہو سکتا ہے بچہ گم ہونے کی صورت میں جلدی نہ مل سکے کیونکہ جو شخص بھی اسے گھر پہنچانا چاہے گا وہ اس سے اس کا نام و پتہ پوچھے گا اور جواب میں بچہ اگر یہ کہے گا کہ میں اپنے باپ کا بیٹا ہوں، اور اپنے گھر میں رہتا ہوں تو اس کے گھر بار کا کچھ پتا نہ چل سکے گا۔

ضروری عقائد سکھایئے!

والدین کو چاہئے کہ جب ان کی اولاد سن شعور کو پہنچ جائے تو اسے اللہ تعالیٰ، فرشتوں، آسمانی کتابوں، انبیاء کرام علیہم السلام، قیامت اور جنت و دوزخ کے بارے میں بتدریج عقائد سکھائیں۔ بچے کو بتائیں کہ

ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، وہی ہمیں رزق (Livelihood) عطا فرماتا ہے، اسی نے زندگی دی ہے وہی موت دے گا، ہم صرف اسی کی عبادت کرتے ہیں، وہ جسم، جگہ اور مکان سے پاک ہے (بعض ماں باپ اللہ تعالیٰ کا نام لینے پر اپنے بچے کو آسمان کی طرف انگلی اٹھانا سکھاتے ہیں، ایسا نہ کیا جائے) وہ کسی کا محتاج نہیں ساری کائنات اس کی محتاج ہے، وہ اولاد سے پاک ہے، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، جو کچھ ہو چکا ہے، جو ہو رہا ہے یا ہو گا وہ سب جانتا ہے......

فرشتے اس کی نوری مخلوق ہیں جو اس کے حکم سے مختلف کام سر انجام دیتے ہیں مثلاً بارش برسانا، ہوا چلانا، کسی کی روح نکالنا وغیرہا......

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی ہدایت کیلئے بہت سے صحیفے اور کتابیں نازل فرمائیں جن میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔

1- تورات (یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی)

2- زبور (یہ حضرت داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی)
3- انجیل (یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی)
4- قرآن کریم (یہ ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی)

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی رہنمائی کیلئے اپنے انبیاء اور رسولوں کو بھیجا جن کی مکمل تعداد وہی جانتا ہے اور سب سے آخر میں ہمارے نبی محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھیجا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے آخری نبی ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعلیٰ شان عطا فرمائی ہے۔

قیامت سے مراد یہ ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ یہ آسمان وزمین سب تباہ ہو جائیں گے پھر مردے اپنی قبروں سے اٹھ کھڑے ہوں گے اور میدانِ محشر میں اپنے رب عزوجل کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور اپنے اعمال کا حساب دیں گے پھر جس کے عمل اچھے ہوں گے اسے جنت ملے گی اور جس کے اعمال برے ہوں گے اسے دوزخ میں جانا پڑے گا۔

بچے کے ذہن میں جنت کا شوق اور جہنم کا خوف بٹھایئے۔ اس سلسلے میں بچے کی سمجھ بوجھ کے مطابق انعاماتِ جنت اور عذاباتِ جہنم کی روایات سنایئے اور اسے بتایئے کہ اگر ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے تو ہمیں جنت ملے گی اور اگر اللہ عزوجل کی نافرمانی میں زندگی بسر کی تو جہنم کا عذاب ہمارا منتظر ہوگا۔ والعیاذ باللہ...... (ماخوذ از بہار شریعت حصہ اول)

حکایت: ایک بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نہر کے کنارے پر چل رہے تھے کہ آپ نے دیکھا کہ ایک بچہ کنارے پر بیٹھا وضو کر رہا ہے اور رو بھی رہا ہے۔ آپ نے پوچھا: "اے منے! تم کیوں رو رہے ہو؟" اس نے عرض کی: "میں قراان پاک کی تلاوت (Recite) کر رہا تھا، جب میں اس آیت پر پہنچا:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّ قُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ. (پ28التحریم6)

"اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کے

ایندھن آدمی اور پتھر ہیں''۔

تو میں ڈر گیا کہ اللہ تعالیٰ کہیں مجھے جہنم میں نہ ڈال دے''۔آپ نے فرمایا:''منے! تم تو بہت چھوٹے ہو، تم جہنم میں نہیں جاؤ گے''۔وہ کہنے لگا:''بابا جان! آپ تو سمجھدار ہیں، کیا آپ نہیں جانتے کہ جب لوگ اپنی ضرورت کیلئے آگ جلاتے ہیں تو پہلے چھوٹی لکڑیوں کو رکھتے ہیں پھر بڑی لکڑیاں آگ میں ڈالتے ہیں''۔

وہ بزرگ اس ننھے مدنی منے کے اس انداز (Behaviour) کو دیکھ کر بہت روئے اور فرمانے لگے:''یہ بچہ ہم سے کہیں زیادہ جہنم کی آگ سے ڈرتا ہے تو ہمارا حال کیا ہونا چاہئے''۔(درۃ الناصحین المجلس السابع والستون صفحہ 263)

بچے کے دل میں نبی کریم ﷺ کی محبت ڈالئے

والدین کو چاہئے کہ سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ، راحت قلب وسینہ ﷺ کی سیرت کے مختلف واقعات وقتاً فوقتاً بچے کو سناتے رہیں تاکہ اس کے دل میں عشقِ رسول ﷺ پروان چڑھتا چلا جائے۔

حدیث نمبر ۱۰۴: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحب لولاک، سیاحِ افلاک ﷺ نے ارشاد فرمایا:''تم میں کوئی اس وقت تک (کامل) مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے والد، اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں''۔(صحیح البخاری کتاب الایمان باب حب الرسول من الایمان الحدیث 14 جلد 1 صفحہ 15)

اپنے بچے کو سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ راحت قلب وسینہ ﷺ کی ذاتِ والا تبار پر درود پاک پڑھنے کی عادت ڈالئے۔اس کیلئے خصوصی طور پر بچے کے سامنے رحمت عالم ﷺ کا ذکر انور ہونے پر محبت کے ساتھ درود شریف مثلاً ﷺ پڑھئے اور صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْبِ (یعنی حبیب خدا ﷺ پر درود پڑھو) کہہ کر بچے کو بھی دُرود پڑھنے کی ترغیب دیجئے۔وقتاً فوقتاً بچے کو درود شریف پڑھنے کے فضائل بتاتے رہیں، چند روایات پیش خدمت ہیں۔

حدیث نمبر ۱۰۵: نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان

بحر و بر، آمنہ کے پسر، حبیب پروردگار ﷺ کا فرمان عظمت نشان ہے: ''اللہ تعالیٰ کی خاطر آپس میں محبت رکھنے والے جب باہم ملیں اور مصافحہ کریں اور نبی (ﷺ) پر درود پاک بھیجیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے دونوں کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں''۔

(مسند ابی یعلی مسند انس بن مالک الحدیث 2951 جلد 3 صفحہ 95)

حدیث نمبر ۱۰۶: حضور پاک صاحب لولاک، سیاح افلاک ﷺ کا فرمان رحمت نشان ہے: ''مجھ پر کثرت سے درود پاک پڑھو بے شک تمہارا مجھ پر درود پاک پڑھنا تمہارے گناہوں کیلئے مغفرت ہے''۔ (الجامع الصغیر الحدیث 1406 صفحہ 87)

حدیث نمبر ۱۰۷: سید المبلغین، رحمۃ للعلمین ﷺ کا فرمان جنت نشان ہے: ''بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر فرمایا ہے جسے تمام مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے پس قیامت تک جو کوئی مجھ پر درود پاک پڑھتا ہے تو وہ مجھے اس کا اور اس کے باپ کا نام پیش کرتا ہے۔ کہتا ہے: فُلاں بن فُلاں نے آپ پر اس وقت دُرود پاک پڑھا ہے''۔

(مجمع الزوائد کتاب الادعیۃ باب فی الصلوٰۃ علی النبی ﷺ فی الدعاء وغیرہ الحدیث 17291 جلد 10 صفحہ 251)

حدیث نمبر ۱۰۸: اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب منزہ عن العیوب ﷺ کا فرمان عظمت نشان ہے: ''جو مجھ پر سو مرتبہ درود پاک پڑھے گا اللہ عزوجل اس کی سو حاجات پوری فرمائے گا، ان میں سے تیس دنیا کی ہیں اور ستر آخرت کی''۔

(کنز العمال کتاب الاذکار الباب السادس الحدیث 2229 جلد 1 صفحہ 255)

حدیث نمبر ۱۰۹: خاتم المرسلین رحمۃ للعلمین شفیع المذنبین انیس الغریبین، سراج السالکین، محبوب رب العلمین، جناب صادق و امین ﷺ کا فرمانِ رحمت نشان ہے: ''بروزِ قیامت لوگوں میں سے میرے قریب تر وہ ہوگا جس نے دنیا میں مجھ پر زیادہ درودِ پاک پڑھے ہوں گے''۔

(جامع الترمذی کتاب الوتر باب ماجاء فی فصل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ الحدیث 484 جلد 2 صفحہ 27)

حدیث نمبر ۱۱۰: آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے

تاجور، محبوب رب اکبر ﷺ کا فرمان عظمت نشان ہے: ''مجھ پر درود شریف پڑھو اللہ تعالیٰ تم پر رحمت بھیجے گا''۔ (الدر المنشور جلد 6 صفحہ 654)

حدیث نمبر ۱۱۱: سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روزِ شمار، دو عالم کے مالک و مختار، حبیبِ پروردگار ﷺ کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''اے لوگو! بے شک بروزِ قیامت اس کی دہشتوں اور حساب و کتاب (Book Keeping) سے جلد نجات پانے والا شخص وہ ہوگا جس نے تم میں سے مجھ پر دنیا کے اندر بکثرت درود شریف پڑھے ہوں گے''۔ (فردوس الاخبار الحدیث 8210 جلد 2 صفحہ 471)

حدیث نمبر ۱۱۲: نبی مکرم نور مجسم رسول اکرم شہنشاہ بنی آدم ﷺ کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جس نے مجھ پر سو مرتبہ درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نفاق اور جہنم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قیامت شہداء کے ساتھ رکھے گا''۔

(مجمع الزوائد کتاب الادعیۃ باب فی فصل الصلوٰۃ علی النبی ﷺ ......الخ الحدیث 17298 جلد 10 صفحہ 252)

حدیث نمبر ۱۱۳: شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ، صاحب معطر پسینہ، باعثِ نزول سکینہ، فیض گنجینہ ﷺ کا فرمان عظمت نشان ہے: ''جو مجھ پر ایک دن میں ایک ہزار بار درود پاک پڑھے گا وہ اُس وقت تک نہیں مرے گا جب تک جنت میں اپنا مقام نہ دیکھ لے''۔

(الترغیب والترہیب کتاب الذکر والدعاء الترغیب فی اکثار الصلوٰۃ علی النبی ﷺ الحدیث 22 جلد 2 صفحہ 328)

حدیث نمبر ۱۱۴: شہنشاہِ خوش خصال، سلطان شیریں مقال، پیکرِ حسن و جمال مخزن عظمت و کمال دافع رنج و ملال صاحب جود و نوال، رسولِ بے مثال، بی بی آمنہ کے لال ﷺ کا فرمان عظمت نشان ہے: ''جس نے دن اور رات میں میری طرف شوق و محبت کی وجہ سے تین تین مرتبہ درود پاک پڑھا اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ وہ اُس کے اُس دن اور اُس رات کے گناہ بخش دے''۔ (المعجم الکبیر الحدیث 928 جلد 2 صفحہ 361)

والدین کو چاہیے کہ جب بھی نبی کریم، رؤف رحیم ﷺ کا نام اقدس آئے تو اپنے

انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگالیں۔اس کا ثبوت اس روایت میں ہے کہ

حدیث نمبر ۱۱۵ : حضرت سیدنا امام حسن المجتبیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''جو شخص مؤذن کو اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہتے سنے اور یہ دعا پڑھے مَرْحَبًا بِحَبِیْبِیْ وَ قُرَّۃِ عَیْنِیْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ سَلَّمُ اور اپنے انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگائے تو نہ کبھی اندھا ہو اور نہ کبھی اس کی آنکھیں دُکھیں۔

(المقاصد الحسنۃ تحت الحدیث 1021 صفحہ 390)

سید المحبوبین صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نورِ ایمان وسرور جان ہے۔اس لئے والدین کو چاہئے کہ اپنے بچے میں سرکارِ مدینہ، فیضِ گنجینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت شریف پڑھنے اور سننے کا ذوق وشوق بیدار کریں۔

صحابہ کرام واہلِ بیت رضی اللہ عنہم کی محبت سکھایئے

اپنے اسلاف سے عقیدت ومحبت کا تعلق ایمان کی مضبوطی کا ذریعہ ہے۔اس لئے والدین کو چاہئے کہ اپنے بچوں کے دل میں صحابہ کرام واہل بیت رضی اللہ عنہم کی عقیدت پیدا کریں۔اس کیلئے بچوں کو ان نفوس قدسیہ کی سیرت کے نورانی واقعات سنایئے۔

حدیث نمبر ۱۱۶ : حضرت سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''میرے صحابہ کے بارے میں اللہ عزوجل سے ڈرو، میرے بعد انہیں نشانۂ اعتراض نہ بنانا، جس نے ان سے محبت رکھی تو اس نے میری محبت کے سبب ان سے محبت رکھی اور جس نے ان سے بغض رکھا تو اس نے مجھ سے بغض کے سبب ان سے بغض رکھا اور جس نے انہیں ازیت دی اس نے مجھے ازیت دی اور جس نے مجھے ازیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو ازیت دی، قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی گرفت میں لے لے''۔

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی من سب اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث 3888 جلد 5 صفحہ 463)

حدیث نمبر ۱۱۷ : حضرت سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ نے کعبۃ اللہ شریف کا دروازہ پکڑے ہوئے فرمایا کہ میں نے سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے

سنا: ''خبردار! تم میں میرے اہل بیت کی مثال کشتیِ نوح علیہ السلام کی طرح ہے، جو اس میں سوار ہوا، وہ نجات پا گیا اور جو پیچھے رہا وہ ہلاک ہو گیا''۔

(المستدرک کتاب معرفۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم باب وعدنی ربی فی اہل بیتی ...... الخ الحدیث 4774 جلد 4 صفحہ 132)

اولیاءِ کرام رحمہم اللہ کا ادب سکھایئے

اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کے ولیوں کا ادب سکھایئے اور ان کی پیروی کا ذہن بنایئے۔ اپنے مقبول بندوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ٥ (پ 11 یونس 62)

''سن لو بے شک اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے نہ کچھ غم''۔ (کنز الایمان)

حدیث نمبر ۱۱۸: نبی مکرم، نور مجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ ذیشان ہے: ''جو اللہ عزوجل کے کسی ولی سے دشمنی رکھے تحقیق اس نے اللہ عزوجل سے اعلانِ جنگ کر دیا''۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب من ترجی لہ السلامۃ من الفتن الحدیث 3989 جلد 4 صفحہ 350)

لیکن یاد رکھئے! کہ کوئی بھی ولی چاہے وہ کیسا ہی عظیم ہو، احکامِ شرعیہ کی پابندی سے آزاد نہیں ہو سکتا، چنانچہ داڑھی منڈانے، ایک مٹھی سے گھٹانے، گالیاں بکنے، گانے سننے، فلمیں ڈرامے دیکھنے، نامحرم عورتوں کا ہاتھ پکڑنے والا اور دیگر اعلانیہ گناہ کرنے والا شخص کبھی ولی نہیں ہو سکتا۔ بعض جاہل یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ شریعت ایک راستہ ہے اور راستہ کی حاجت ان کو ہوتی ہے جو مقصود تک نہ پہنچے ہوں، ہم تو پہنچ گئے۔ ایسوں کے بارے میں سید الطائفہ حضرت سیدنا جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''بے شک وہ سچ کہتے ہیں، وہ پہنچ گئے مگر کہاں؟ جہنم میں''۔ (الوقت والجواہر مبحث السادس والعشرون الجزء الاول صفحہ 206)

اپنے بچے کو قرآن پڑھایئے

قرآن ایک نور ہے اگر بچوں کا دل و دماغ قرآن کی روشنی سے آراستہ کیا جائے تو ان شاء اللہ عزوجل اُن کا باطن بھی منور ہو جائے گا۔ معلمِ اعظم، شفیعِ معظم، شاہِ بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اپنی اولاد کو تعلیمِ قرآن سے آراستہ کرنے والوں کو کئی بشارتیں عطا فرمائی ہیں۔ چنانچہ

حدیث نمبر ۱۱۹: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاکِ صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے دنیا میں اپنے بچے کو قرآن پڑھنا سکھایا، تو بروزِ قیامت جنت میں اس شخص کو ایک تاج پہنایا جائے گا جس کی بناء پر اہلِ جنت جان لیں گے کہ اس شخص نے دنیا میں اپنے بیٹے کو تعلیم دلوائی تھی''۔

(المعجم الاوسط الحدیث 96 جلد 1 صفحہ 40)

حدیث نمبر ۱۲۰: دو جہاں کے سلطان، سرورِ ذیشان، صاحبِ قرآن، محبوب رحمٰن عزوجل صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مغفرت نشان ہے: ''جو شخص اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن کریم سکھائے اس کے سب اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں''۔ (المعجم الاوسط الحدیث 9635 جلد 1 صفحہ 524)

اگر بچے کا رجحان ہو تو اسے قرآن پاک بھی حفظ کروایئے اس کی فضیلت زیادہ ہے جیسا کہ

حدیث نمبر ۱۲۱: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے اپنے بیٹے کو قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا سکھایا، اس کے اگلے پچھلے گناہ بخش دیئے جائیں گے اور جس نے اپنے بچے کو بغیر دیکھے پڑھنا سکھایا تو اللہ تعالیٰ اس باپ کو چودھویں رات کے چاند کی مانند اٹھائے گا اور اس کے بیٹے سے کہا جائے گا: پڑھ، پس جب بھی وہ ایک آیت پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کے باپ کا ایک درجہ بلند فرمادے گا یہاں تک کہ وہ پورا قرآن ختم کرلے''۔

(المعجم الاوسط الحدیث 1935 جلد 1 صفحہ 524)

والدین کو چاہئے کہ اپنے بچے کو قرآن پاک پڑھانے کیلئے ایسے صحیح العقیدہ قاری صاحب کا انتخاب کریں جو بچے کو درست مخارج سے قرآن پاک پڑھائیں کیونکہ قرآن پاک اتنی تجوید سے پڑھنا فرض عین ہے کہ حرف دوسرے حرف سے صحیح ممتاز ہو۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 3 صفحہ 253)

اس کے ساتھ ساتھ وہ قاری صاحب بچے کی تربیت میں والدین کے معاون بھی بنیں۔

مدرسۃ المدینہ:

الحمد للہ عزوجل! تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے زیرِ انتظام اندرونِ و بیرونِ ملک حفظ و ناظرہ کے ہزاروں مدارس بنام "مدرسۃ المدینہ" قائم ہیں۔ جہاں بچوں کو قرآن پاک کی تعلیم کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی تربیت پر بھی خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ صرف پاکستان میں تادمِ تحریر کم وبیش 42000 ہزار مدنی منے اور مدنی منیوں کو حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جارہی ہے۔ والدین کو چاہئے کہ اپنے بچے کی بہتر تربیت کیلئے اسے قریبی مدرسہ المدینہ میں داخل کروائیں۔

سات برس کی عمر سے نماز کی تاکید کیجئے

جب بچہ سات سال کا ہوجائے تو اسے نماز پڑھنا سکھائیں اور اسے پانچوں وقت کی نماز ادا کروائیں تاکہ بچپن ہی سے ادائیگی نماز کی عادت پختہ ہو۔ بچے کو بالخصوص صبح سویرے اٹھنے اور وضو کر کے نماز پڑھنے کی عادت ڈالئے۔ مگر سردیوں میں بچے کو وضو کیلئے نیم گرم پانی مہیا کیجئے تاکہ وہ سرد پانی کی مشقت سے گھبرا کر وضو اور نماز سے جی نہ چرائے۔ بلکہ والد صاحب کو چاہئے کہ اسے مسجد میں اپنے ساتھ لے جائیں لیکن پہلے اسے مسجد کے آداب سے آگاہ کردیں کہ مسجد میں شور نہیں مچانا، ادھر ادھر نہیں بھاگنا، نمازیوں کے آگے سے نہیں گزرنا وغیرہ۔ پھر اسے جماعت کی سب سے آخری صف میں دوسرے بچوں کے ساتھ کھڑا کریں۔ اس حکمتِ عملی کی بدولت بچے کا مسجد کے ساتھ روحانی رشتہ قائم ہوجائے گا، ان شاء اللہ عزوجل۔

حدیث نمبر ۱۲۲: شاہِ بنی آدم، نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بچوں کو سات سال کی عمر ہوجانے پر نماز سکھاؤ اور دس سال کے ہوجانے پر انہیں نماز کے معاملے پر مارو"۔

(سنن ترمذی ابواب الصلوٰۃ باب ماجاء متی یومر الصبی بالصلوٰۃ الحدیث 407 جلد 1 صفحہ 416)

نماز کے عادی:

جب محدثِ اعظم حضرت علامہ مولانا سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ بچپن (Childhood) میں

چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو اپنے والد ماجد کے ہمراہ مسجد میں نماز پڑھنے کیلئے جانا شروع کر دیا۔ (حیاتِ محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 30)

روزہ رکھوایئے

نماز کی طرح بچے کو روزہ رکھنے کا بھی عادی بنایا جائے۔ اسے روزے کی مشق اس طرح کروائی جائے کہ پہلے اسے چند گھنٹے بھوکا رہنے کا ذہن دیا جائے پھر بتدریج اس دورانیے کو بڑھایا جائے اور جب بچہ روزہ رکھنے کے قابل ہو جائے تو اسے روزہ رکھوایا جائے۔ لیکن اسے باور کروایا جائے کہ محض بھوک پیاس برداشت (Endurance) کرنے کا نام روزہ نہیں بلکہ روزے میں ہر بُرے کام سے بچنا چاہئے۔

روزہ کشائی:

اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت، مجدد دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن کی روزہ کشائی کی تقریب کا حال بیان کرتے ہوئے مولانا سید ایوب علی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں کہ ''رمضان مبارک کا مقدس مہینہ ہے اور اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کے پہلے روزہ کشائی کی تقریب ہے کشانۂ اقدس میں جہاں افطار کا اور بہت قسم کا سامان ہے۔ ایک محفوظ کمرے میں فرینی کے پیالے جمانے کیلئے چُنے ہوئے تھے۔ آفتاب نصف النہار پر ہے ٹھیک شدت کی گرمی کا وقت ہے کہ حضور کے والدِ ماجد آپ کو اسی کمرے میں لے جاتے ہیں اور دروازہ کے پٹ بند کر کے ایک پیالہ اٹھا کر دیتے ہیں کہ ''اِسے کھالو''۔
آپ عرض کرتے ہیں: ''میرا تو روزہ ہے کیسے کھاؤں؟'' ارشاد ہوتا ہے: ''بچوں کا روزہ ایسا ہی ہوتا ہے، لو کھالو، میں نے دروازہ بند کر دیا ہے، کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے''۔
آپ عرض کرتے ہیں: ''جس کے حکم سے روزہ رکھا ہے، وہ تو دیکھ رہا ہے''۔ یہ سنتے ہی حضور کے والدِ ماجد کی چشمانِ مبارک سے اشکوں کا تار بندھ گیا اور کمرہ کھول کر باہر لے آئے۔

(حیات اعلیٰ حضرت صفحہ 87 مکتبہ نبویہ لاہور)

دینی تعلیم دلوایئے

اپنی اولاد کو کامل مسلمان بنانے کیلئے زیورِ علم دین سے آراستہ کرنا بے حد ضروری ہے مگر آہ! آج دینی تعلیم کا رجحان نہ ہونے کے برابر ہے۔ اپنے ہونہار بچوں کو دنیاوی علوم و فنون تو خوب سکھائے جاتے ہیں مگر سنتیں سکھانے کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ اگر بچہ ذرا ذہین ہو تو اس کے والدین کے دل میں اسے ڈاکٹر، انجینئر، پروفیسر، کمپیوٹر پروگرامر بنانے کی خواہش انگڑائیاں لینے لگتی ہے اور اس خواہش کی تکمیل کیلئے اس کی دینی تربیت سے منہ موڑ کر مغربی تہذیب کے نمائندہ اداروں کے مخلوط ماحول میں تعلیم دلوانے میں کوئی عار محسوس نہیں کی جاتی بلکہ اسے ''اعلیٰ تعلیم'' کی خاطر کفار کے حوالے کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا جاتا۔ اور اگر بچہ کند ذہن ہے یا شرارتی ہے یا معذور (Disable) ہے تو جان چھڑانے کیلئے اسے کسی دار العلوم یا جامعہ میں داخلہ دلا دیا جاتا ہے۔

بظاہر اس کی وجہ یہی نظر آتی ہے کہ والدین کی اکثریت کا نظریہ محض دنیاوی مال و جاہ ہوتی ہے، اُخروی مراتب کا حصول ان کے پیشِ نظر نہیں ہوتا۔ والدین کو چاہئے کہ پہلے اپنی اولاد کو ضروری دینی تعلیم دلوائیں اسے کم از کم نماز روزہ کے مسائل، دیگر فرائض و واجبات، حلال و حرام، خرید و فروخت، اجراہ (یعنی اجرت پر خدمت لینے یا دینے) حقوق العباد (Rights of Hunans) وغیرہ کے شرعی احکام سکھا دیئے جائیں۔

اس کے بعد چاہیں تو وہ دنیاوی تعلیم جس سے احکامِ شرعیہ کی خلاف ورزی لازم نہ آتی ہو، بھی دلائیں لیکن بہتر یہی ہے کہ اسے درسِ نظامی (یعنی عالم کورس) کروائیں تاکہ وہ عالم بننے کے بعد معاشرے میں لائقِ تقلید کردار کا مالک بنے اور دوسروں کو علم دین بھی سکھائے۔

بطورِ ترغیب علم دین سیکھنے کے چند فضائل ملاحظہ ہوں:

حدیث نمبر ۱۲۳: حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے سرکارِ مدینہ فیض گنجینہ، راحت قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''جو علم کی تلاش میں کسی راستے پر چلتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے جنت کا راستہ آسان فرما دیتا ہے اور بے شک فرشتے

طالب العلم کے عمل سے خوش ہو کر اس کیلئے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور بیشک زمین و آسمان میں رہنے والے حتیٰ کہ پانی کی مچھلیاں طالب علم کیلئے استغفار کرتی ہیں اور عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی دیگر ستاروں پر اور بے شک علماء وارثِ انبیاء علیہم السلام ہیں اور انبیاء علیہم السلام درہم و دینار کا وارث نہیں بناتے بلکہ یہ نفوسِ قدسیہ تو صرف علم کا وارث بناتے ہیں تو جس نے اسے حاصل کر لیا اس نے بڑا حصہ حاصل کر لیا"۔

(سنن ابن ماجہ کتاب السنۃ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم الحدیث 223 جلد 1 صفحہ 145)

حدیث نمبر ۱۲۴: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ پیارے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو بندہ علم کی جستجو میں جوتے یا موزے یا کپڑے پہنتا ہے، اپنے گھر کی چوکھٹ سے نکلتے ہی اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں"۔ (المعجم الاوسط باب الیم الحدیث 5722 جلد 4 صفحہ 204)

حدیث نمبر ۱۲۵: حضرت سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ سرورِ قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مسجد میں دو مجلسوں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: "یہ دونوں بھلائی پر ہیں مگر ایک مجلس دوسری سے بہتر ہے، ایک مجلس کے لوگ اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے ہیں، اس کی طرف راغب ہیں، اگر چاہے انہیں دے چاہے نہ دے۔ اور دوسری مجلس کے لوگ خود بھی فقہ اور علم سیکھ رہے ہیں اور نہ جاننے والوں کو سکھا بھی رہے ہیں، یہی افضل ہیں، میں معلم ہی بنا کر بھیجا گیا ہوں"۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم انہی میں تشریف فرما ہوئے۔

(سنن الدارمی المقدمۃ: باب فی فضل العلم الحدیث 349 جلد 1 صفحہ 111)

استاذ کا انتخاب:

ان شفاف آئینوں میں تقویٰ و پرہیز گاری کی نقش نگاری کرنے اور شیطان کی کاریگری سے محفوظ رکھنے کیلئے ضروری ہے کہ بچوں کی تعلیم کیلئے ایسا استاذ تلاش کیا جائے جو خوفِ خدا عزوجل اور عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر ہو۔ مگر افسوس! کہ فی زمانہ یہ اہم انتخاب بھی دنیاوی تقاضوں اور سہولتوں کی بھینٹ چڑھا دیا جاتا ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اسلامی دنیا میں جتنے بھی لعل و جواہر پیدا ہوئے ان کی تعلیم و تربیت خدا ترس اور شریف النفس علماء و اساتذہ

کے ہاتھوں ہوئی۔

حدیث نمبر۱۲۶: حدیث میں ہے: ''بے شک یہ علم دین ہے تم میں سے ہر شخص دیکھ لے کہ وہ کس سے دین حاصل کر رہا ہے''۔

(کنز العمال کتاب العلم الباب الثالث فی آداب العلم الحدیث 29260 جلد 10 صفحہ 105)

جامعۃ المدینہ:

الحمد للہ عزوجل! دعوتِ اسلامی کے زیرِ انتظام کثیر جامعات بنام ''جامعۃ المدینہ'' قائم ہیں۔ان کے ذریعے لاتعداد اسلامی بھائیوں کو (حسبِ ضرورت قیام وطعام کی سہولت کے ساتھ) درسِ نظامی (یعنی عالم کورس) اور اسلامی بہنوں کو ''عالمہ کورس'' کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔اس کے ساتھ ساتھ جامعات میں ایسا مدنی ماحول فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہاں سے پڑھنے والے علم وعمل کا پیکر بن کر نکلیں۔آپ بھی اپنی اولاد کو علم وعمل سکھانے کیلئے جامعۃ المدینہ میں تعلیم دلوایئے۔

شوقِ علم:

امامِ اہلسنت، مجددِ دین وملت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کی ہمشیرہ کا بیان ہے کہ ''اعلیٰ حضرت نے (بچپن میں) کبھی پڑھنے میں ضد نہیں کی، خود سے برابر پڑھنے کو تشریف لے جایا کرتے۔ جمعہ کے دن بھی چاہا کہ پڑھنے جائیں مگر والد صاحب کے منع فرمانے سے رک گئے''۔ (حیات اعلیٰ حضرت جلد 1 صفحہ 89)

اپنی اولاد کو آداب سکھایئے

حدیث نمبر۱۲۷: حضرتِ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''انسان کا اپنے بچے کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے''۔

(سنن الترمذی کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی ادب الولد الحدیث 1958 جلد 3 صفحہ 382)

حدیث نمبر۱۲۸: اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم کا

فرمان عالی شان ہے: ''کسی باپ نے اپنے بیٹے کو اچھا ادب سکھانے سے بڑھ کر کوئی عطیہ نہیں دیا''۔ (سنن الترمذی کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی ادب الولد الحدیث 1959 جلد 3 صفحہ 383)

والدین کو چاہئے کہ اپنے بچے کو مختلف آداب سکھائیں، بغرضِ سہولت یہاں چند اُمور کا بیان کیا جا رہا ہے۔

کھانے کے آداب:

کھانا اللہ تعالیٰ کی بہت لذیذ نعمت ہے۔ اگر سنتِ رسول ﷺ کے مطابق کھانا کھایا جائے تو ہمیں پیٹ بھرنے کے ساتھ ساتھ ثواب بھی حاصل ہوگا۔ اس لئے والدین کو چاہئے کہ اپنی اولاد کو سنت کے مطابق کھانا کھانے کی عادت ڈالیں۔ اس سلسلے میں ان کا ذہن بنائیں کہ

1- ہر کھانے سے پہلے اپنے ہاتھ پہنچوں تک دھولیں۔

حدیث نمبر ۱۲۹: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور سلطان بحر و بر ﷺ نے فرمایا: ''جو یہ پسند کرے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گھر میں برکت زیادہ کرے تو اسے چاہئے کہ جب کھانا حاضر کیا جائے تو وضو کرے اور جب اٹھایا جائے تب بھی وضو کرے''۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب الوضوء عند الطعام الحدیث 3260 جلد 4 صفحہ 9)

حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ الغنی لکھتے ہیں: اس (یعنی کھانے کے وضو) کے معنی ہیں ہاتھ و منہ کی صفائی کرنا کہ ہاتھ دھونا کلی کر لینا۔ (مرأۃ المناجیح جلد 6 صفحہ 32)

جب بھی کھانا کھائیں تو بیٹھ کر کھائیں کہ یہ سنت ہے۔ بیٹھنے کا طریقہ یہ ہے کہ الٹا پاؤں بچھا دیں اور سیدھا کھڑا رکھیں یا سرین پر بیٹھ جائیں اور دونوں گھٹنے کھڑے رکھیں یا دو زانو بیٹھیں۔ (تینوں میں سے جس طرح بھی بیٹھیں گے سنت ادا ہو جائے گی)

(اشعۃ اللمعات کتاب الاطعمۃ فصل 1 جلد 3 صفحہ 518)

کھانے سے پہلے جوتے اتار لیں۔

حدیث نمبر ۱۳۰: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار

مدینہ، فیض گنجینہ، راحت قلب وسینہ ﷺ نے فرمایا: ''جب کھانا کھانے بیٹھو تو جوتے اتار لو، اس میں تمہارے قدموں کیلئے راحت ہے''۔

(سنن الدارمی کتاب الاطعمۃ باب فی خلع النعال عند الاکل الحدیث 208 جلد 2 صفحہ 148)

4- کھانے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیں۔

حدیث نمبر ۱۳۱: حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک ﷺ نے فرمایا: ''جس کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے اس کھانے کو شیطان اپنے لئے حلال سمجھتا ہے''۔

(صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب آداب الطعام......الخ الحدیث 2017 صفحہ 1116)

حدیث نمبر ۱۳۲: حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر ﷺ نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو اسے چاہئے کہ پہلے بسم اللہ پڑھے۔ اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یہ کہے بِسْمِ اللہ اَوَّلَہٗ وَ اٰخِرَہٗ۔

(سنن ابی داود کتاب الاطعمہ باب التسمیۃ عند الطعام الحدیث 3767 جلد 3 صفحہ 487)

5- کھانے سے پہلے یہ دعا پڑھ لی جائے تو اگر کھانے میں زہر (Poison) بھی ہوگا تو انشآء اللہ عزوجل اثر نہیں کرے گا، بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَاءِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ یعنی اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جس کے نام کی برکت سے زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اے ہمیشہ سے زندہ و قائم رہنے والے''۔ (فردوس الاخبار الحدیث 1955 جلد 1 صفحہ 274)

6- سیدھے ہاتھ سے کھائیں۔

حدیث نمبر ۱۳۳: حضور پاک، صاحب لولاک سیاح افلاک ﷺ کا فرمانِ عظمت نشان ہے: ''جب تم میں سے کوئی کھانا کھائے تو سیدھے ہاتھ سے کھائے اور جب پئے تو سیدھے ہاتھ سے پئے کہ شیطان الٹے ہاتھ سے کھاتا پیتا ہے''۔

(صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب آداب الطعام والشرب الحدیث 2020 صفحہ 1117)

7- اپنے سامنے سے کھائیں۔

حدیث نمبر ۱۳۴: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطانِ بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہر شخص برتن کی اسی جانب سے کھائے جو اس کے سامنے ہو''۔

(صحیح البخاری کتاب الاطعمۃ باب الاکل ممایلیہ الحدیث 5377 جلد 3 صفحہ 521)

حدیث نمبر ۱۳۵: حضرت سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز کھانا کھاتے ہوئے میرا ہاتھ پیالے میں ادھر اُدھر حرکت کر رہا تھا یعنی کبھی ایک طرف سے لقمہ اٹھایا کبھی دوسری طرف سے اور کبھی تیسری طرف سے لقمہ اٹھایا۔ جب اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: ''اے لڑکے! بِسۡمِ اللہ پڑھ کر دائیں ہاتھ سے کھایا کرو اور اپنے سامنے سے کھایا کرو، چنانچہ اس کے بعد سے میرے کھانے کا طریقہ یہی ہو گیا''۔

(صحیح البخاری کتاب الاطعمۃ باب التسمیۃ علی الطعام والاکل بالیمین الحدیث 5376 جلد 3 صفحہ 521)

8- کھانے میں کسی قسم کی عیب نہ لگائیں مثلاً یہ نہ کہیں کہ مزیدار نہیں، کچا رہ گیا ہے، پھیکا رہ گیا کیونکہ کھانے میں عیب نکالنا مکروہ و خلافِ سنت ہے اور اگر اس کی وجہ سے کھانا پکانے والے یا میزبان کی دل آزادی ہو جائے تو ممنوع ہے۔ بلکہ جی چاہے تو کھائیں ورنہ ہاتھ روک لیں۔

حدیث نمبر ۱۳۶: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرو، دو جہاں کے تاجور سلطان بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا (یعنی برا نہیں کہا) اگر خواہش ہوتی تو کھا لیتے اور خواہش نہ ہوتی تو چھوڑ دیتے۔

(صحیح البخاری کتاب الاطعمۃ باب ما عاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم طعاماً الحدیث 5409 جلد 3 صفحہ 531)

امام اہل سنت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں: ''کھانے میں عیب نکالنا اپنے گھر میں بھی نہ چاہیے، مکروہ و خلاف سنت ہے۔ (سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی) عادت کریمہ یہ تھی کہ پسند آیا تو تناول فرما لیا ورنہ نہیں۔ (رہا) پرائے گھر میں عیب نکالنا تو (اس میں) مسلمانوں کی دل شکنی ہے اور کمال حرص و بے مروتی پر دلیل ہے۔ ''گھی کم ہے یا

مزہ کا نہیں'' یہ عیب نکالنا ہے اور اگر کوئی شے اسے مضر (نقصان دیتی) ہے، اسے نہ کھانے کیلئے عذر کیا، اس کا اظہار کیا نہ (کہ) بطورِ طعن وعیب مثلاً اس میں مرچ زائد ہے (اور) اتنی مرچ کا یہ عادی نہیں تو عیب نکالنا نہیں اور اتنا بھی (اس وقت ہے کہ جب) بے تکلفی خاص کی جگہ ہو اور اس کے سبب دعوت کنندہ (یعنی میزبان) کو اور تکلیف نہ کرنی پڑے مثلاً دو قسم کا سالن ہے، ایک میں مرچ زائد ہے اور یہ عادی نہیں تو اسے نہ کھائے اور وجہ پوچھی جائے تو بتا دے۔ اور اگر ایک ہی قسم کا کھانا ہے، اب اگر (یہ) نہیں کھاتا تو دعوت کنندہ (یعنی میزبان) کو اس کیلئے کچھ اور منگانا پڑے گا، اُسے ندامت ہوگی اور تنگ دست ہے تو تکلیف ہوگی تو ایسی حالت میں مروت یہ ہے کہ صبر کرے اور کھائے اور اپنی اذیت ظاہر نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ جلد 21 صفحہ 652)

مسئلہ: بعض بچے مٹی کھاتے ہیں۔ بہارِ شریعت میں ہے: ''مٹی حدِ ضرر تک (یعنی نقصان دِہ مقدار میں) کھانا حرام ہے''۔ (بہارِ شریعت حصہ 2 صفحہ 36)

پینے کے آداب:

اس سلسلے میں ان کا ذہن بنائیں کہ پانی بیٹھ کر، اجالے میں دیکھ کر، سیدھے ہاتھ سے بسم اللہ پڑھ کر تین سانسوں میں اس طرح پئیں کہ ہر مرتبہ گلاس کو منہ سے ہٹا کر سانس لیں، پہلی اور دوسری بار ایک ایک گھونٹ پئیں اور تیسری سانس میں جتنا چاہیں پئیں۔

حدیث نمبر ۱۳۷: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اونٹ کی طرح ایک ہی گھونٹ میں نہ پی جایا کرو بلکہ دو اور تین بار پیا کرو اور جب پینے لگو تو بسم اللہ پڑھا کرو اور جب پی چکو تو الحمد للہ کہا کرو''۔ (جامع الترمذی کتاب الاشربۃ باب ماجاء فی التنفس فی الاناء الحدیث 1892 جلد 3 صفحہ 352)

حدیث نمبر ۱۳۸: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ فیض گنجینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم پینے میں تین بار سانس لیتے تھے اور فرماتے تھے: ''اس طرح پینے میں زیادہ سیرابی ہوتی ہے اور صحت کیلئے مفید وخوشگوار ہے۔

(صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب کراہیۃ التنفس ...الخ الحدیث 2028 صفحہ 1120)

حدیث نمبر ۱۳۹: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے پیارے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن میں سانس لینے اور پھونکنے سے منع فرمایا ہے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الاشربۃ باب فی النفخ فی الشراب الحدیث 3728 جلد 3 صفحہ 474)

حدیث نمبر ۱۴۰: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پانی پینے سے منع فرمایا ہے۔ (صحیح مسلم کتاب الاشربۃ باب کراہیۃ الشرب قائماً الحدیث 2025 صفحہ 1119)

چلنے کے آداب:

اس سلسلے میں ان کا ذہن بنائیں کہ

1- اگر کوئی رکاوٹ نہ ہو تو درمیانی رفتار سے راستے کے کنارے کنارے چلیں، نہ اتنا تیز کہ لوگوں کی نگاہیں آپ پر جم جائیں اور نہ اتنا آہستہ کہ آپ بیمار محسوس ہوں۔

2- لفنگوں کی طرح گریبان کھول کر اکڑتے ہوئے ہرگز نہ چلیں کہ یہ احمقوں اور مغروروں کی چال ہے بلکہ نیچی نظریں کیے پروقار طریقے پر چلیں۔

حدیث نمبر ۱۴۱: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم چلتے تو جھکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی ہدی الرجل الحدیث 4863 جلد 4 صفحہ 338)

3- راہ چلنے میں بلاضرورت بار بار اِدھر اُدھر دیکھنے سے بچیں اور سڑک عبور کرتے وقت گاڑیوں والی سمت دیکھ کر سڑک عبور کریں۔ اگر گاڑی آ رہی ہو تو سڑک کی طرف بے تحاشا بھاگ نہ پڑیں بلکہ کنارے پر ہی رک جائیں کہ اس میں حفاظت کا زیادہ امکان ہے۔

لباس پہننے کے آداب:

اس سلسلے میں ان کا ذہن بنائیں کہ

1- سفید لباس ہر لباس سے بہتر ہے کہ حدیث شریف میں اس کی تعریف آئی ہے۔ چنانچہ

حدیث نمبر ۱۴۲: حضرت سیدنا سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحب

لولاک، سیاح افلاک صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ''سفید کپڑے پہنا کرو کہ وہ بہت پاکیزہ اور پسندیدہ ہیں''۔ (جامع الترمذی کتاب الادب باب ماجاء فی لبس البیاض الحدیث 2819 جلد 4 صفحہ 370)

2- جب کپڑا پہننے لگیں تو یہ دعا پڑھیں اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَ رَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَ لَا قُوَّۃٍ۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ پہنایا اور بغیر میری قوت وطاقت کے مجھے یہ عطا کیا''۔ (المستدرک کتاب اللباس باب الدعاء عند فراغ الطعام الحدیث 7486 جلد 5 صفحہ 270)

3- پہنتے وقت سیدھی طرف سے شروع کریں مثلاً جب کرتہ پہنیں تو پہلے سیدھی آستین میں سیدھا ہاتھ داخل کریں پھر الٹی میں، اسی طرح پاجامہ میں پہلے سیدھے پائنچے میں سیدھا پاؤں داخل کریں اور جب اتارنے لگیں تو اس کے برعکس کریں یعنی الٹی طرف سے شروع کریں۔

حدیث نمبر ۱۴۳: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ، راحت قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جب کرتہ پہنتے تو داہنی طرف سے شروع فرماتے''۔

(جامع الترمذی کتاب اللباس باب ماجاء فی القمص الحدیث 1772 جلد 3 صفحہ 297)

4- پہلے کرتہ پہنیں پھر پاجامہ۔

5- نیا کپڑا جمعہ کے دن پہننا شروع کریں کہ نبی کریم، رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عام طور پر نیا کپڑا جمعہ کے دن پہنا کرتے تھے۔ (الجامع الصغیر جلد 2 صفحہ 408)

6- اپنے مدنی منے کو عمامہ باندھنے کی عادت ڈالئے کہ

حدیث نمبر ۱۴٤: حضرت سیدنا عبادہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے پیارے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ''عمامہ (Turban) ضرور باندھا کرو کہ یہ فرشتوں کا نشان ہے اور اس (کے شملے) کو پیٹھ کے پیچھے لٹکا لو''۔

(شعب الایمان باب فی الملابس والاوانی فصل فی العمائم الحدیث 6262 جلد 5 صفحہ 176)

عمامہ کے ساتھ دو رکعتیں بغیر عمامہ کی ستر رکعتوں سے افضل ہیں۔

(فردوس الاخبار الحدیث 3054 جلد 1 صفحہ 410)

بیٹے اور بیٹی کے لباس میں فرق رکھئے کہ بیٹے کو مردانہ اور بیٹی کو زنانہ لباس ہی پہنایئے اور جب بچے بالغ ہو جائیں تو انہیں ایسا لباس نہ پہننے دیا جائے جس سے ستر پوشی نہ ہوتی ہو۔

حدیث نمبر ۱۴۵: حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما باریک کپڑے پہن کر سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ، راحت قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ پھیر لیا اور فرمایا: ''اے اسماء! عورت جب بالغ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ دکھائی نہ دینا چاہئے سوائے اس کے''۔ پھر اپنے منہ اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا''۔ (سنن ابی داؤد کتاب اللباس باب فیما تبدی......الخ الحدیث 4104 جلد 4 صفحہ 85)

حدیث نمبر ۱۴۶: حضرت سیدنا علقمہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہا حضرت سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ انہوں نے ایک باریک دوپٹہ اوڑھا ہوا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے پھاڑ دیا اور انہیں موٹا دوپٹا اوڑھا دیا۔

(موطا امام مالک کتاب اللباس باب ما یکرہ للنساء......الخ الحدیث 1739 جلد 2 صفحہ 410)

بچیوں کو پردے کی عادت ڈالنے کیلئے انہیں بچپن سے ہی اسکارف اوڑھنے کی تربیت دیجئے۔ تھوڑی بڑی ہوئی تو چھوٹا سا برقعہ بنوا دیجئے۔ ان شاء اللہ عزوجل بچی پردے کی عادی ہو جائے گی۔

مسئلہ: لڑکیوں کے کان ناک چھیدنا جائز ہے۔ بعض لوگ لڑکوں کے کان بھی چھیدواتے ہیں اور اس کے کان میں بالی پہناتے ہیں، یہ ناجائز ہے۔

(ماخوذ از بہارِ شریعت حصہ 16 صفحہ 207)

مسئلہ: لڑکے کو زیور (Jewellery) پہنانا حرام ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جدید جلد 23 صفحہ 260)

<u>جوتا پہننے کے آداب:</u>

اس سلسلے میں ان کا ذہن بنائیں کہ

1- کسی بھی رنگ کا جوتا پہننا اگرچہ جائز ہے لیکن پیلے رنگ کے جوتے (Slipper) پہننا بہتر ہے کہ مولا مشکل کشا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پیلے جوتے پہنے گا اس کی فکروں میں کمی ہوگی۔

(تفسیر نسفی پ 1 البقرہ تحت آیۃ 29 صفحہ 58، روح المعانی پ 1 البقرہ تحت آیۃ 69 جلد 1 صفحہ 392)

2- پہلے سیدھا جوتا پہنیں پھر الٹا اور اتارتے وقت پہلے الٹا جوتا اتاریں پھر سیدھا۔

حدیث نمبر ۱۴۷: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے پیارے محبوب، دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "(کوئی شخص) جب جوتا پہنے تو پہلے داہنے پاؤں میں پہنے اور جب اتارے تو پہلے بائیں پاؤں کا اتارے"۔

(صحیح مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب استحباب لبس النعل ...... الخ الحدیث 2097 صفحہ 1161)

3- جوتا پہننے سے پہلے جھاڑ لیں تاکہ کیڑا یا کنکری وغیرہ ہو تو نکل جائے۔

4- استعمالی جوتا اٹھانے کیلئے الٹے ہاتھ کا انگوٹھا اور برابر والی انگلی استعمال کریں۔

5- استعمالی جوتا الٹا پڑا ہو تو سیدھا کر دیجئے ورنہ فقر و تنگ دستی کا اندیشہ ہے۔

(سنی بہشتی زیور حصہ پنجم اسباب فقر و تنگدستی صفحہ 201)

ناخن کاٹنے کے آداب:

اس سلسلے میں ان کا ذہن بنائیں کہ

1- دانت سے ناخن (Nail) نہیں کاٹنا چاہئے کہ مکروہ ہے۔

(الفتاویٰ الہندیہ کتاب الکراھیۃ الباب التاسع عشر فی الختان ...... الخ جلد 5 صفحہ 358)

2- ناخن اس طرح تراشیں کہ داہنے ہاتھ کی کلمہ کی انگلی سے شروع کرے اور چھوٹی انگلی پر ختم کرے پھر بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے شروع کر کے انگوٹھے پر ختم کرے پھر داہنے ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن تراشے۔

(الدر المختار کتاب الحظر والاباحت فصل فی البیع جلد 9 صفحہ 670)

3- ناخن تراش لینے کے بعد انگلیوں کے پورے دھو لینے چاہئیں۔

بال سنوارنے کے آداب:

حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحبِ لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس کے بال (Hair) ہوں تو وہ ان کا اکرام کرے یعنی ان کو دھوئے، تیل لگائے، کنگھا کرے''۔

(سنن ابی داؤد کتاب الترجل باب فی اصلاح الشعر الحدیث 4163 جلد 4 صفحہ 103)

1- مرد کو اختیار ہے کہ پورے بال رکھے یا حلق کروائے۔ پورے بال اس طرح کہ آدھے کان کے برابر یا کانوں کی لو کے برابر رکھے یا اتنے بڑے رکھے کہ شانوں کو چھولیں اور بیچ سر میں مانگ نکالیں۔ (بہار شریعت حصہ 16 صفحہ 198)

2- سر میں تیل ڈالنے سے پہلے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھ لیں۔ پھر الٹے ہاتھ کی ہتھیلی میں تھوڑا سا تیل ڈالیں اور پہلے سیدھی آنکھ کے ابرو پر تیل لگائیں پھر الٹی پر، اس کے بعد سیدھی آنکھ کی پلک پر پھر الٹی پر پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہہ کر سر میں پیشانی کی طرف سے تیل ڈالنا شروع کریں۔ سرکارِ مدینہ، قرار قلب و سینہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تیل لگاتے تو الٹے ہاتھ کی ہتھیلی پر ڈالتے اور پہلے ابرو پر تیل لگاتے پھر پلکوں پر، پھر اپنے سر مبارک پر تیل لگاتے۔ (وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم الفصل الثالث صفحہ 81)

حدیث نمبر ۱۴۸: حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو بھی اہم کام بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ شروع نہیں کیا جاتا وہ ادھورا اور نامکمل رہ جاتا ہے۔ (الجامع الصغیر الحدیث 6248 صفحہ 391)

سید المبلغین، رحمۃ للعلمین صلی اللہ علیہ وسلم وضو کرنے میں کنگھا کرنے میں اور نعلینِ شریفین پہننے میں دائیں جانب کو پسند فرماتے۔ (وسائل الوصول الی شمائل الرسول صلی اللہ علیہ وسلم الفصل الثالث صفحہ 18)

ملاقات کے آداب:

حدیث نمبر ۱۴۹: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحبِ لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتاؤں کہ جب تم

اس پر عمل کرو تو تمہارے درمیان محبت بڑھے اور وہ یہ ہے کہ آپس میں سلام کو رواج دو"۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب بیان ان لایدخل الجنۃ ...... الخ الحدیث 54 صفحہ 47)

حدیث نمبر ۱۵۰: حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سلام کو عام کرو سلامتی پالو گے"۔

(الاحسان بترتیب ابن حبان کتاب البر والاحسان باب افشاء السلام واطعام الطعام الحدیث 491 جلد 1 صفحہ 357)

1- جب کسی اسلامی بھائی سے ملاقات ہو تو اسے جانتے ہوں یا نہ جانتے ہوں سلام کریں۔

(بہارِ شریعت حصہ 16 صفحہ 88)

2- سلام کے بہترین الفاظ یہ ہیں: السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ لیکن اگر فقط السلام علیکم کہا تب بھی درست ہے۔ اس کے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہیں، اگر صرف وعلیکم السلام کہا تو بھی جواب ہو گیا۔

(الفتاویٰ الہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب السابع فی السلام جلد 5 صفحہ 324 وفتاویٰ رضویہ جلد 22 صفحہ 332-۴۰۹)

امام اہل سنت الشاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن بچپن میں ایک مولوی صاحب کے پاس پڑھا کرتے تھے۔ ایک روز مولوی موصوف حسبِ معمول پڑھا رہے تھے کہ ایک بچے نے انہیں سلام کیا، مولوی صاحب نے جواب دیا "جیتے رہو" اس پر آپ نے عرض کی "یہ تو سلام کا جواب نہ ہوا، وعلیکم السلام کہنا چاہئے تھا" مولوی صاحب سن کر بہت خوش ہوئے اور بہت دعائیں دیں۔ (حیات اعلیٰ حضرت جلد 1 صفحہ 87)

3- سلام کرنا سنت اور اس کا جواب فوراً دینا واجب ہے اگر بلا عذر تاخیر کی تو گنہگار ہوگا۔

(الدر المختار ورد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع جلد 9 صفحہ 386، بہارِ شریعت حصہ 16 صفحہ 88-98)

4- سلام اتنی آواز سے کہے کہ جس کو سلام کیا ہے وہ سن لے اور اگر اتنی آواز نہ ہو تو جواب دینا واجب نہیں، جواب سلام میں بھی اتنی آواز ہو کہ سلام کرنے والا سن لے اور اتنا آہستہ کہا کہ وہ سن نہ سکا تو واجب ساقط نہ ہوا۔

(فتاویٰ بزازیہ کتاب الکراہیۃ نوع فی السلام جلد 6 صفحہ 355)

5- سلام کرنے والے کیلئے چاہئے کہ سلام کرتے وقت دل میں یہ نیت کرے کہ اس کا مال اس کی عزت اس کی آبرو سب کچھ میری حفاظت میں ہے اور میں ان میں سے کسی چیز میں

دخل اندازی کرنا حرام جانتا ہوں۔ (ردالمحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع جلد 9 صفحہ 682 ملخصاً)

6- بہارِ شریعت (حصہ 16 صفحہ 92) میں ہے کہ انگلیوں یا ہتھیلیوں سے سلام کرنا ممنوع ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۱: حضرت سیدنا عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص غیروں کی مشابہت کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے، یہود ونصاریٰ کی مشابہت نہ کرو، یہودیوں کا سلام انگلیوں کے اشارے سے ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں سے ہے۔

(جامع الترمذی کتاب الاستئذان والاداب باب ماجاء فی کراہیۃ اشارۃ الید بالسلام الحدیث 2704 جلد 4 صفحہ 319)

7- سلام میں پہل کیجئے۔

حدیث نمبر ۱۵۲: نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر وبر صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کی گئی: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب دو شخص ملاقات کریں تو پہلے کون سلام کرے؟'' فرمایا: ''پہلے سلام کرنے والا اللہ عزوجل کے زیادہ قریب ہوتا ہے''۔

(جامع الترمذی کتاب الاستئذان والاداب باب ماجاء فی فضل الذی یبدا بالسلام الحدیث 2703 جلد 4 صفحہ 318)

حضرت مولانا سید ایوب علی علیہ رحمۃ القوی کا بیان ہے کہ ''کوہِ بھوالی سے میری طلبی فرمائی جاتی ہے، میں بہ ہمراہی شہزادہ اصغر حضرت مولانا مولوی شاہ محمد مصطفیٰ رضا خاں صاحب مدظلہ الاقدس، بعدِ مغرب وہاں پہنچتا ہوں، شہزادہ ممدوح اندر مکان میں جاتے ہوئے یہ فرماتے ہیں: ''ابھی حضور کو آپ کے آنے کی اطلاع کرتا ہوں''۔ مگر باوجود اس آگاہی کے کہ حضور (یعنی امامِ اہلسنت الشاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن) تشریف لانے والے ہیں، تقدیمِ سلام سرکار ہی فرماتے ہیں، اس وقت دیکھتا ہوں کہ حضور بالکل میرے پاس جلوہ فرما ہیں''۔ (حیاتِ اعلیٰ حضرت جلد 1 صفحہ 96)

8- گرم جوشی سے سلام کرنے میں زیادہ ثواب ہے۔

حدیث نمبر ۱۵۳: حضرتِ حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''تمہارا لوگوں کو گرم جوشی سے سلام کرنا بھی صدقہ ہے''۔ (شعب الایمان باب فی حسن الخلق فصل فی طلاقۃ الوجہ الحدیث 8053 جلد 6 صفحہ 253)

9- ان کو سلام نہ کریں، تلاوت و ذکر و دُرود میں مشغول ہونے والا، نماز کے انتظار میں بیٹھنے والا، درس و تدریس یا علمی گفتگو یا سبق کی تکرار میں مصروف ہونے والا، کھانا کھانے والا، غسل خانے میں برہنہ نہانے والا، استنجا کرنے والا۔

(ماخوذ بہارِ شریعت حصہ 16 صفحہ 90-91)

10- اگر کسی نے کہا کہ فلاں نے آپ کو سلام کہا ہے تو اگر سلام لانے اور بھیجنے والا دونوں مرد ہوں تو جواب میں یوں کہیں: عَلَيْكَ وَ عَلَيْهِ السَّلَام۔

اگر دونوں عورتیں ہوں تو جواب میں یوں کہیں: عَلَيْكَ وَ عَلَيْهَا السَّلَام۔

اگر پہنچانے والا مرد اور بھیجنے والی عورت ہو تو جواب میں یوں کہیں عَلَيْكَ وَ عَلَيْهَ السَّلَام۔

11- خط میں سلام لکھا ہوتا ہے اس کا بھی جواب دینا واجب ہے اس کی دو صورتیں ہیں، ایک تو یہ کہ زبان سے جواب دے اور دوسرا یہ کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیج دے لیکن چونکہ جوابِ سلام فوراً دینا واجب ہے اور خط کا جواب دینے میں کچھ نہ کچھ تاخیر ہو ہی جاتی ہے لہٰذا فوراً زبان سے سلام کا جواب دے دے۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ جب خط پڑھا کرتے تو خط میں جو السلام علیکم لکھا ہوتا، اس کا جواب زبان سے دے کر بعد کا مضمون پڑھتے۔

(بہار شریعت حصہ 16 صفحہ 92 الدر المختار و رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع جلد 9 صفحہ 685)

12- راستے میں چلتے ہوئے دو آدمیوں کے بیچ میں کوئی چیز حائل ہو جائے تو دوبارہ ملاقات پر پھر سلام کیجئے۔

حدیث نمبر ۱۵۴: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تم میں سے کوئی شخص اپنے اسلامی بھائی کو ملے تو اس کو سلام کرے اور اگر ان کے درمیان درخت دیوار یا پتھر وغیرہ حائل ہو جائے اور وہ پھر اس سے ملے تو دوبارہ اس کو سلام کرے''۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی الرجل یفارق الرجل...... الخ الحدیث 5200 جلد 4 صفحہ 450)

13- مصافحہ کرنا سنت ہے کہ جب دو مسلمان باہم ملیں تو پہلے سلام کیا جائے، اس کے بعد مصافحہ کریں۔ (بہار شریعت حصہ 16 صفحہ 97-98)

حدیث نمبر ۱۰۵: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غیوب منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب دو مسلمان ملتے ہیں پھر ان میں سے ایک اپنے بھائی کا ہاتھ پکڑتا ہے (یعنی مصافحہ کرتا ہے) تو اللہ عزوجل کے ذمۂ کرم پر ہے کہ وہ ان کی دعا قبول فرمائے اور ان کے ہاتھوں کے جدا ہونے سے پہلے ہی ان کی مغفرت فرما دے''۔ (المسند للامام احمد بن حنبل مسند انس بن مالک الحدیث 12454 جلد 4 صفحہ 286)

14- سلام کی طرح مصافحہ میں بھی پہل کریں۔

حدیث نمبر ۱۰۶: حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب دو مسلمان ملاقات کرتے ہیں اور ان میں سے ایک اپنے بھائی کو سلام کرتا ہے تو ان میں سے اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ محبوب وہ ہوتا ہے جو اپنے بھائی سے زیادہ گرم جوشی سے ملاقات کرتا ہے۔ پھر جب وہ مصافحہ کرتے ہیں تو ان پر سو رحمتیں نازل ہوتی ہیں، ان میں سے نوے رحمتیں سلام میں پہل کرنے والے کیلئے اور دس مصافحہ میں پہل کرنے والے کیلئے ہیں''۔

(البحر الزخار ابوعثمان الہندی الحدیث 308 جلد 1 صفحہ 437)

15- دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کریں اور مصافحہ کرتے وقت سنت یہ ہے کہ ہاتھ میں رومال وغیرہ نہ ہو اور دونوں ہتھیلیاں خالی ہوں۔

(ردالمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء وغیرہ جلد 9 صفحہ 629)

16- عالمِ باعمل، ساداتِ کرام، والدین اور کسی بھی معظم دینی کے ہاتھ چومنا جائز ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۷: حضرت سیدنا زارع رضی اللہ عنہ جو وفد عبد القیس میں شامل تھے، فرماتے ہیں کہ ہم مدینہ میں آئے تو جلدی جلدی سواریوں سے اتر پڑے اور حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک اور پائے مبارک کو بوسہ دیا''۔

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی قبلۃ الرجل الحدیث 5225 جلد 4 صفحہ 456)

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: ''اس حدیث سے پاؤں چومنے کا جواز ثابت ہوا''۔ (اشعۃ اللمعات جلد 4 صفحہ 27)

درمختار میں ہے: ''حصولِ برکت کے لیے عالم اور پرہیزگار آدمی کا ہاتھ چومنا جائز ہے''۔ (الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء جلد9 صفحہ 631)

گھر یا کمرے میں داخل ہونے کے آداب:

اس سلسلے میں ان کا ذہن بنائیں کہ

1- جب بھی گھر یا کمرے میں داخل ہوں تو اجازت لے کر داخل ہوں۔

حدیث نمبر۱۵۸: حضرت سیدنا عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا میں اپنی ماں کے پاس جانے سے پہلے بھی اجازت لوں؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ہاں''۔ اس نے عرض کی: ''میں تو اس کے ساتھ ایک ہی گھر میں رہتا ہوں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اجازت لے کر اس کے پاس جاؤ''۔ انہوں نے عرض کی: ''میں اپنی ماں کا خادم ہوں (یعنی بار بار آنا جانا ہوتا ہے) پھر اجازت کی کیا ضرورت؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اجازت لے کر جاؤ، کیا تم پسند کرتے ہو کہ اپنی ماں کو برہنہ دیکھو؟'' عرض کی: ''نہیں''۔ ارشاد فرمایا: ''تو اجازت حاصل کرلیا کرو''۔ (الموطا للامام مالک کتاب الاستئذان باب الاستئذان الحدیث 1847 جلد2 صفحہ 446)

2- گھر میں داخل ہونے پر سلام کریں۔

حدیث نمبر۱۵۹: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: ''اے بیٹے! جب تم گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو کیوں کہ تمہارا سلام تمہارے اور تمہارے گھر والوں کیلئے باعث برکت ہوگا''۔

(جامع الترمذی کتاب الاستئذان والآداب باب ماجاء فی التسلیم اذا دخل بیتہ الحدیث 2707 جلد4 صفحہ 320)

3- جب کسی کے گھر جائیں تو دروازے سے گزرتے وقت ضرورتاً دوسرے کمرے کی طرف جاتے ہوئے کھنکار لینا چاہیے تاکہ گھر کے دیگر افراد کو ہماری موجودگی کا احساس ہو جائے اور وہ آگے پیچھے ہوسکیں۔

حدیث نمبر۱۶۰: مولائے کائنات حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول

اللہ ﷺ کی خدمت بابرکت میں ایک مرتبہ رات کے وقت اور ایک مرتبہ دن کے وقت حاضر ہوتا تھا۔ جب میں رات کے وقت آپ ﷺ کے پاس حاضری دیتا آپ ﷺ میرے لئے کھنکارتے''۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الادب باب الاستئذان الحدیث 3708 صفحہ 2698)

4- جب کسی کے گھر جائیں تو سلام کریں اور اپنا نام بتائیں اور پوچھیں کہ کیا میں اندر آسکتا ہوں اگر اجازت مل جائے تو فبہا ورنہ ناراض ہوئے بغیر واپس لوٹ آئیں۔ اس دوران دروازے سے ہٹ کر کھڑے ہوں تاکہ گھر میں نظر نہ پڑے۔

حدیث نمبر ۱۶۱: حضرت سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے پیارے محبوب، دانائے غیوب ﷺ جب کسی دروازہ پر تشریف لے جاتے تو دروازہ کے سامنے کھڑے نہیں ہوتے تھے بلکہ دائیں یا بائیں طرف دروازے سے ہٹ کر کھڑے ہوتے تھے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الادب باب کم مرۃ یسلم الرجل فی الاستیذان الحدیث 5186 جلد 4 صفحہ 446)

گفتگو کے آداب:

حدیث نمبر ۱۶۲: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک ﷺ نے فرمایا: جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ اچھی بات کرے یا چپ رہے''۔

(صحیح البخاری کتاب الرقاق باب حفظ اللسان الحدیث 6475 جلد 4 صفحہ 240)

حدیث نمبر ۱۶۳: حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب ﷺ نے فرمایا: ''جنت میں بالا خانے ہیں جس کے بیرونی حصے اندر سے اور اندرونی حصے باہر سے نظر آتے ہیں۔ ایک اعرابی نے عرض کی: ''یارسول اللہ ﷺ! یہ کس کیلئے ہوں گے؟'' ارشاد فرمایا: ''جو اچھی گفتگو کرے''۔

(جامع الترمذی کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی قول المعروف الحدیث 1991 جلد 3 صفحہ 396)

1- مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے بات کیجئے۔

2- غیر معمولی تیز رفتاری سے گفتگو وقار میں کمی کرتی ہے۔ سکون اور وقار سے ٹھہر ٹھہر کر گفتگو کریں۔

3- چھوٹوں کے ساتھ شفقت اور بڑوں سے ادب کے ساتھ گفتگو کرنا آپ کو ہر دل عزیز بنا دے گا۔

4- جب کوئی بات کر رہا ہو تو اطمینان (Satisfaction) سے سنیں اس کی بات کاٹ کر اپنی بات شروع نہ کریں۔

چھینکنے کے آداب:

اس سلسلے میں ان کا ذہن بنائیں کہ چھینک کے وقت سر جھکائیں، منہ چھپائیں اور آواز آہستہ نکالیں۔

حدیث نمبر ۱٦٤: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم کو جب چھینک آتی تھی تو منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے چھپا لیتے تھے۔اور آواز کو پست کر لیتے تھے۔

(جامع الترمذی کتاب الآداب باب ماجاء فی خفض الصوت وتخمیر الوجہ الحدیث 2754 جلد 4 صفحہ 343)

حدیث نمبر ۱٦٥: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی کو چھینک (Snel) آئے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے اور اس کا بھائی یا ساتھ والا یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہے پھر اس کے جواب میں چھینکنے والا یہ کہے یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ۔

(صحیح البخاری کتاب الادب باب اذا عطس کیف یشمت الحدیث 6224 جلد 4 صفحہ 163)

مسئلہ: اگر چھینکنے والا الحمد للہ کہے تو سننے والے پر فوراً اس طرح جواب دینا (یعنی یَرْحَمُکَ اللّٰہ کہنا) واجب ہے کہ وہ سن لے۔

(الدر المختار والرد المختار کتاب الحظر والاباحۃ فصل فی البیع جلد 9 صفحہ 683)

جماہی کی مذمت:

حدیث نمبر ۱٦٦: حضرت سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب کسی کو جماہی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لے کیونکہ شیطان منہ میں گھس جاتا ہے''۔

(صحیح مسلم کتاب الزہد والرقائق باب تشمیت العاطس الحدیث 2995 صفحہ 1597)

جب جماہی آنے لگے تو اوپر کے دانتوں سے نچلے ہونٹ کو دبائیں یا الٹے ہاتھ کی پشت منہ پر رکھ دیں۔ جماہی روکنے کی بہترین ترکیب یہ ہے کہ جب جماہی آنے لگے تو دل میں خیال کرے کہ انبیائے کرام علیہم السلام اس سے محفوظ ہیں تو فوراً رک جائے گی"۔

(ردالمختار کتاب الصلوۃ مطلب: اذا رددالحکم بین سنۃ ......الخ جلد 2 صفحہ 498-499)

سونے، جاگنے کے آداب

اس سلسلے میں ان کا ذہن بنائیں کہ

1- سونے میں مستحب یہ ہے کہ باطہارت سوئے۔ (بہار شریعت حصہ 16 صفحہ 70)

2- سونے سے پہلے بسم اللہ شریف پڑھ کر بستر کو تین بار جھاڑ لیں تا کہ کوئی موذی شے یا کیڑا وغیرہ ہو تو نکل جائے۔

3- سونے سے پہلے یہ دعا پڑھ لیجئے۔

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَ اَحْیٰ۔

"اے اللہ عزوجل! میں تیرے نام کے ساتھ ہی مرتا ہوں اور جیتا ہوں (یعنی سوتا اور جاگتا ہوں)"۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب وضع الید الیمنی ......الخ الحدیث 6314 جلد 4 صفحہ 192 ملخصاً)

4- اُلٹا یعنی پیٹ کے بل نہ سوئیں۔

حدیث نمبر ۱۶۷: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا: "اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا"۔

(جامع الترمذی کتاب الادب باب ماجاء فی کراہیۃ الاضطجاع علی البطن الحدیث 2777 جلد 4 صفحہ 352)

5- کچھ دیر داہنی کروٹ پر داہنے ہاتھ کو رخسار کے نیچے رکھ کر سوئے۔

6- کبھی چٹائی پر سوئیں تو کبھی بستر پر کبھی فرشِ زمین پر ہی سو جائیں۔

7- جاگنے کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَ اِلَیْهِ النُّشُوْرُ۔

''تمام تعریفیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کیلئے ہیں جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے''۔

(صحیح البخاری کتاب الدعوات باب مایقول اذانام الحدیث 6312 جلد 4 صفحہ 192)

بچوں سے سچ بولئے

بچوں سے سچ بولئے انہیں بہلانے کیلئے جھوٹے وعدے نہ کیجئے۔

حدیث نمبر ۱۶۸: حضرت سیدنا عبداللہ بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فرماتے ہیں کہ ایک دن نبی مکرم، نورمجسم، رسول اکرم، شہنشاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہمارے گھر تشریف فرما تھے کہ میری والدہ نے مجھے اپنے پاس بلاتے ہوئے کہا کہ ادھر آؤ میں تمہیں کچھ دوں گی۔ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے دریافت فرمایا: ''تم نے اسے کیا دینے کا ارادہ کیا ہے؟'' انہوں نے عرض کی: ''میں اسے کھجور دوں گی''۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ''اگر تم اسے کچھ نہ دیتی تو تمہارا ایک جھوٹ لکھ دیا جاتا''۔ (سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی التشدید فی الکذب الحدیث 4991 جلد 4 صفحہ 387)

اپنے بچوں کو سکھایئے

1- حُسنِ اخلاق:

والدین کو چاہئے کہ اپنی اولاد کو ہر ایک سے حسنِ اخلاق کے ساتھ پیش آنے کی ترغیب دیں کہ اس میں بہت سی دنیوی واخروی سعادتیں پوشیدہ ہیں جیسا کہ

حدیث نمبر ۱۶۹: حضرت سیدنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ حضورِ پرنور، شافع یوم النشور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ''حسنِ اخلاق گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتا ہے جس طرح دھوپ برف کو پگھلا دیتی ہے''۔ (شعب الایمان باب فی حسن الخلق الحدیث 8036 جلد 6 صفحہ 247)

حدیث نمبر ۱۷۰: حضرت سیدنا ابودرداء رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، قرار قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: ''میزانِ عمل میں کوئی عمل حسنِ اخلاق سے بڑھ کر نہیں''۔

(الادب المفرد باب حسن الخلق الحدیث 273 صفحہ 91)

2-پاکیزگی:

والدین کو چاہئے کہ اپنی اولاد کو صاف ستھرا رہنے کی تاکید کریں۔

حدیث نمبر ۱۷۱: حضورِ پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ پاک ہے، پاکی پسند فرماتا ہے: ستھرا ہے ستھراپن پسند کرتا ہے''۔

(جامع الترمذی کتاب الادب باب ماجاء فی النظافۃ الحدیث 2808 جلد 4 صفحہ 365)

حدیث نمبر ۱۷۲: سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''پاکیزگی نصف ایمان ہے''۔ (صحیح مسلم کتاب الطہارۃ باب فضل الوضوء الحدیث 223 صفحہ 140)

3-مختلف دعائیں:

اپنی اولاد کو مختلف دعائیں سکھایئے مثلاً کھانا کھانے کی دعا، سونے جاگنے کی دعا، مصیبت زدہ کو دیکھ کر پڑھنے والی دعا، کسی نقصان پر پڑھی جانے والی دعا وغیرہ۔ اس کیلئے مختلف دعاؤں کا مجموعہ ''بہارِ دعا'' مکتبۃ المدینہ سے حاصل کیجئے۔

4-سخاوت:

اپنی اولاد کو بچپن ہی سے صدقہ وخیرات کرنے کا عادی بنائیں اس کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ انہیں صدقہ کے فضائل بتا کر کسی غریب کو ان کے ہاتھوں سے کوئی شے دلوایئے۔

حدیث نمبر ۱۷۳: سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ''سخی آدمی، اللہ تعالیٰ کے قریب ہے، جنت سے قریب ہے، لوگوں سے قریب ہے، اور دوزخ سے دور ہے۔ بخیل آدمی اللہ تعالیٰ سے دور ہے، جنت سے دور ہے، لوگوں سے دور ہے، اور دوزخ سے قریب ہے۔ (جامع الترمذی کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی السخاء الحدیث 1968 جلد 3 صفحہ 387)

5-ذوقِ عبادت

والدین کو چاہئے کہ اوائل ہی سے اپنی اولاد کے دل میں عبادت (Worship) کا شوق پیدا کرنے کی کوشش کریں کبھی انہیں تلاوتِ قرآن کے فضائل بتائیں تو کبھی تہجد کے، کبھی روزے کی فضیلت بتائیں تو کبھی باجماعت نماز کی۔

تہجد پڑھنے کی ترغیب:

دعوتِ اسلامی کے اوائل کی بات ہے کہ ایک مرتبہ امیر اہلِ سنت دامت برکاتہم العالیہ مدنی کاموں میں مصروفیت کی بناء پر رات دیر گئے کچھ اسلامی بھائیوں کے ہمراہ کتاب گھر (یعنی اپنی لائبریری) میں پہنچے تو وہاں آپ کے بڑے شہزادے حاجی احمد عبید رضا عطاری سلمہ الباری سوئے ہوئے تھے جو اس وقت بہت کم سن تھے۔ آپ نے فرمایا: ''اسے تہجد پڑھوانی چاہئے'' اور مدنی منے کو بیدار کرنا چاہا لیکن ان پر نیند کا بے حد غلبہ تھا لہٰذا! پوری طرح بیدار نہ ہو پائے۔ لیکن امیر اہل سنت مدظلہ العالی انفرادی کوشش فرماتے ہوئے مدنی منے کو گود (Lap) میں اٹھا کر کھلے آسمان تلے لے گئے اور انہیں چاند دکھا کر پوچھا: ''یہ کیا ہے؟'' مدنی منے نے جواب دیا: ''چاند'' پھر آپ نے پوچھا ''یہ کیا کر رہا ہے؟'' مدنی منے نے جواب دیا: ''گنبدِ خضریٰ کو چوم رہا ہے''۔ اس گفتگو کے دوران مدنی منا پوری طرح بیدار ہو چکا تھا چنانچہ آپ نے اسے وضو کر کے تہجد پڑھنے کی ترغیب ارشاد فرمائی۔

6- توکل:

اپنی اولاد کو توکل کی صفتِ عظمیہ سے متصف کرنے کیلئے ان کا ذہن بنائیں کہ ہماری نظر اسباب پر نہیں خالقِ اسباب یعنی رب عزوجل پر ہونی چاہئے۔ رب تعالیٰ چاہے گا تو یہ روٹی ہماری بھوک مٹائے گی، وہ چاہے گا تو یہ دوا ہمارے مرض کو دور کرے گا۔

مروی ہے کہ حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے کم عمر صاحبزادے کو توکل کی تعلیم دینا چاہی، تو ایک دیوار میں سوراخ (Hole) کر کے فرمایا: ''بیٹا! جب کھانے کا وقت ہو، اس سوراخ کے پاس آ کر طلب کر لیا کرنا، اللہ تعالیٰ عطا فرما دیا کرے گا''۔ دوسری طرف اپنی زوجہ کو ارشاد فرما دیا کہ ''جب مقررہ وقت ہو، تم چپکے سے دوسری جانب کھانا رکھ دیا کرنا''۔

حسبِ نصیحت بچہ، سوراخ کے پاس آ کر کھانا طلب کرتا، والدہ دوسری جانب سے رکھ دیا کرتیں۔ طلب کے تھوڑی دیر بعد بچہ سوراخ میں ہاتھ ڈالتا، تو کھانا موجود پا کر، اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصور کرتا۔ ایک دن ان کی والدہ کھانا رکھنا بھول گئیں۔ حتیٰ کہ کھانے کا وقت نکل گیا۔ جب انہیں خیال آیا، تو جلدی سے بچے کے پاس پہنچیں، دیکھا کہ اس کے سامنے

نہایت نفیس کھانا رکھا ہوا ہے اور وہ بہت رغبت سے اسے کھا رہا ہے۔ والدہ نے حیرانی سے پوچھا: ''بیٹا! یہ کھانا کہاں سے آیا؟'' عرض کی: ''جہاں سے روزانہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے''۔ والدہ نے یہ سارا واقعہ حضرت کی خدمت میں عرض کیا، آپ نے خوش ہو کر ارشاد فرمایا: ''اب تمہیں کھانا رکھنے کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ بلا واسطہ ہی پہنچاتا رہے گا''۔

(تذکرۃ الاولیاء ذکر احمد بن حرب جلد 1 صفحہ 219)

7- خوفِ خدا عزوجل:

اُخروی کامیابی کے حصول کیلئے ہمارے دل میں خوفِ خدا عزوجل کا ہونا بھی بے حد ضروری ہے۔ جب تک یہ نعمت حاصل نہ ہو، گناہوں سے فرار اور نیکیوں سے پیار تقریباً ناممکن ہے۔ اس کیلئے اپنی اولاد کو ان کے جسم و جاں کی ناتوانی کا احساس دلانے کے ساتھ ساتھ رب تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈراتے رہئے۔ ہمارے اکابرین علیہم رحمۃ اللہ المبین کی اولاد بھی خوفِ خدا عزوجل کا پیکر ہوا کرتی تھی، چنانچہ

ایک مرتبہ حضرت سیدنا ابو بکر وراق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کے مدنی منے قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہوئے جب اس آیت پر پہنچے..........

یَوْمًا یَّجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِیْبًا ۔ (پ29 المزمل 17)

''اس دن سے جو بچوں کو بوڑھا کر دے گا''۔ (کنز الایمان)

تو خوفِ الٰہی کا اس قدر غلبہ ہوا کہ دم توڑ دیا۔ (تذکرۃ الاولیاء ذکر ابو بکر وراق جلد 2 صفحہ 87)

حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب یہ علم ہوتا کہ ان کا بیٹا بھی ان کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے تو خوف و غم کی آیات تلاوت نہ کرتے۔ ایک مرتبہ انہوں نے سمجھا کہ وہ ان کے پیچھے نہیں ہے اور یہ آیت پڑھی:

قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا وَ کُنَّا قَوْمًا ضَآلِّیْنَ (پ18 المؤمنون: 106)

''کہیں گے اے رب ہمارے! ہم پر ہماری بدبختی غالب آئی اور ہم گمراہ لوگ تھے''۔ (کنز الایمان)

تو ان کا بیٹا یہ آیت سن کر بے ہوش ہو کر گر گیا، جب آپ کو اس کا اندازہ ہوا تو تلاوت

مختصر کردی۔ جب ان کی ماں کو یہ ساری بات معلوم ہوئی تو انہوں نے آکر اپنے بیٹے کے چہرے پر پانی چھڑکا اور اسے ہوش میں لائیں۔ انہوں نے حضرت فضیل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے عرض کی، اس طرح تو آپ اسے مار ڈالیں گے......'' ایک مرتبہ پھر ایسا ہی اتفاق ہوا کہ آپ نے یہ آیت تلاوت کی:

وَبَدَالَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَالَمْ يَكُوْنُوْا يَحْتَسِبُوْنَ۔ (پ24 الزمر 47)

''اور انہیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے خیال میں نہ تھی''۔

(کنز الایمان)

یہ آیت سن کر وہ پھر بے ہوش ہو کر گر گیا۔ جب اسے ہوش میں لانے کی کوشش کی گئی تو وہ دم توڑ چکا تھا۔ (کتاب التوابین توبۃ علی بن فضیل صفحہ 209)

امیر اہلسنّت دامت برکاتہم العالیہ ابھی بہت چھوٹی عمر میں تھے کہ کسی بات پر ہمشیرہ نے ناراض ہو کر یہ کہہ دیا کہ تم کو اللہ عزوجل مارے گا (یعنی سزا دے گا) یہ سن کر آپ دامت برکاتہم العالیہ سہم گئے اور ہمشیرہ سے اصرار کرنے لگے: ''بولو، اللہ عزوجل مجھے نہیں مارے گا...... بولو، اللہ عزوجل مجھے نہیں مارے گا...... بولا اللہ عزوجل مجھے نہیں مارے گا''۔ اخرِ کار ہمشیرہ سے یہ کہلوا کر ہی دم لیا۔

شہزادۂ امیرِ اہلِ سنت حاجی محمد بلال رضا عطاری سلمہ الباری فرماتے ہیں کہ بچپن میں ایک مرتبہ میں نے کسی کنوئیں (Well) میں جھانک کر دیکھا تو اس کی گہرائی میں دیکھ کر میرے دل پر خوف طاری ہو گیا۔ جب میں نے اپنے بابا جان امیرِ اہل سنت مدظلہ العالی کی خدمت میں یہ ماجرا عرض کیا تو آپ نے انفرادی کوشش کرتے ہوئے کچھ اس طرح سے فرمایا: ''دنیاوی کنوئیں کی گہرائی دیکھ کر ہی آپ کا دل خوف زدہ ہو گیا تو غور کیجئے کہ جہنم کی گہرائی کس قدر ہولناک ہو گی''۔

8- دیانت داری:

اپنی اولاد کو معاشرتی اثرات کی بناء پر بددیانتی کا عادی بننے سے بچانے کیلئے اسے گھر سے دیانت داری کا درس دیجئے۔

حدیث نمبر ۱۷۴: اللہ عزوجل کے محبوب دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس میں امانت نہیں اس کا دین کامل نہیں''۔

(شعب الایمان باب فی الامانات......الخ الحدیث 5254 جلد 4 صفحہ 320)

شیخ طریقت امیرِ اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ بچپن ہی سے شرعی معاملات میں محتاط ہیں۔ آپ نے چھوٹی عمر سے ہی حصولِ رزقِ حلال کیلئے مختلف ذرائع اپنائے۔ ایک بار بچپن ہی میں امیرِ اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ ریڑھی پر ٹافیاں اور بسکٹ وغیرہ بیچ رہے تھے کہ ایک بچے نے دو آنے کی ٹافیاں مانگیں۔ آپ نے اسے تین ٹافیاں دیں، ابھی مزید تین دینے ہی لگے تھے کہ وہ بچہ بھاگتا ہوا سامنے گلی میں داخل ہوا اور نگاہوں سے اوجھل ہو گیا۔

سخت گرمی کا موسم تھا مگر آپ دامت برکاتہم العالیہ کو فکرِ آخرت نے بے چین (Restless) کر دیا۔ چنانچہ شدید گرمی میں بھی آپ اس بچے کو تلاش کرنے لگے تاکہ اسے بقیہ ٹافیاں دے سکیں۔ آپ کو نہ تو اس بچے کا نام معلوم تھا اور نہ ہی پتا۔ آپ دروازوں پر دستک دے دے کر اور گلی میں موجود لوگوں کے پاس جا جا کر اس بچے کا حلیہ بتا کر اس کے بارے میں دریافت کرتے۔ جب لوگوں پر حقیقت آشکار ہوتی تو کچھ مسکرا کر رہ جاتے اور کچھ حیران رہ جاتے کہ اتنی چھوٹی سے عمر میں تقویٰ کا کیا عالم ہے۔ بالآخر آپ مطلوبہ گھر تک جا پہنچے دستک کے جواب میں ایک بوڑھی خاتون نے دروازہ کھولا تو آپ نے سارا ماجرا بیان کیا۔ وہ بڑھیا تڑپ کر بولی: ''بیٹا تم بھی کسی کے لال ہو، ایسی چلچلاتی دھوپ میں تو پرندے بھی گھونسلوں میں ہیں اور تم ایک آنہ کی چیز دینے کیلئے اس طرح گھوم رہے ہو''۔ آپ دامت برکاتہم العالیہ نے گفتگو کو طول دینے کی بجائے کہا: ''اگر میں ابھی نہیں دوں گا تو بروزِ قیامت رب عزوجل کی بارگاہ میں اس کا حساب کیسے دوں گا؟'' یہ کہہ کر آپ نے ٹافیاں اس خاتون کے ہاتھ میں تھمائیں اور سکون کا سانس لیا۔

9- شکر کرنا:

اپنی اولاد کو شکرِ نعمت کا عادی بنائیں اور ان کا ذہن بنائیں کہ جب بھی کوئی نعمت ملے

ہمیں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے۔

حدیث نمبر ۱۷۵: حضرت سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ بندہ ہر نوالے (Morsel) اور ہر گھونٹ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے''۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر ولا دعاء......الخ باب استحباب حمد اللہ......الخ الحدیث 2734 صفحہ 1463)

بچے کو شکر کرنے کی عادت ڈالنے کیلئے اسے ایک لقمہ کھلانے کے بعد الحمد للہ عزوجل کہنے کی ترغیب دیجئے جب وہ یہ کہہ چکے تو دوسرا نوالہ کھلائیے۔ ان شاء اللہ عزوجل اس کی برکت سے کچھ ہی دنوں میں بچہ ہر لقمے پر شکرِ خدا عزوجل کرنے کا عادی بن جائے گا۔

10-ایثار:

بچے کو سکھایا جائے کہ کسی مسلمان کی ضرورت پر اپنی ضرورت قربان کر دینے کا بڑا اجر و ثواب ہے۔ بچے کو اس کا عادی بنانے کیلئے مختلف اوقات میں اسے ایثار کی عملی مشق کروائیں اور اس سے کہیں اپنی فلاں ضرورت کی چیز فلاں بچے کو دے دے۔

حدیث نمبر ۱۷۶: اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو شخص اپنی ضرورت کی چیز دوسرے کو دے دے تو اللہ عزوجل اسے بخش دیتا ہے''۔

(اتحاف السادۃ المتقین کتاب ذم البخل......الخ بیان الایثار وفضلہ جلد 9 صفحہ 779)

11-صبر:

اپنی اولاد کا ذہن بنائیے کہ جب بھی کوئی صدمہ پہنچے تو بلا ضرورت شرعی کسی کے سامنے بیان نہ کیجئے اور صبر کا ثواب کمائیے۔

حدیث نمبر ۱۷۷: حضرت سیدنا کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس بندے پر ظلم کیا جائے اور وہ اس پر صبر کرے اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں اضافہ فرمائے گا''۔

(جامع الترمذی کتاب الزہد باب ماجاء مثل الدنیا......الخ الحدیث 2332 جلد 4 صفحہ 145)

12-قناعت:

اپنی اولاد کو قناعت کی تعلیم دیجئے کہ رب تعالیٰ کی طرف سے جو مل جائے اسی پر راضی ہو جائیں۔

حدیث نمبر ۱۷۸: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمتِ عالم ورمجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''قناعت کبھی ختم نہ ہونے والا خزانہ ہے''۔ (کتاب الزہد الکبیر الحدیث 104 صفحہ 88)

13-وقت کی اہمیت:

اپنی اولاد کو وقت کی اہمیت کا احساس دلاتے ہوئے ان کا ذہن بنایئے کہ وقت ضائع کرنا عقل مندوں کا شیوہ نہیں۔ سیدنا امام غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی نقل فرماتے ہیں: ''بندے کا غیر مفید کاموں میں مشغول ہونا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی نظر عنایت پھیر لی ہے۔ اور جس مقصد کیلئے انسان کو پیدا کیا گیا ہے، اگر اس کی زندگی کا ایک لمحہ بھی اس کے علاوہ گزر گیا تو وہ اس بات کا حقدار ہے کہ اس پر عرصہ حسرت دراز کر دیا جائے۔ (مجموعہ رسائل للامام الغزالی ایہا الولد صفحہ 257)

اور جس کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہو جائے اور اس کے باوجود اس کی برائیوں پر اس کی اچھائیاں غالب نہ ہوں تو اسے جہنم کی آگ میں جانے کیلئے تیار رہنا چاہئے۔

(الفردوس بماثور الخطاب باب المیم الحدیث 5544 جلد 3 صفحہ 498)

ہمارے اسلاف رحمہم اللہ اپنے وقت کو کس طرح استعمال کیا کرتے تھے اس کی ایک جھلک ملاحظہ ہو۔ چنانچہ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے بارے میں منقول ہے کہ آپ روٹی پانی میں بھگو کر کھا لیتے تھے، ان کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے: ''جتنا وقت لقمے بنانے میں صرف ہوتا ہے، اتنی دیر میں قرآن کریم کی پچاس آیتیں پڑھ لیتا ہوں''۔ (تزکرۃ الاولیاء ذکر داؤد طائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلد 1 صفحہ 201)

14-خود اعتمادی:

وقت بے وقت بچوں کو ڈانٹتے رہنے سے بچوں کی خود اعتمادی بُرے طریقے سے

مجروح ہوتی ہے۔ والدین سے گزارش ہے کہ بچوں کی غلطی پر انہیں تنبیہ ضرور کریں مگر اتنی سختی نہ کریں کہ وہ احساس کم تری میں مبتلا ہو جائیں۔ خود اعتمادی کے حصول کیلئے ہر وقت باوضو رہنا بھی بہت مفید ہے۔

15- پڑوسیوں سے حسن سلوک:

بچوں کو سمجھایئے کہ پڑوسی گھرانوں کے بڑے افراد کا احترام کریں اور چھوٹے بچوں سے حسنِ سلوک برتیں۔

حدیث نمبر ۱۷۹: ایک شخص نے اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت باعظمت میں عرض کی: ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے کیونکر معلوم ہو کہ میں نے اچھا کیا یا بُرا؟'' ارشاد فرمایا: ''جب تم پڑوسیوں کو یہ کہتے سنو کہ تم نے اچھا کیا تو بے شک تم نے اچھا کیا، اور جب یہ کہتے سنو کہ تم نے بُرا کیا تو بے شک تم نے بُرا کیا''۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الزہد باب الثناء الحسن الحدیث 4223 جلد 4 صفحہ 479)

اسلام قبول کر لیا:

حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مکان کرایہ پر لیا۔ اس مکان کے پڑوس میں ایک یہودی کا مکان تھا اور حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا حجرہ اس یہودی کے مکان کے دروازے کے قریب تھا۔ اس یہودی نے ایک پرنالہ بنا رکھا تھا اور ہمیشہ اس پرنالہ کی راہ سے نجاست حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے گھر میں پھینکا کرتا تھا۔ اس نے مدت تک ایسا ہی کیا۔ مگر حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے کبھی شکایت نہ فرمائی۔

آخر ایک دن اس یہودی نے خود ہی حضرت سیدنا مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا: ''حضرت! آپ کو میرے پرنالے سے کوئی تکلیف تو نہیں ہوتی؟'' آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''ہوتی تو ہے مگر میں نے ایک ٹوکری اور جھاڑو رکھ چھوڑی ہے۔ جو نجاست گرتی ہے، اس سے صاف کر دیتا ہوں''۔ اس یہودی نے کہا: ''آپ اتنی تکلیف کیوں کرتے ہیں؟ اور آپ کو غصہ

کیوں نہیں آتا؟'' فرمایا: ''میرے پیارے اللہ عزوجل کا قرآن میں فرمان عالی شان ہے:

وَ الْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَ الْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ.

(پ4 ال عمران 134)

''اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ عزوجل کے محبوب ہیں''۔(کنزالایمان)

یہ آیات مقدسہ سن کروہ یہودی بہت متاثر ہوا، اور یوں عرض گزار رہوا: ''یقیناً آپ کا دین نہایت ہی عمدہ ہے۔ آج سے میں سچے دل سے اسلام قبول کرتا ہوں''۔ پھر اس نے کلمہ پڑھا اور مسلمان ہوگیا۔(تذکرۃ الاولیاء ذکر مالک بن دینار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جلد 1 صفحہ 51)

16- غم خواری:

اپنے بچوں کا ذہن بنایئے کہ جب کسی کو غم زدہ دیکھیں تو اس کی دلجوئی وغم خواری کریں۔

حدیث نمبر ۱۸۰: حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو کسی غمزدہ شخص سے تعزیت (یعنی اس کی غم خواری) کرے گا اللہ عزوجل اسے تقویٰ کا لباس پہنائے گا اور روحوں کے درمیان اس کی روح پر رحمت فرمائے گا اور جو کسی مصیبت زدہ سے تعزیت کرے گا اللہ عزوجل اسے جنت کے جوڑوں میں سے ایسے دو جوڑے پہنائے گا جن کی قیمت پوری دنیا بھی نہیں ہوسکتی''۔

(المعجم الاوسط الحدیث 9292 جلد 6 صفحہ 429)

اسلام ایک کامل واکمل دین ہے جو ہمیں بزرگوں کا احترام سکھاتا ہے۔ اپنی اولاد کو بزرگوں کا احترام کا خوگر بنایئے۔

حدیث نمبر ۱۸۱: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ، راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو نوجوان کسی بزرگ کے سن رسیدہ ہونے کی وجہ سے اس کی عزت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے کسی کو مقرر کر دیتا ہے جو اس نوجوان کے بڑھاپے میں اس کی عزت کرے گا''۔

(سنن الترمذی کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی اجلال الکبیر الحدیث 2029 جلد 3 صفحہ 114)

17-والدین کا ادب واحترام:

اپنی اولاد کو والدین کا ادب بھی سکھائیے۔

حدیث نمبر ۱۸۳: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرکارِ مدینہ، فیض گنجینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے اپنے ماں باپ کی فرمانبرداری کی حالت میں صبح کی تو اس کیلئے جنت کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور اگر والدین میں سے ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے۔ اور جس نے اس حال میں صبح کی کہ وہ اپنے والدین کا نافرمان ہو تو اس کیلئے جہنم کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک ہو تو ایک دروازہ کھلتا ہے''۔ ایک شخص نے عرض کی: ''اگر چہ والدین ظلم کریں''؟ ارشاد فرمایا: ''اگر چہ ظلم کریں، اگر چہ ظلم کریں، اگر چہ ظلم کریں''۔

(شعب الایمان باب فی ابر الوالدین فصل فی حفظ اللسان ......الخ الحدیث 7916 جلد 6 صفحہ 206)

حدیث نمبر ۱۸۴: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو نیک اولاد اپنے والدین کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھے تو اللہ عزوجل اس کی ہر نگاہ کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب لکھے گا''۔ عرض کی گئی: ''اگر چہ روزانہ سو مرتبہ دیکھے؟'' فرمایا: ''ہاں اللہ تعالیٰ سب سے بڑا اور پاک ہے''۔

(شعب الایمان کتاب الایمان باب فی برالوالدین الحدیث 7859 جلد 6 صفحہ 186)

حدیث نمبر ۱۸۵: حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنی ماں کی دونوں آنکھوں کے درمیان (یعنی پیشانی پر) بوسہ دیا تو یہ اس کیلئے جہنم سے روک بن جائے گا''۔

(شعب الایمان باب فی برالوالدین الحدیث 7861 جلد 6 صفحہ 187)

حدیث نمبر ۱۸۶: حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور، سلطان بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے''۔

(کنز العمال کتاب النکاح الباب الثامن فی برالوالدین الحدیث 45431 جلد 16 صفحہ 192)

حدیث نمبر۱۸۷: حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو، تمہارے بچے تمہارے ساتھ نیک سلوک کریں گے''۔

(المستدرک کتاب البر والصلۃ باب بروا آباؤکم الحدیث 7341 جلد 5 صفحہ 214)

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کسی مقام پر ایک آدمی اپنے باپ کو مار رہا تھا۔ لوگوں نے اسے ملامت کی کہ اے نا ہنجار! یہ کیا ہے؟ اس پر باپ بولا: ''اسے چھوڑ دو کیونکہ میں بھی اسی جگہ اپنے باپ کو مارا کرتا تھا، یہی وجہ ہے کہ میرا بیٹا بھی مجھے اسی جگہ مار رہا ہے، یہ اسی کا بدلہ ہے اسے ملامت مت کرو''۔ (تنبیہ الغافلین باب حق الولد علی الوالد صفحہ 69)

19-اساتذہ وعلماء کا ادب:

والدین کو چاہئے کہ اپنی اولاد کو اساتذہ وعلماء کا ادب سکھائیں کہ (علمِ دین سکھانے والا استاذ روحانی باپ ہوتا ہے اور حقیقی والد جسم کا۔

حدیث نمبر۱۸۸: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''علم حاصل کرو اور علم کیلئے بردباری و وقار سیکھو، اور جس سے علم حاصل کر رہے ہو اس کے سامنے عاجزی وانکساری اختیار کرو''۔ (المعجم الاوسط الحدیث 6184 جلد 4 صفحہ 342)

حدیث نمبر۱۸۹: حضرت سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے کسی شخص کو قرآن مجید کی ایک آیت بھی سکھائی وہ اس کا آقا ہے، لہٰذا اب اس شخص کو زیب نہیں دیتا کہ اپنے استاذ کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو اس پر ترجیح (Preference) دے''۔

(المعجم الکبیر الحدیث 7528 جلد 8 صفحہ 112)

20-عاجزی:

اپنے بچوں کو مبتلائے تکبر ہونے سے بچانے کیلئے انہیں عاجزی کی تعلیم دیں کہ ہر مسلمان کو اپنے سے افضل جانیں۔

حدیث نمبر ۱۹۰: اللہ عزوجل کے محبوب، دانائے غیوب، منزہ عن العیوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جو اللہ تعالیٰ کیلئے عاجزی اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے بلندیاں عطا فرماتا ہے''۔
(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والآداب باب استحباب العفو والتواضع الحدیث 2588 صفحہ 1397)

21-اخلاص:

والدین اپنے بچوں کا ذہن بنائیں کہ ہر جائز کام اللہ تعالیٰ کی رضا کیلئے کریں۔

حدیث نمبر ۱۹۱: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، محبوبِ رب اکبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''جو شخص لوگوں میں اپنے عمل کا چرچا کرے گا تو خدائے تعالیٰ اس کی (ریاکاری) لوگوں میں مشہور کردے گا اور اس کو ذلیل ورسوا کرے گا''۔
(شعب الایمان باب فی اخلاص العمل اللہ...... الخ الحدیث 6822 جلد 5 صفحہ 331)

22-سچ بولنا:

حدیث نمبر ۱۹۲: حضورِ پاک، صاحب لولاک، سیاح افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''سچ بولنا نیکی ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے اور جھوٹ بولنا فسق وفجور ہے اور فسق وفجور دوزخ میں لے جاتا ہے''۔ (صحیح مسلم کتاب الادب باب قبح الکذب الحدیث 2607 صفحہ 1405)

مدنی مشورہ:

ان امور کو بآسانی اپنانے کیلئے اپنی اولاد کو دعوت اسلامی کے پاکیزہ مدنی ماحول سے وابستہ کردیجئے۔

اپنے بچوں کو ان امور سے بچایئے

1-سوال کرنا:

دوسروں سے چیزیں مانگنے کی عادت بھی بچوں میں عموماً پائی جاتی ہے۔ آپ اپنی اولاد کو ایسا نہ کرنے دیں اور ان کا ذہن بنایئے کہ شدید ضرورت کے بغیر کسی سے کوئی چیز نہ مانگیں۔

حدیث نمبر ۱۹۳: حضرت سیدنا کبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضورِ پاک، صاحبِ لولاک، سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس بندے نے سوال کا دروازہ کھولا اللہ عزوجل اس پر فقر کا دروازہ کھول دے گا''۔

(جامع الترمذی کتاب الزہد باب ماجاء مثل الدنیا مثل اربعۃ نفر الحدیث 2332 جلد 4 صفحہ 145)

2- اُلٹا نام لینا:

اصل نام سے ہٹ کر کسی کا الٹا نام (مثلاً لمبو، ٹھنگو، کالو وغیرہ) رکھنا بھی ہمارے معاشرے میں بہت معمولی تصور کیا جاتا ہے۔ بالخصوص چھوٹے بچے اس میں پیش پیش ہوتے ہیں حالانکہ اس سے سامنے والے کو تکلیف پہنچتی ہے اور یہ ممنوع ہے۔

ربِ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۔(پ۲۶ الحجرات ۱۱)

''اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو کیا ہی بُرا نام ہے مسلمان ہو کر فاسق کہلانا''۔

صدرالافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ الہادی تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

''بعض علماء نے فرمایا کہ اس سے وہ القاب (Surnames) مراد ہیں جن سے مسلمان کی برائی نکلتی ہو اور اس کو ناگوار ہو لیکن تعریف کے القاب جو سچے ہوں ممنوع نہیں جیسا کہ حضرت ابوبکر کا لقب عتیق (یعنی آزاد) اور حضرت عمر کا فاروق (یعنی فرق کرنے والا) اور حضرت عثمان غنی کا ذوالنورین (دو نوروں والا) اور حضرت علی کا ابوتراب (تراب مٹی کو کہتے ہیں) اور حضرت خالد کا سیف اللہ (یعنی اللہ کی تلوار) رضی اللہ عنہم اور جو القاب بمنزلہ علم (یعنی نام کے قائم مقام) ہو گئے اور صاحبِ القاب کو ناگوار نہیں وہ القاب بھی ممنوع نہیں جیسے کہ اَعْمَشُ (یعنی چندھی آنکھوں والا) اَعْرَجُ (لنگڑا)

باب نمبر 7

طہارت کا باب
استنجاء کے بیان میں

استنجا کرنے کا طریقہ

بیت الخلاء (Latrine) میں داخل ہونے سے پہلے یہ دعا پڑھیں:

بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع یا اللہ میں ناپاک جنوں (نر و مادہ) سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

پھر پہلے الٹا قدم بیت الخلاء میں رکھ کر داخل ہوں سر پر دوپٹہ وغیرہ اچھی طرح لپیٹ لیں تا کہ اس کا کنارہ وغیرہ نجاست میں گر کر ناپاک نہ ہو جائے۔ ننگے سر بیت الخلاء میں داخل ہونا مکروہ ہے۔ عورت کا بلا عذر غیر محرم کے سامنے سر کھولنا یہ حرام ہے جب قضائے حاجت کے لئے بیٹھیں تو منہ اور پیٹھ دونوں میں سے کوئی بھی قبلہ کی طرف نہ ہو اگر بھول کر قبلہ کی طرف منہ یا پشت کر کے بیٹھ گئی تو یاد آتے ہی فوراً قبلہ کی طرف سے رُخ بدل دیں اس میں اُمید ہے کہ اس کے لئے مغفرت فرما دی جائے۔ (فتاوی عالمگیری جلد 1 صفحہ 50)

جب تک بیٹھنے کے قریب نہ ہو کپڑا بدن سے نہ ہٹائے اور نہ ضرورت سے زیادہ بدن کھولے پھر دونوں پاؤں کشادہ کر کے بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھے اور کسی مسئلہ دینی پر غور نہ کرے یہ باعث محرومی ہے اور چھینک یا سلام یا اذان کا جواب اذان۔ سے نہ دے اور اگر چھینکے زبان سے الحمد للہ نہ کہے دل میں کہے اور بغیر ضرورت اپنی شرم گاہ کی طرف نہ دیکھے اور نہ نجاست کو دیکھے جو اس کے بدن سے نکلی ہے اور دیر تک نہ بیٹھے کے اس سے

بواسیر (Piles) کا اندیشہ ہے اور پیشاب میں نہ تھوکے نہ ناک صاف کرے نہ بلا ضرورت کھنکارے نہ بار بار ادھر ادھر دیکھے نہ بیکار بدن چھوئے نہ آسمان کی طرف نگاہ کرے بلکہ شرم وحیاء کے ساتھ سر جھکائے۔ (فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 50)

جب فارغ ہو جائے تو پہلے پیشاب کا مقام دھوئے پھر پاخانہ کا مقام دھوئے اور عورت کے لئے پانی سے استنجے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ کشادہ ہو کر بیٹھے اور آہستہ آہستہ پانی ڈالے اور اُنگلیوں کے پیٹ سے دھوئے انگلیوں کا سرانہ لگے پہلے بیچ کی انگلی اونچی رکھے پھر جو اسکے ساتھ والی انگلی ہے اس کے بعد چھینگلیا اونچی رکھے، خوب مبالغہ کے ساتھ دھوئے تین انگلیوں سے زیادہ سے طہارت نہ کرے اور آہستہ آہستہ ملے یہاں تک کہ چکنائی جاتی رہے۔ (فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 49)

اور جب بعد فراغت بیت الخلاء سے باہر آنے لگے تو پہلے داہنا پاؤں باہر نکالے اور یہ دعا پڑھے۔

الحمد للہ الذی اذھب عنی ما یوذینی وامسک علی ما ینفعنی۔

(فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 50)

نجاستوں کے متعلق احکام

نجاست دو قسم پر ہے ایک کا حکم سخت ہے اس کو نجاست غلیظہ کہتے ہیں دوسری وہ جس کا حکم ہلکا ہے اس کو نجاست خفیفہ کہتے ہیں۔

نجاست غلیظہ

انسان کے بدن سے جو ایسی چیز نکلے کہ اس سے غسل یا وضو واجب ہو تو اس کو نجاست غلیظہ کہتے مثلاً جیسے پاخانہ، پیشاب، بہتا خون، پیپ، منہ بھر قے، حیض ونفاس واستحاضہ کا خون، مذی، ودی وغیرہ۔ (فتاوٰی عالمگیری جلد 1 صفحہ 46)

نجاست غلیظہ کا حکم

نجاستِ غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو

اس کا پاک کرنا فرض ہے بغیر پاک کئے نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور قصداً پڑھی تو گناہ بھی ہوا اور اگر یہ بہت استخفاف ہے تو کفر ہے اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے کہ بغیر پاک کئے نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی ہوئی یعنی ایسی نماز کا اعادہ واجب ہے اور اگر درہم سے کم ہے تو اس کا پاک کرنا سنت ہے کہ بغیر پاک کئے نماز ہوگئی مگر خلاف سنت ہوئی اور اس کا اعادہ بہتر ہے۔

نجاست خفیفہ

جن جانوروں کا گوشت حلال ہے مثلاً جیسے گائے، بیل، بھینس، بکری، اونٹ وغیرہا ان کا پیشاب، نیز گھوڑے کا پیشاب اور جس پرندہ کا گوشت حرام ہے خواہ شکاری ہو یا نہیں مثلاً جیسے کوّا، چیل، شکرا، باز بہری سے یہ سب نجاست خفیفہ ہیں۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 46)

نجاست خفیفہ کا حکم

نجاست خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ کپڑے کے حصہ یا بدن کے جس عضو میں لگی ہے اور اگر اس کی چوتھائی سے کم ہے (مثلاً دامن میں لگی ہے تو دامن کی چوتھائی سے کم آستین (Sleeve) میں اس کی چوتھائی سے کم یونہی ہاتھ میں ہاتھ کی چوتھائی سے کم ہے تو معاف ہے کہ اس سے نماز ہو جائے گی اور پوری چوتھائی میں ہو تو بے دھوئے نماز نہ ہوگی)

(فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 46)

نجاست سے چیزوں (کپڑے یا بدن) کے پاک کرنے کا طریقہ

جو نجاست کپڑے یا بدن پر لگی ہو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ نجاست اگر دلدار یعنی گاڑھی ہو مثلاً جیسے پاخانہ، گوبر، خون وغیرہ تو دھونے میں گنتی کی کوئی شرط نہیں بلکہ اس کو دور کرنا ضروری ہے اگر ایک بار دھونے سے دور ہو جائے تو ایک ہی بار دھونے سے پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے پاک ہو تو چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے گا۔ ہاں اگر تین سے کم میں نجاست دور ہو جائے تو تین بار پورا کر لینا مستحب (Good) ہے اور

اگر نجاست گاڑھی نہ ہو بلکہ پتلی ہو پیشاب وغیرہ تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ اپنی پوری قوت کے ساتھ نچوڑنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔

حیض کا بیان

عورت کا جو خون اوقات معلومہ (ایام مخصوصہ) میں عورت کے بالغ ہونے کے بعد اس کے رحم کے چھوڑنے سے جاری ہوتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں اور ان اوقات کے علاوہ جو خون جاری ہوتا ہے استحاضہ کہتے ہیں۔ حیض کا خون رحم کی گہرائی سے نکلتا ہے۔

(علامہ یحیٰی بن شرف نووی شرح مسلم جلد 1 صفحہ 141)

حیض کے ابتداء کی وجہ

ابتداء میں حیض کا سبب (Reason) یہ تھا کہ حضرت حوّا علیہ السلام سے جب شجر ممنوعہ کھانے کی وجہ سے ربّ حقیقی کی نافرمانی ہوئی تو اللہ عزوجل نے ان کو حیض کے ساتھ مبتلا کر دیا پس اس وقت سے اب تک ان کی اولاد میں یہ ابتلا برابر جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔ (شرح الہدایہ جلد 1 کتاب طہارت باب الحیض صفحہ 258)

حیض کے مسائل

☆ حیض کی مدت کم از کم تین دن تین راتیں ہیں۔ یعنی پورے 72 گھنٹے ایک منٹ بھی اگر کم ہے تو حیض نہیں اور حیض کی زیادہ سے زیادہ مدت دس دن دس راتیں ہیں۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 54)

☆ کرن چمکی تھی کہ حیض شروع ہوا اور تین دن اور تین راتیں پوری ہو کر کرن چمکتے ہی وقت ختم ہوا تو حیض ہے اگرچہ ان تین دن رات کی مقدار 72 گھنٹے نہیں ہے۔ مگر طلوع سے طلوع تک غروب سے غروب تک ضرور ایک دن رات ہے۔

(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 54)

☆ یہ ضروری نہیں کہ مدت میں ہر وقت خون جاری رہے۔ جبھی حیض ہو بلکہ اگر بعض بعض

وقت بھی آئے جب بھی حیض ہے۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 55)

☆ حیض اس وقت سے شمار کیا جائے گا کہ خون فرج خارج میں آ گیا تو اگر کوئی کپڑا رکھ لیا ہے۔ جس کی وجہ سے فرج خارج میں نہیں آیا داخل ہی میں رکا ہوا ہے تو جب تک کپڑا نہ نکالے گی حیض والی نہ ہو گی نمازیں پڑھے گی روزہ رکھے گی۔

(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 55)

☆ حیض کے چھ رنگ ہیں سیاہ' سرخ' سبز' زرد' گدلا' مٹیلا سفید رنگ کی رطوبت حیض نہیں۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 55)

☆ تین دن رات سے کم خون آیا پھر پندرہ دن تک پاک رہی پھر تین دن رات سے کم آیا تو نہ پہلی مرتبہ کا حیض ہے نہ یہ بلکہ دونوں استحاضہ ہیں۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 57)

☆ طلوع وغروب کے علاوہ اگر کسی اور وقت حیض شروع ہوا تو وہی چوبیس گھنٹے کا ایک دن اور ایک رات شمار ہو گا۔ مثلاً آج صبح کو 9 بجے شروع ہوا تو کل صبح ٹھیک 9 بجے ایک دن رات شمار ہو گا۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 42)

حیض والی عورت کے ساتھ کھانا کھانا

حیض والی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا بھی جائز ہے اور اسے اپنے ساتھ کھلانا بھی جائز ہے۔

حدیث نمبر 1: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمت دو عالم شفیع محشر ﷺ یہودیوں میں جب کسی عورت کو حیض آتا تو اسے نہ اپنے ساتھ ٹھہراتے نہ اپنے ساتھ گھروں میں رکھتے حضور پُر نور ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا (عورتوں سے) جماع کے سوا ہر شے کرو"۔

لہٰذا اس حدیث مبارکہ سے پتہ چلتا ہے کہ حیض کے دنوں میں عورت کو الگ رکھنا یہودیوں کے فعل سے مشابہت رکھتا ہے۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 41)

(9) نو سال کی عمر سے پہلے خون آنا

(9) نو سال کی عمر سے پہلے جو خون آیا وہ استحاضہ ہے۔ (بہار شریعت حصہ دوم)

حیض والی کو چھپ کر کھانا

خصوصاً حیض والی عورت کے لئے چھپ کر کھانا بہتر ہے۔(رمضان میں)

(بہار شریعت حصہ دوم)

حالتِ حیض میں جماع کرنا

اگر کسی نے حالت حیض میں جماع کیا تو حرام ہے اور سخت گناہ گار ہے۔

(بہار شریعت حصہ دوم)

روزے کی حالت میں حیض آنا

روزے کی حالت میں حیض یا نفاس شروع ہو گیا تو روزہ جاتا رہا اس کی قضاء کرے اگر روزہ فرض تھا تو قضاء فرض ہے اور اگر روزہ نفل تھا تو قضا واجب ہے۔(فتاویٰ عالمگیری)

معلّمہ حائضہ قرآن مجید کیسے پڑھائے

معلّمہ (Lady Teacher) کو حیض و نفاس ہو تو ایک ایک کلمہ سانس توڑ توڑ کر پڑھانے اور ہجے کرانے میں کوئی حرج نہیں۔(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 42)

حیض یا استحاضہ

دو حیضوں کے درمیان کم سے کم پورے پندرہ دن کا فاصلہ ضروری ہے اگر پورے پندرہ دن نہ ہوئے تھے کہ خون آیا تو وہ استحاصہ ہے۔(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 43)

حیض کی حالت میں نماز کا حکم

حیض کے دنوں میں حائضہ عورت پر نمازیں معاف ہیں اور ان کی کوئی قضا نہیں ہے۔

(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 48)

البتہ حیض کے دنوں میں رمضان کے روزے ہونے پر ان کی قضا رکھنا فرض ہے

نفاس کا بیان

بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں۔(فتاویٰ رضویہ جلد 4 صفحہ 354)

نفاس کی ضروری وضاحت

بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں اس کی زیادہ سے زیادہ مدت (Time) چالیس دن ہے یعنی اگر چالیس دن کے بعد بھی بند نہ ہو تو مرض ہے۔ لہٰذا چالیس دن پورے ہوتے ہی غسل کرے اور چالیس دن سے پہلے بند ہو جائے خواہ بچہ کی ولادت کے بعد ایک منٹ ہی میں بند ہو جائے تو جس وقت بھی بند ہو غسل کرے اور نماز و روزہ شروع ہو گئے اگر چالیس دن کے اندر اندر دوبارہ خون آ گیا تو شروع ولادت سے ختم خون تک سب دن نفاس ہی کے شمار ہوں گے۔ مثلاً ولادت کے بعد دو منٹ تک خون آ کر بند ہو گیا اور عورت غسل کر کے نماز و روزہ وغیرہ ادا کرتی رہی چالیس دن پورے ہونے میں فقط دو منٹ باقی تھے کہ پھر خون آ گیا تو سارا چلہ یعنی مکمل چالیس دن نفاس کے ٹھہریں گے جو بھی نمازیں پڑھیں یا روزے رکھے سب بیکار ہو گئے یہاں تک کہ اگر اس دوران فرض و واجب نمازیں یا روزے قضا کئے تھے تو وہ بھی پھر سے ادا کرے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد (4) 354)

نفاس کے مسائل

☆ کسی عورت کو چالیس دن سے زیادہ خون آیا تو اگر اس کے پہلی بار بچہ پیدا ہوا ہے یا یہ یاد نہیں کہ اس سے پہلے بچہ ہونے میں کتنے دن خون آیا تھا تو چالیس دن رات تو نفاس ہے باقی استحاضہ اور جو عادت معلوم ہو تو عادت کے دنوں تک نفاس ہے اور جتنا زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے جیسے عادت تیس دن کی تھی اس بار پنتالیس دن آیا تو تیس دن نفاس کے ہیں اور پندرہ دن استحاضہ کے۔ (درمختار)

☆ اگر دونوں بچوں کی پیدائش میں چھ مہینے یا زیادہ کا فاصلہ ہے تو دوسرے کے بعد بھی نفاس ہے۔ (درمختار)

☆ حیض و نفاس والی عورت کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔

☆ ایسی عورت کو مسجد میں جانا یا خانہ کعبہ کے اندر جانا اور اس کا طواف کرنا اگرچہ مسجد حرام کے باہر سے ہو حرام ہے یونہی مسجد سے گزرنا یا اس حالت میں سجدۂ شکر و سجدۂ تلاوت

کرنا حرام ہے اور آیت سجدہ سننے سے اس پر سجدہ واجب نہیں۔ (در المختار)

☆ اس حالت (یعنی حیض و نفاس) میں روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا حرام ہے بلکہ نمازیں معاف ہیں ان کی قضا بھی نہیں ہاں روزوں کی قضا اور دنوں میں رکھنا فرض ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری)

ایک مدنی پھول

حیض و نفاس والی عورت نماز کے وقت میں وضو کر کے اتنی دیر تک ذکر الٰہی، درود شریف اور دوسرے وظائف مثلاً شجرہ وغیرہ دعائیں پڑھ لیا کرے۔ جتنی دیر نماز پڑھتی تھی تا کہ عادت (ذکر الٰہی) قائم رہے۔ (فتاوی عالمگیری)

☆ بچہ ابھی آدھے سے زیادہ پیدا نہیں ہوا اور نماز کا وقت جا رہا ہے اور یہ گمان (Doubt) ہے کہ آدھے سے زیادہ باہر ہونے سے پہلے ختم ہو جائے تو اس وقت کی نماز جس طرح ممکن ہو پڑھے اگر قیام، رکوع، سجود نہ ہو سکے تو اشارہ سے پڑھے وضو نہ کرے تو تیمّم سے پڑھے اور اگر نہ پڑھی تو گناہ گار ہو گی۔ توبہ کرے اور بعد طہارت قضاء پڑھے۔ (بہار شریعت حصہ دوم)

☆ نفاس کے رنگ کے متعلق وہی احکام ہیں جو حیض میں بیان ہوئے ہیں۔

(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 59)

حیض و نفاس والی عورت کا قرآن کا چھونا

حیض و نفاس والی عورت کو قرآن مجید پڑھنا دیکھ کر یا زبانی اور اس کا چھونا اگرچہ اس کی جلد یا چولی یا حاشیہ کو ہاتھ یا انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ لگے یہ سب حرام ہیں۔

(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 59)

☆ کاغذ کے پرچے پر کوئی سورت یا آیت لکھی ہو اس کا بھی چھونا حرام ہے۔

(بہار شریعت [illegible]

☆ جزدان (Satchel) میں قرآن مجید ہوتو اس جزدان کے چھونے میں حرج نہیں۔

(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 59)

☆ حیض و نفاس کی حالت میں کرتے کے دامن یا دوپٹے کے آنچل سے یا کسی ایسے کپڑے سے جس کو پہنے اوڑھے ہوئے ہے۔ قرآن مجید چھونا حرام ہے غرض اس حالت میں قرآن مجید و دینی کتب پڑھنے اور چھونے کے متعلق وہی سب احکام ہیں۔

(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 59)

ضروری بہت ضروری

نفاس میں عورت کو زچہ خانے سے نکلنا جائز ہے اور اس کو ساتھ کھلانے یا اس کا جھوٹا کھانے میں حرج نہیں۔ ان علاقوں میں جو بعض جگہ ان کے برتن الگ کر دیتی ہیں۔ بلکہ ان برتنوں کو مثل نجس کے جانتی ہیں یا انہیں کسی برتن سے ہاتھ لگانے نہیں دیتی۔ یہ اس طرح کی یہود و ہنود کی رسمیں (Custonms) ہیں۔ ایسی بے ہودہ رسموں سے دور رہنا لازم ہے اکثر عورتوں میں یہ رواج ہے کہ جب تک چلہ (یعنی نفاس کے چالیس دن) پورا نہ ہوئے اگرچہ نفاس ختم ہو گیا ہو نہ نماز پڑھیں نہ اپنے آپ کو نماز کے قابل جانیں یہ محض جہالت ہے جس وقت نفاس ختم ہوا اسی وقت سے نہا کر نماز شروع کر دیں اور اگر نہانے میں بیماری کا پورا اندیشہ ہے تو تیمّم کریں اور نماز پڑھیں۔ (بہار شریعت حصہ دوم)

استحاضہ کا بیان

استحاضہ وہ خون ہے جو بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے آئے لیکن نہ تو عادی طور پر اور نہ بچہ کی پیدائش کے بعد، بلکہ کسی بیماری کی وجہ سے ہو۔

استحاضہ کے مسائل

☆ استحاضہ میں نہ نماز معاف ہے نہ روزہ اور نہ ایسی عورت سے صحبت حرام ہے۔

(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 62)

☆ استحاضہ اگراس حد تک پہنچ گیا کہ اس مستحاضہ کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وضو کر کے فرض نماز ادا کر سکے تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک اسی حالت (Condition) میں گزر جانے پر اس کو معذور کیا جائے گا ایک وضو سے اس وقت میں جتنی نمازیں چاہے پڑھے خون آنے سے اس کا وضو نہ جائے گا۔

(بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 62)

☆ اگر کپڑا رکھ کر اتنی دیر تک خون روک سکتی ہے کہ وضو کر کے فرض پڑھ لے تو عذر ثابت نہ ہو گا۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 62)

☆ خون بہتے میں وضو کیا اور وضو کے بعد خون بند ہو گیا اور اسی وضو سے نماز پڑھ لی اور اس کے بعد جو دوسرا وقت آیا وہ بھی پورا گزر گیا کہ خون نہ آیا تو پہلی نماز کا اعادہ کرے یونہی اگر نماز میں بند ہوا اور اس کے بعد دوسرے میں بالکل نہ آیا جب بھی اعادہ کرے۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 63)

☆ فرض نماز کا وقت جانے سے معذور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ جیسے کسی نے عصر کے وقت وضو کیا تھا تو سورج کے ڈوبتے ہی وضو جاتا رہا اور اگر کسی نے آفتاب نکلنے کے بعد وضو کیا تو جب تک ظہر کا وقت ختم نہ ہو وضو نہ جائے گا کہ ابھی تک کسی فرض نماز کا وقت نہیں گیا۔ (بہار شریعت حصہ دوم صفحہ 63)

☆ اگر کسی ترکیب سے عذر جاتا رہے یا اس میں کمی کی جائے تو اس ترکیب کا کرنا فرض ہے مثلاً کھڑے ہو کر پڑھنے سے خون بہتا ہے اور بیٹھ کر پڑھے تو نہ بہے گا تو بیٹھ کر پڑھنا فرض ہے۔

ماہواری کے دور کی احتیاطیں

1- ماہواری (Per Menses) کے دنوں میں پرسکون رہیں اور کوئی محنت ومشقت کا کام یا بھاری چیز کو اٹھانے کی غلطی کبھی نہ کریں اس کے نتیجے میں رحم اپنی جگہ سے ٹل سکتا ہے یا اعضائے نسوانی میں کوئی بھی بیماری پیدا ہو سکتی ہے۔

2- کسی طرح بھی جسم میں ٹھنڈ نہیں لگنی چاہیے۔

3- اپنی سوچ مدنی (دینی) رکھیں اور اخلاقیات کے متعلق کتب وغیرہ کا مطالعہ کریں اور بُرے و گندے خیالات سے احتیاط برتیں۔

4- ماہواری کا خون رکنا نہیں چاہیے اس کا خیال رکھنا چاہیے اور اس قسم کے صاف ستھرے کپڑے یا اسپنج والے پیڈ استعمال کرنے چاہئیں جو اس خون کو جذب کر لیں۔

5- ان کپڑوں یا پیڈوں کو ضرورت کے مطابق بدلتا رہنا چاہیے اور ہمیشہ صاف ستھرے اور جراثیم سے پاک کپڑے یا پیڈ استعمال کرنے چاہئیں کیونکہ پرانے یا بغیر گرم پانی میں دھوئے کپڑے جراثیم (Germs) سے آلودہ ہو جاتے ہیں جو خطرناک بیماری کا سبب بن سکتے ہیں۔

6- ماہواری کے خون کے داغ کپڑوں کو دھونے پر ختم ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ داغ ختم نہ ہوں تو ہو سکتا ہے ماہواری میں کوئی نقص واقع ہو گیا ہو جس کا فوری علاج کرانا چاہیے۔

7- صاف اور ناصاف خون کی پہچان بھی اسی طرح ہوتی ہے صاف خون کا داغ گہرا لال ہوگا اور اس کے چاروں طرف پھیلی ہوئی سرخی بتدریج پیلی پڑتی دکھائی دے گی اس کے برخلاف اگر خون کی اصل جگہ پیلی اور ہلکی دکھائی دے اور اس کے آس پاس کی گولائی گہری لال دکھائی دے تو سمجھنا چاہیے کہ ماہواری میں کوئی خرابی ہوگئی ہے اور فوری علاج معالجہ پر توجہ دینی چاہیے۔

8- شرمگاہ کے اندر اسپنج یا کپڑا وغیرہ کچھ بھی نہیں رکھنا چاہیے۔

9- بعض ایسی خواتین جو گیلے کپڑے پہن کر ان دنوں میں سوتی ہیں ان کو جوڑوں کے درد میں مبتلا دیکھا گیا ہے یہ احتیاط استقرار حمل اور زچگی تک کرنا بہتر ہے۔

10- ان دنوں، دکھ، غصہ، لڑائی جھگڑا وغیرہ کا خیال بھی دل میں نہیں آنا چاہیے کہ ماہواری کے دنوں میں گرمی زیادہ بڑھ جاتی ہے نتیجتاً قدرتی طور پر کہ ٹھنڈ میں رہے اور آرام

کرے۔

11- پہلی مرتبہ ماہواری کا خون جاری ہونے پر بعض لڑکیوں کو معلومات نہ ہونے کے سبب ڈر اور خوف ہو جاتا ہے۔ اس لئے مناسب یہی ہے کہ گھر کی دوسری سمجھدار عورتیں ماہواری سے متعلق مکمل معلومات احتیاطاً ان کو بتا دیں کیونکہ نہ بتانے سے کبھی کبھی بڑی مصیبت اٹھانی پڑ جاتی ہے۔

ان مذکورہ احتیاطوں پر عمل نہ کرنے سے ماہواری میں نقص واقع ہو جاتا ہے اور کئی طرح کے اندرونی پیچیدہ امراض (Complicated Diseases) پیدا ہو جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں عورت اپنی صحت خراب کر بیٹھتی ہے اور بعض اوقات زندگی ہی داؤ پر لگ جاتی ہے۔ بہت سی خواتین کو ان دنوں میں کوئلہ، مٹی وغیرہ اشیاء کے کھانے کی خواہش ہوتی ہے جو پیٹ کے مختلف امراض پیدا کر سکتی ہیں۔

جنب کے احکام و مسائل

جنب کی تعریف

''جنب'' ایسے مرد و عورت کو کہتے ہیں جن پر غسل فرض ہو گیا ہو اور اس ناپاکی (Pollution) کی حالت کو ''جنابت'' کہتے ہیں۔

غسل فرض ہونے کے پانچ اسباب

1- منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر عضو سے نکلنا۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 4)

2- احتلام یعنی سوتے میں منی کا نکل جانا۔ (خلاصۃ الفتاویٰ جلد 1 صفحہ 13)

3- شرمگاہ میں حشفہ (سپاری) داخل ہو جانا خواہ شہوت ہو یا نہ ہو دونوں پر غسل فرض ہے۔ (مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی صفحہ 97)

4- حیض سے فارغ ہونا۔ (ایضاً)

5- نفاس (یعنی بچہ جننے پر جو خون آتا ہے اس) سے فارغ ہونا۔ (تبیین الحقائق جلد 1 صفحہ 17)

نوٹ: اکثر عورتوں میں یہ مشہور ہے کہ بچہ جننے کے بعد عورت چالیس دن تک لازمی

طور پر ناپاک رہتی ہے۔ یہ بالکل غلط ہے۔

عورتیں غسل جنابت میں اکثر تاخیر کر دیتی ہیں یہاں تک کہ نمازیں قضا ہو جاتی ہیں۔ چنانچہ اسی طرح اگر رات میں کسی وجہ سے ناپاک ہوگئیں غسل کی ضرورت پڑگئی تو صبح ہی غسل کرکے صبح فجر کی نماز نہیں پڑھتی ہیں بلکہ دن چڑھے غسل کرتی ہیں اور کسی بھی نماز کا قضا کر دینا وقت پر نہ پڑھنا گناہ کبیرہ ہے۔ لہٰذا غسل کی ضرورت پر صبح جلد ہی غسل کرکے صبح فجر کی نماز کو وقت پر پڑھ لے۔ غسل کا انتظام رکھنا واجب ہے۔ اس وقت ٹھنڈے پانی سے نقصان ہو تو گرم پانی کا انتظام رکھنا واجب ہے تاکہ نمازِ فجر وقت پر ادا کر سکے۔

غسل جنابت نہ کرنے پر وعید

حدیث نمبر 2: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پُر نور، سیّد المبغلین، راحت العاشقین ﷺ نے فرمایا کہ اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے جس گھر میں تصویر یا کتا یا جنبی (جس پر غسل واجب ہے) موجود ہو۔
(مشکوٰۃ شریف جلد 1 صفحہ 50)

حدیث نمبر 3: حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ رحمت کے فرشتے ان کے قریب نہیں 1 کافر کا مردہ 2 خلوق (عورتوں کی خوشبو لگانے والا) 3 جنب۔ (مشکوٰۃ شریف جلد دوم صفحہ 50)

تشریح وتوضیح: ان مذکورہ احادیث میں جنابت (یعنی جس پر غسل فرض ہو جائے) والے پر وعید (Threat) آئی ہے۔

جنبی (جس پر غسل فرض ہے) کے احکام

☆ جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کو مسجد میں جانا، طواف کرنا، قرآن مجید چھونا اگرچہ اس کا سادہ حاشیہ یا جلد یا چولی چھوئے یا بے چھوئے دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویز لکھنا یا ایسا تصویر چھونا یا ایسی انگوٹھی چھونا یا پہننا جیسے مقطعات کی انگوٹھی حرام ہے۔

☆ اگر قرآن عظیم جزدان میں ہوتو جزدان پر ہاتھ لگانے میں حرج نہیں یونہی رومال وغیرہ کسی ایسے کپڑے سے پکڑنا جواپنا تابع ہونہ قرآن مجید کا تو جائز ہے کرتے کی آستین دوپٹے کے آنچل سے، یہاں تک کہ چادر کا ایک کونا اس کے مونڈھے پر ہے دوسرے کونے سے چھونا حرام ہے کہ سب اس کے تابع ہیں جیسے چولی قرآن مجید کے تابع تھی۔ (شامی جلد 1 صفحہ 161)

☆ روپیہ پر آیت لکھی ہوتو ان سب کو (یعنی بے وضو اور جنب اور حیض ونفاس والی کو) اس کا چھونا حرام ہے ہاں اگر تھیلی میں ہوتھیلی اٹھانا جائز ہے۔ یونہی جس برتن یا گلاس پر سورۃ یا آیت لکھی ہوتو اس کا چھونا بھی ان کو حرام ہے اور اس کا استعمال سب کو مکروہ مگر جب کہ خاص بہ نیت شفا ہو۔

☆ قرآن مجید دیکھنے میں ان سب پر کچھ حرج نہیں اگر چہ حروف پر نظر پڑے اور الفاظ سمجھ میں آئیں اور خیال میں پڑھتے جائیں۔ (درمختار جلد 1 صفحہ 161)

☆ ان سب کو فقہ وحدیث وتفسیر کی کتابوں کا چھونا مکروہ ہے اور اگر ان کو کسی کپڑے سے چھوا اگر چہ اس کو پہنے یا اوڑھے ہوتو حرج نہیں مگر موضع آیت پر ان کتابوں میں بھی ہاتھ رکھنا حرام ہے۔ (شامی جلد 1 صفحہ 163)

طہارت کے احکام ومسائل

نماز کے لئے طہارت ایسی ضروری (Necessary) چیز ہے کہ اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔

حدیث نمبر 4: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے حضور سیّد المغلین راحت العاشقین ﷺ کو خود سنا آپ فرمارہے تھے کہ کوئی نماز طہارت و وضو کے بغیر قبول نہیں ہوتی اور حرام مال سے دیا گیا کوئی صدقہ بھی قبول نہیں ہوتا۔ (مسلم شریف جلد 1)

تشریح وتوضیح: اس حدیث رسول ﷺ سے معلوم ہو گیا کہ طہارت و وضو کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔

طہارت کی قسمیں

طہارت کی دو قسمیں ہیں۔

1-طہارت صغریٰ 2-طہارت کبریٰ

اور طہارت صغریٰ وضو ہے اور طہارت کبریٰ غسل ہے جن چیزوں سے صرف وضو لازم ہوتا ہے ان کو حدث اصغر کہتے ہیں اور جن سے غسل فرض ہو ان کو حدث اکبر

وضو کا بیان

وضو کے فرائض

وضو میں چار فرض ہیں:

1- منہ دھونا

2- کہنیوں سمیت دونوں ہاتھوں کا دھونا

3- سر کا مسح کرنا

4- ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کو دھونا۔(شامی جلد 1 صفحہ 203)

فرض کی تعریف

ہمارے (احناف کے) نزدیک فرض اس حکم کو کہتے ہیں جو ایسی دلیل قطعی سے ثابت ہو جس میں شبہ نہ ہو اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا کرنے والا مستحق ثواب اور اس کو ترک کرنے والا مستحق عقاب ہوگا۔(شرح ہدایہ جلد 1 صفحہ 121 کتاب الطہارات) یعنی اس کا چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے۔

وضو کی سنتیں

وضو کی بارہ سنتیں ہیں

1-نیت کرنا۔

2- بسم اللہ پڑھنا۔ اگر وضو سے قبل بسم اللہ والحمد للہ کہہ لیں تو جب تک باوضو رہیں گے فرشتے نیکیاں لکھتے رہیں گے۔ (مجمع الزوائد جلد 1 صفحہ 513 رقم 1112)

3- دونوں ہاتھوں پہنچوں تک دھونا۔

4- تین بار مسواک کرنا۔

5- تین چلو سے تین بار کلی کرنا۔

6- روزہ نہ ہو تو غرغرہ کرنا۔

7- تین چلو سے تین بار ناک میں پانی چڑھانا۔

8- داڑھی ہو تو اس کا خلال کرنا۔

9- ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔

10- پورے سر کا ایک ہی بار مسح کرنا۔

11- کانوں کا مسح کرنا۔

12- فرائض میں ترتیب قائم رکھنا (یعنی جن اعضاء کا دھونا فرض ہے ان میں پہلے منہ پھر ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا پھر سر کا مسح کرنا اور پھر پاؤں دھونا) اور پے دَر پے وضو کرنا یعنی ایک عضو سوکھنے نہ پائے کہ دوسرا عضو دھو لینا۔ (فتاویٰ عالمگیری جگد 1 صفحہ 6)

سنت کی تعریف

سنت وہ فعل ہے جس پر حضور تاجدار رسالت، پیکر علم و حکمت محسن انسانیت ﷺ نے کبھی کبھار ترک کے ساتھ ہمیشگی فرمائی ہے۔ (ھدا شرح ھدایہ جلد 1 صفحہ 125 کتاب الطہارت) یا یہ کہ آپ ﷺ نے اس کے کرنے کی تاکید (Confirmation) فرمائی اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا بہت برا۔ یہاں تک کہ جو اس کے چھوڑنے کی عادت ڈال لے وہ عذاب کا مستحق ہے۔

سنت پر عمل کے فضائل

حدیث نمبر 5: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پُر نور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میری اُمت کے بگڑتے وقت میری سنت کو مضبوطی (Durability) سے تھامے رکھا (یعنی اس پر عمل کرتا رہا) تو اس کے لئے سو شہیدوں کے برابر ثواب ہے۔

(1-طبرانی اوسط جلد 5 صفحہ 315 رقم 5414) (2-حلیۃ اولیاء جلد 8 صفحہ 200)(3-الفردوس جلد 4 صفحہ 198 رقم 6608) (4-مشکوٰۃ شریف جلد 1 صفحہ 55 باب الاعتصام بالکتاب و سنۃ) (5-الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 41 رقم 65)(6-مجمع الزوائد جلد 1 صفحہ 172) (7-میزان الاعتدال جلد 2 صفحہ 270)

باب نمبر 8

اسلامی آداب

کھانے کے آداب

کھانا اللہ عزوجل کی بہت ہی پیاری نعمت ہے۔اس میں ہمارے لیے طرح طرح کی لذتیں بھی رکھی گئی ہیں۔اچھی نیت کے ساتھ شریعت وسنت کے مطابق حلال کھانا کارثواب ہے۔مفسر شہیر حکیم الامت حضرت مفتی احمد یار خان (علیہ الرحمۃ) فرماتے ہیں کہ ''کھانا بھی اللہ عزّ وجل کی طرف سے عبادت ہے بندۂ مومن کے لیے۔'' (تفسیر نعیمی جلد 8 صفحہ 51)

کھانے کی نیت کس طرح کریں

کھانا کھاتے وقت بھوک لگی ہونا سنت ہے۔کھانے میں یہ نیت کیجئے کہ اللہ عزوجل کی عبادت پر قوت حاصل کرنے کے لیے کھا رہا ہوں۔

نیت کی اہمیت

نیت کو بہت اہمیت حاصل ہے۔اسی لیے تو حضور سید المبلغین ﷺ کا فرمان ہے کہ

حدیث نمبر 1: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شفیع روز شمار، دو عالم کے مالک ومختار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔(بخاری شریف جلد 1 کتاب الوحی رقم 1)

تشریح وتوضیح: جو عمل اللہ عزوجل کی رضا کے لیے کیا جائے اس میں ثواب ملتا ہے۔ ریاء یعنی اگر دکھاوے کے لیے وہی کام کیا جائے تو وہی عمل گناہ کا باعث بن جاتا ہے اور اگر کچھ بھی نیت نہ ہو تو نہ ثواب ملے گا نہ گناہ۔جبکہ وہ عمل جائز ہو۔مثلاً کوئی حلال چیز جیسا کہ آئس کریم، مٹھائی یا روٹی کھائی اور اس میں کچھ نیت نہ کی تو نہ ثواب ہوگا نہ گناہ اور اگر نیت کر

لیں گے تو ثواب ملے گا۔

کھانے کا وضو محتاجی دور کرتا ہے

حدیث نمبر 2: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور روحی فداہ ﷺ کا فرمان ہے کہ کھانے سے پہلے اور بعد وضو کرنا محتاجی (Want) کو دور کرتا ہے اور یہ رسولوں (علیہم السلام) کی سنتوں میں سے ہے۔ (طبرانی اوسط جلد 5 صفحہ 231 رقم 7166)

مل کر کھانا کھانے میں برکت ہے

حدیث نمبر 3: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور ﷺ کا فرمان برکت نشان ہے کہ اکٹھے ہو کر کھاؤ۔ الگ الگ نہ کھاؤ کہ برکت جماعت کے ساتھ ہے۔ (ابن ماجہ شریف رقم 3287)

کھڑے ہو کر کھانا کیسا ہے

حدیث نمبر 4: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے اور کھڑے ہو کر کھانے سے منع فرمایا ہے۔

(مجمع الزوائد جلد 5 صفحہ 23 رقم 7921)

کھانے کی سنتیں

حدیث نمبر 5: حضور پرنور ﷺ کھڑے ہو کر نہیں کھاتے تھے۔ (مجمع الزوائد رقم 7921)

حدیث نمبر 6: حضور نور مجسم ﷺ تکیہ لگا کر نہیں کھاتے تھے۔ (ابوداؤد شریف رقم 3769)

حدیث نمبر 7: حضور مکی مدنی سرکار ﷺ کھانا میز پر رکھ کر تناول نہ فرماتے تھے۔

(بخاری شریف رقم 55386)

حدیث نمبر 8: حضور روحی فداہ ﷺ جو کچھ مل جاتا تناول فرمالیتے تھے۔

(مسلم شریف رقم 2052)

حدیث نمبر 9: حضور سید المبلغین ﷺ نہ تو گھر والوں سے کھانا مانگتے اور نہ ان کے سامنے خواہش ظاہر کرتے جو ملتا قبول فرمالیتے۔ (اتحاف صفحہ 248)

حدیث نمبر 10: حضور راحت العاشقین ﷺ بعض اوقات خود اٹھ کر کھانے پینے کی چیز لے لیتے۔(ابوداؤد شریف رقم 3856)

حدیث نمبر 11: حضور سید المذنبین ﷺ اپنے سامنے سے تناول فرماتے۔

(شعب الایمان رقم 5846)

حدیث نمبر 12: حضور سراج الامت ﷺ تین انگلیوں سے تناول فرماتے تھے۔

(مصنف ابن ابی شیبہ رقم 3)

حدیث نمبر 13: حضور صاحب لولاک ﷺ بعض اوقات چار انگلیوں سے بھی تناول فرماتے۔(جامع صغیر رقم 6942)

حدیث نمبر 14: حضور سیاح افلاک ﷺ دو انگلیوں سے تناول نہ فرماتے اور ارشاد فرماتے کہ یہ شیطان کا طریقہ ہے۔(جامع صغیر رقم 6940)

حدیث نمبر 15: حضور شافع اور محشر ﷺ جو کہ بغیر چھنے آٹے کی روٹی تناول فرماتے۔(بخاری شریف رقم 5410)

حدیث نمبر 16: حضور دو جہاں کے تاجور ﷺ کا کھانا اکثر کھجور اور پانی پر مبنی ہوتا۔

(بخاری شریف رقم 5383)

حدیث نمبر 17: حضور بی بی آمنہ کے لال ﷺ دودھ اور کھجور اکٹھے استعمال فرماتے اور ان کو دو عمدہ کھانے قرار دیتے۔(مسند امام احمد بن حنبل رقم 15893)

حدیث نمبر 18: حضور شہنشاہ خوش خصال ﷺ کا پسندیدہ کھانا گوشت تھا۔

(ترمذی شریف رقم 187)

حدیث نمبر 19: حضور پیکر حسن و جمال ﷺ فرماتے کہ گوشت کانوں کی سماعت بڑھاتا ہے اور یہ دنیا و آخرت کے کھانوں کا سردار ہے۔ اگر میں اللہ عزوجل سے سوال کرتا کہ مجھے روزانہ گوشت عطا کرے تو عنایت فرماتا۔(اتحاف صفحہ 238)

حدیث نمبر 20: حضور پیکر عظمت و شرافت ﷺ گوشت اور کدو سے ثرید بنا کر کھاتے (یعنی گوشت اور کدو کے سالن میں روٹی کے ٹکڑے اچھی طرح بھگو کر تناول

فرماتے)(اتحاف صفحہ 239)

حدیث نمبر 21: حضور محبوب رب العزت ﷺ گردے (کھانا) ناپسند فرماتے کیونکہ وہ پیشاب کے قریب ہوتے ہیں۔ (کنز الاعمال رقم 18212)

حدیث نمبر 22: حضور محسن انسانیت ﷺ کو بکری (اور بکری) کے گوشت میں دست (یعنی بازو) اور شانہ (یعنی کندھا) پسند تھا۔ (ترمذی شریف رقم 1842)

حدیث نمبر 23: حضور دانائے غیوب ﷺ کو تلی (کھانے سے) نفرت تھی۔ مگر اس کو حرام قرار نہیں دیا۔ (اتحاف صفحہ 243)

حدیث نمبر 24: حضور نور کے پیکر ﷺ اپنی مبارک انگلیوں سے رکابی چاٹتے اور فرماتے کہ کھانے کے آخر میں برکت زیادہ ہے۔ (شعب الایمان)

حدیث نمبر 25: حضور سلطان بحر و بر ﷺ کو پھلوں میں خربوزہ اور انگور زیادہ پسند تھے۔ (کنز الاعمال رقم 18200)

حدیث نمبر 26: حضور تمام نبیوں کے سرور ﷺ کچا لہسن، کچی پیاز و گندنا (ایک بدبودار سبزی) نہیں کھاتے تھے۔ (تاریخ بغداد جلد 2 صفحہ 262)

کھانا کھانے کے آداب

1- اگر مل کر کھا رہے ہو تو بسم اللہ زور سے پڑھیے تاکہ دوسروں کو بھی یاد آجائے۔

2- کھانا شروع کرنے سے پہلے یہ دعا پڑھ لی جائے۔

بِسْمِ اللهِ وَبِاللهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ .

ترجمہ: اللہ عزوجل کے نام سے شروع کرتا ہوں جس کے نام کی برکت سے زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ اے ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والے۔ (کنز الاعمال جلد 15 صفحہ 109 رقم 40792)

فائدہ: اگر کھانے میں زہر بھی ملا ہو گا تو انشاء اللہ عزوجل اثر نہ کرے گا۔

3- اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول گئے تو دوران طعام یاد آنے پر اس طرح کہہ لیں۔

بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَ آخِرَہٗ

ترجمہ: اللہ عزوجل کے نام سے کھانے کی ابتداء اور انتہا۔

4- مٹی کے برتن میں کھانا افضل ہے کہ ''جو اپنے گھر میں مٹی کے برتن بنواتا ہے۔ فرشتے اس گھر کی زیارت کرنے آتے ہیں۔ (ردالمختار جلد 9 صفحہ 495)

5- برتن چاٹ لیجئے۔ حدیث نمبر 27: کھانے کے بعد جو برتن چاٹتا ہے۔ وہ برتن اس کے لیے دعا کرتا ہے اور کہتا ہے اللہ عزوجل تجھے جہنم کی آگ سے آزاد کرے جس طرح تو نے مجھے شیطان سے آزاد کیا۔ (کنزالاعمال جلد 15 صفحہ 111 رقم 40822)

6- کھانے کے بعد دانتوں کا خلال سنت ہے۔

7- حدیث نمبر 28: حضور سلطان مکہ مکرمہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کھانا کھائے اور یہ کلمات کہے تو اس کے گزشتہ تمام گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

دعا کے وہ کلمات یہ ہیں:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا اور میری کسی مہارت وقوت کے بغیر مجھے یہ رزق عطا فرمایا۔

(1- ترمذی شریف جلد 2 کتاب الدعوت رقم 3458) (2- طبرانی کبیر جلد 20 رقم 389)

8- حدیث نمبر 29: حضور روحی فداہ ﷺ کا فرمان صحت نشان ہے کہ آدمی اپنے پیٹ سے زیادہ برا برتن نہیں بھرتا۔ انسان کے لیے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھیں اگر ایسا نہ کرسکے تو تہائی (1/3) کھانے کے لیے تہائی پانی کے لیے اور ایک تہائی سانس کے لیے ہو۔

(1- ترمذی شریف کتاب الزہد رقم 238) (2- ابن ماجہ شریف رقم 3349)

مزید کھانے کی سنتیں اور آداب سیکھنے کے لیے شیخ طریقت امیر دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطا قادری دامت برکاتہم عالیہ کی تصنیف ''آداب طعام'' کا مطالعہ

کیجئے۔

پانی پینے کی سنتیں اور آداب

کھانے کی طرح پانی بھی اللہ عزوجل کی بہت عظیم نعمت ہے۔ اس کے بغیر ہمارا زندہ رہنا ممکن نہیں۔ ہر پرندہ چرند اور درندہ پانی پیتا ہے۔ جانور بھی پانی پیتا ہے۔ انسان بھی پانی پیتا ہے۔ کافر بھی پانی پیتا ہے، تو مسلمان بھی پانی پیتا ہے۔ ہر ایک کے پانی پینے کا انداز (Thrower) جدا جدا ہے۔ خصوصاً ایک مسلمان کا پانی پینا سب سے ممتاز ہونا چاہیے۔ مسلمان کی ہر ہر ادا پیارے آقا ﷺ کی سنت ہونی چاہیے۔

لہٰذا اگر ہم سنت کے مطابق پیئں گے تو ہمارا پینا بھی ثواب کا باعث ہوگا۔

ٹھنڈا پانی پینا سنت

حدیث نمبر 30: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور پرنور ﷺ کو تمام پانیوں میں سے میٹھا اور ٹھنڈا پانی پسند تھا۔ (ترمذی شریف)

پانی تین سانس میں پینا سنت ہے

حدیث نمبر 31: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکمل واطہر ﷺ پانی پینے کے دوران تین مرتبہ سانس لیتے تھے۔ (بخاری شریف)

ایک ہی سانس میں پانی پینا اونٹ کا طریقہ ہے

حدیث نمبر 32: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور طٰہٰ ویٰس ﷺ نے فرمایا کہ اونٹ کی طرح ایک ہی مرتبہ نہ پی جایا کرو بلکہ دو یا تین بار پیا کرو اور جب پینے لگو تو بسم اللہ پڑھا کرو اور جب پی چکو تو الحمد للہ کہا کرو۔

(1-ترمذی شریف کتاب الاشربۃ رقم 1885) (2-طبرانی کبیر جلد 11 رقم 11378)

پانی پینے کی متفرق سنتیں اور آداب

1- پانی بیٹھ کر، اجالے میں دیکھ کر، سیدھے ہاتھ سے، بسم اللہ پڑھ کر، تین سانس میں اس طرح پیئیں کہ ہر مرتبہ گلاس کو منہ سے ہٹا کر سانس لیں۔ پہلی اور دوسری بار ایک

گھونٹ پیئیں اور تیسری سانس میں جتنا چاہیں پیئیں۔

2- جب پانی پی لیں تو الحمد للہ کہیں۔

3- چوکر پیئیں، غٹ غٹ بڑے گھونٹ نہ پیئیں۔

4- آب زم زم اور وضو کا بچا ہوا پانی (جبکہ لوٹے یا کسی برتن وغیرہ سے وضو کیا ہو) کھڑے ہو کر پینا سنت ہے۔

5- پانی ہو یا کوئی بھی مشروب مثلاً شربت چائے وغیرہ سب میں یہی سنتیں ملحوظ رکھیں۔

6- سبیل کا پانی بیٹھ کر پیئیں۔

اے ہمارے اللہ عزوجل ہمیں پانی اور تمام مشروبات سنت کے مطابق پینے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

مہمان نوازی کے آداب

مہمان کی آؤ بھگت کرنا، اس کی دلجوئی کرنا، اس کی تواضع (Humiliation) کرنا، اس کو کھلانا پلانا یہ سب سنت ہے اور اس کے بہت سارے فضائل ہیں۔

حدیث نمبر 33: حضرت ابوشریح کعبی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور طیب و طاہر ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان (Guest) کی عزت کرے۔ ایک رات دن تو اس کا حق ہے۔ تین دن تک ضیافت ہے اور اس سے آگے (والے دن) صدقہ ہے۔ کسی شخص کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ دوسرے کے پاس اتنا ٹھہرے کہ اسے گھر سے نکالنے پر مجبور کر دے۔

(بخاری شریف جلد 3 کتاب الادب رقم 1067)

حدیث نمبر 34: حضرت ابی الحوص جشمی رضی اللہ عنہ اپنے والد سے مروی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! یہ فرمایئے کہ میں ایک شخص کے یہاں گیا۔ اس نے میری مہمان نوازی نہیں کی۔ اب وہ میرے پاس آئے تو میں اس کی مہمان نوازی کروں یا نہیں۔ حضور نور مجسم ﷺ نے فرمایا: تو اس کی مہمان نوازی کر۔ (ترمذی شریف)

حدیث نمبر 35: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ

راحت قلب وسینہ ﷺ نے فرمایا کہ سنت یہ ہے کہ آدمی مہمان کو دروازے تک رخصت (Leave) کرنے جائے۔(ابن ماجہ شریف)

مہمان کے لیے مدنی پھول

1- مہمان کو چاہیے کہ میزبان جہاں بٹھائے وہیں بیٹھے۔
2- جو کچھ مہمان کے سامنے پیش کیا جائے اس پر خوش ہو۔ یہ نہ ہو کہ کہنے لگے اس سے اچھا تو میں اپنے ہی گھر کھایا کرتا ہوں یا کسی قسم کے دوسرے الفاظ جیسا کہ آج کل اکثر دعوتوں (Invitations) میں لوگ آپس میں کہا کرتے ہیں۔
3- بغیر اجازت صاحب خانہ وہاں سے نہ اٹھے۔
4- اور جب وہاں سے جائے تو میزبان کے لیے دعا کرے۔

(بہار شریعت جلد 2 صفحہ 714)

5- موسم کے لحاظ سے اپنا ضروری سامان ساتھ رکھے۔
6- اپنے میزبان کی مصروفیات اور ذمہ داریوں کا لحاظ رکھے۔
7- میزبان کی غیر موجودگی میں ان کی خواتین سے نہ بے پردہ ہو اور نہ بلا وجہ ان سے گفتگو کرے۔ خواتین کے لیے بھی میزبان کے مردوں سے ایسا کرنا ضروری ہے۔

میزبان کے آداب

1- میزبان کو چاہیے کہ مہمان کا اچھے طریقے سے استقبال کرے۔
2- میزبان کو چاہیے کہ جب مہمان کھانا کھانے لگے تو کہے کہ اور کھاؤ مگر اس پر اصرار نہ کرے۔
3- میزبان کو بالکل خاموش نہیں رہنا چاہیے۔
4- میزبان کو یہ بھی نہیں کرنا چاہیے کہ کھانا مہمان کے سامنے رکھ کر غائب ہو جائے۔ بلکہ مہمان کے پاس موجود رہے۔
5- میزبان کو چاہیے کہ مہمان کی خاطر تواضع میں خود مشغول (Busy) ہو خادموں کے ذمہ اس کو نہ چھوڑے کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔(بہار شریعت جلد 2 صفحہ 714)

سلام کے آداب

اللہ عزوجل نے ہمیں ایک دوسرے کو سلام کرنے کی ترغیب دلائی ہے اور سلام کرنا ہمارے پیارے حضور طٰہٰ ویٰس ﷺ کی بہت ہی پیاری سنت ہے۔ بدقسمتی سے آج کل یہ سنت بھی ختم ہوتی نظر آرہی ہے۔ ہم جب آپس میں ملتے ہیں تو ''السلام علیکم'' کے بجائے ''آداب عرض'' یا ''کیا حال ہے'' ''مزاج شریف'' یا ''صبح بخیر'' یا ''شام بخیر'' وغیرہ وغیرہ عجیب وغریب کلمات سے ابتداء کرتے ہیں۔ یہ سب خلاف سنت ہے اور رخصت ہوتے وقت بھی ''خدا حافظ'' ''گڈ بائی'' یا ''ٹاٹا'' وغیرہ کہنے کے بجائے سلام کریں۔ ہاں رخصت ہوتے ہوئے اسلام علیکم کے بعد اگر خدا حافظ کہہ دیں تو حرج نہیں۔

حدیث نمبر 36: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ تم جنت میں داخل نہیں ہو گے۔ جب تک تم ایمان نہ لے آؤ اور تم مومن نہیں ہو سکتے جب تک تم ایک دوسرے سے محبت نہ کرو۔ کیا میں تمہیں ایک ایسی چیز نہ بتاؤں جس پر تم عمل کرو تو ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو (وہ عمل یہ ہے کہ) اپنے درمیان سلام کو پھیلایا کرو۔

(1- مسلم شریف جلد 1 کتاب الایمان رقم 54) (2- ترمذی شریف جلد 2 کتاب الاستئذان رقم 2688) (3- ابوداؤد شریف جلد 2 کتاب الادب رقم 5193) (4- ابن ماجہ شریف جلد 1 المقدمہ رقم 68)

حدیث نمبر 37: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں سے اللہ عزوجل کے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو انہیں سلام کرنے میں پہل کرے۔

(1- ابوداؤد شریف جلد 2 کتاب الادب رقم 5197) (2- الترغیب والترہیب جلد 3 صفحہ 286 رقم 4094)

حدیث نمبر 38: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا کہ سوار پیدل چلنے والے کو سلام کرے۔ پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے لوگ زیادہ تعداد والوں کو سلام کریں۔

(1- بخاری شریف جلد 3 کتاب الاستئذان رقم 5877) (2- مسلم شریف جلد 3 کتاب السلام رقم

2160)(3-ترمذی شریف جلد 2 کتاب الاستئذان رقم 2703)

حدیث نمبر 39: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید دو عالم ﷺ نے انہیں فرمایا: بیٹے جب گھر میں داخل (Entered) ہو تو گھر والوں کو سلام کیا کرو۔ یہ تمہارے لیے اور تمہارے اہل خانہ کے لیے باعث برکت ہوگا۔

(1-ترمذی شریف جلد 2 کتاب الاستئذان رقم 2698)(2-طبرانی اوسط جلد 6 رقم 5991)

سلام کی متفرق سنتیں اور آداب

1- سلام کے بہترین الفاظ یہ ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ

ترجمہ: تم پر سلامتی ہو اللہ عزوجل کی طرف سے رحمت برکتیں اور مغفرت ہو۔

2- سلام کے جواب کے بہترین الفاظ یہ ہیں۔

وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ وَمَغْفِرَتُهُ ۔

ترجمہ: تم پر بھی سلامتی ہو اللہ عزوجل کی طرف سے رحمت برکتیں اور مغفرت ہو۔

3- جب کسی اسلامی بھائی سے ملاقات کرنا ہو تو اسے سلام کرنا سنت ہے۔

4- انگلیوں سے سلام یہودیوں اور ہتھیلی سے سلام عیسائیوں کا طریقہ ہے۔(ترمذی شریف)

5- پیچھے سے آنے والا آگے والے کو سلام کرے۔(فتاویٰ عالمگیری)

6- اسلامی بہنیں بھی آپس میں ملاقات کریں تو سلام کریں۔

7- کوئی اسلامی بہن درس و تدریس یا علمی گفتگو یا سبق کی تکرار میں ہے ان کو سلام نہ کریں۔

8- اجتماع میں بیان ہو رہا ہے اسلامی بہنیں سن رہی ہیں تو آنے والی اسلامی بہن سلام نہ کرے۔

9- جو پیشاب، پاخانہ کر رہا ہے اس کو بھی سلام نہ کریں۔

10- ہر جاننے اور نہ جاننے والے کو سلام کریں۔

اے ہمارے اللہ عزوجل ہمیں اسلام کی برکتوں سے مالا مال فرما۔ آمین

مجلس میں بیٹھنے کے آداب

مجلس واجتماع میں اکثر لوگوں کو بیٹھنے کا موقع ملتا ہے۔ اسی لیے اس کے آداب کا لحاظ رکھنا چاہیے۔

حدیث نمبر 40: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ ﷺ نے اس بات سے منع فرمایا ہے کہ کسی شخص کو اس مجلس (Conference) سے اٹھایا جائے اور اس کی جگہ پر بیٹھ جائے بلکہ کھل جایا کرو اور اپنی مجالس میں کشادگی پیدا کیا کرو۔

(1-بخاری شریف جلد 3 کتاب الاستئذان رقم 5910)(2-ترمذی شریف جلد 2 کتاب الادب رقم 2750)(3-صحیح ابن حبان جلد 2 صفحہ 349 رقم 587)

حدیث نمبر 41: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ جسے یہ بات پسند ہو کہ لوگ اس کے لیے بت کی طرح کھڑے ہوں تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں تیار رکھے۔

(1-ترمذی شریف جلد 2 کتاب الآداب رقم 2755)(2-ابوداؤد شریف جلد 2 کتاب الآداب رقم 5229)(3-طبرانی کبیر جلد 19 صفحہ 351 رقم 819)(4-طبرانی اوسط جلد 4 صفحہ 282 رقم 4208)

حدیث نمبر 42: حضرت عمرو بن شعیب بواسطہ والد اپنے دادا سے مروی ہیں کہ حضور سراج السالکین ﷺ نے فرمایا کہ دو آدمیوں کے درمیان ان کی اجازت کے بغیر نہ بیٹھو۔

(1-ابوداؤد شریف جلد 2 کتاب الادب رقم 4844)(2-الترغیب والترہیب جلد 4 صفحہ 26 رقم 4649)

حدیث نمبر 43: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نیر تاباں ﷺ سے میں نے سنا کہ بہترین مجلس وہ ہے جس میں بیٹھنے کی زیادہ سے زیادہ گنجائش (Capacity) ہو۔

(1-ابوداؤد شریف جلد 2 کتاب الادب رقم 4820)(2-مستدرک حاکم جلد 4 صفحہ 300 رقم

(3- طبرانی اوسط جلد 1 صفحہ 255 رقم 836)(7705

مجلس کے مدنی پھول

1- کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں مت بیٹھو۔
2- مجلس میں چھینک آئے تو اپنے منہ پر ہاتھ یا کوئی کپڑا رکھ لو۔
3- مجلس میں جماہی کو جہاں تک ہو سکے روکو۔
4- بہت زور سے قہقہہ لگا کر مت ہنسو کہ اس طرح ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔
5- مجلس میں لوگوں کے سامنے تیوری چڑھا کر اور ماتھے پر بل ڈال کر ناک منہ چڑھا کر مت دیکھو کہ یہ متکبروں کا طریقہ ہے۔
6- مجلس میں کسی کی طرف پاؤں نہ پھیلاؤ یہ آداب کے سراسر خلاف ہے۔

عیادت کے آداب

مریض کی عیادت کرنا یہ پیارے آقا ﷺ کی بہت ہی پیاری سنت ہے اور اس کے فضائل بھی بہت زیادہ ہیں۔

حدیث نمبر 44: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدار رسالت، محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا کہ جو بھی کسی مریض کی عیادت (Visiting) کرتا ہے تو ایک منادی آسمان سے ندا کرتا ہے کہ خوش ہو جا کہ تیرا یہ چلنا مبارک ہے اور تو نے جنت میں اپنا ٹھکانا بنالیا ہے۔ (ابن ماجہ شریف جلد 1 کتاب الجنائز رقم 1443)

حدیث نمبر 45: حضرت عبدالرحمٰن بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور شہنشاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مریض کی عیادت کی اللہ عزوجل اس پر پچھتر ہزار ملائکہ کے ذریعے سایہ فرمائے گا اور گھر واپس آنے تک اس کے ہر قدم اٹھانے پر اس کے لیے ایک نیکی لکھی جائے گی اور اس کے ہر قدم رکھنے پر اس کا ایک گناہ مٹا دیا جائے گا اور ایک درجہ بلند کر دیا جائے گا۔ جب وہ مریض کے ساتھ بیٹھے گا تو رحمت اس کو ڈھانپ لے گی اور گھر واپس آنے تک رحمت اسے ڈھانپے رکھے گی۔

(الترغیب والترہیب جلد 4 کتاب الجنائز رقم 13)

حدیث نمبر 46: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شفیع المذنبین، راحت العاشقین ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کرتا ہے تو وہ مریض کے پاس بیٹھنے تک جنت کے باغ میں چہل قدمی کرتا ہے۔ جب وہ بیٹھتا ہے تو رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے۔ جب کوئی شام کے وقت کسی مریض کی عیادت کرتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے بھی نکلتے ہیں۔ جو صبح تک اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور جو صبح کے وقت کسی مریض (Patient) کی عیادت کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نکلتے ہیں جو شام تک اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں۔

(الترغیب والترہیب جلد 4 کتاب الجنائز رقم 11)

مریض کے لیے دعا کرنے کی فضیلت

حدیث نمبر 47: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور پرنور، سلطان بحرو بر ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کی موت کا وقت قریب نہ آیا ہو اور سات دفعہ الفاظ کہے:

"اَسْئَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیْکَ"

ترجمہ: میں عظمت والے عرش عظیم کے مالک اللہ عزوجل سے تیرے لیے شفاء کا سوال کرتا ہوں۔"

تو اللہ عزوجل اسے اس مرض (جس میں وہ مبتلا ہوگا) سے شفاء عطا فرمائے گا۔

(ابوداؤد شریف جلد 1 کتاب الجنائز رقم 3106)

بیماری کے فضائل

بیماری یہ اللہ عزوجل کی طرف سے انسان کی ایک آزمائش ہوتی ہے اور اس کی فضیلت بھی بہت زیادہ ہے۔ چنانچہ

حدیث نمبر 48: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور محبوب رب العالمین ﷺ نے فرمایا کہ جب مومن بیمار ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اسے گناہوں سے ایسا پاک کر دیتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے زنگ (Rust) کو صاف کر دیتی

ہے۔(الترغیب والترہیب جلد 4 کتاب الجنائز رقم 42)

حدیث نمبر 49: حضرت اسد بن کرز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تاجدار نبوت' پیکر عظمت و شرافت ﷺ نے فرمایا کہ مریض کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جیسے درخت سے پتے گرتے ہیں۔(الترغیب والترہیب جلد 4 کتاب الجنائز رقم 56)

حدیث نمبر 50: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نیر تاباں ﷺ نے فرمایا کہ مصیبت اپنے صاحب (یعنی جس کو مصیبت پہنچی) کا چہرہ اس دن چمکائے گی جس دن چہرے سیاہ ہوں گے۔(طبرانی اوسط جلد 3 صفحہ 290 رقم 4622)

تشریح وتوضیح: اس سے معلوم ہوا کہ بیماری سے گناہ جھڑتے ہیں اور قیامت کے دن مریض کا چہرہ چمکے گا۔

چھینک کے آداب

چھینک بھی ایک اہم امر ہے۔اس کی کئی سنتیں اور آداب ہیں۔لیکن افسوس مدنی ماحول سے دور رہنے کے باعث مسلمانوں کی اکثریت کو اس سلسلے میں معلومات نہیں ہوتیں۔ جہاں چھینک آئی زور زور سے ''آ کچھی آ کچھی'' کرلیا۔ناک بھر آئی تو سنک لی اور بس۔لیکن ہمیں اس کی سنتیں اور آداب سیکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

حدیث نمبر 51: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور مکی مدنی سرکار ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کو چھینک (Sneeze) پسند ہے۔ جب کوئی شخص چھینکے اور الحمدللہ کہے تو جو مسلمان اس کو سنے اس پر یہ حق ہے کہ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ عزوجل کہے۔(بخاری شریف جلد 3 کتاب الادب رقم 1157)

حدیث نمبر 52: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور روحی فداہ ﷺ کے حضور دو آدمیوں نے چھینکا تو ایک کے جواب میں حضور نور مجسم ﷺ نے یرحمک اللہ عزوجل کہا اور دوسرے کے جواب میں نہ کہا۔ جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا تو فرمایا کہ اس نے الحمدللہ کہا اور دوسرے نے الحمدللہ نہیں کہا۔

(بخاری شریف جلد 3 کتاب الادت رقم 1152)

چھینک کی متفرق سنتیں اور آداب

1- چھینکنے والا زور سے حمد کہے تا کہ کوئی سنے اور جواب دے دونوں کو ثواب ملے گا۔

2- چھینک کے وقت سر جھکائیں اور آواز آہستہ نکالیں چھینک کی آواز بلند کرنا حماقت ہے۔

3- چھینکنے والا اگر دیوار کے پیچھے ہو تو تب بھی جواب دیں۔

4- نماز میں اگر چھینک آئے تو الحمدللہ نہ کہیں۔

5- آپ نماز پڑھ رہی ہیں اور کسی کو چھینک آئی اور آپ نے جواب دے دیا تو آپ کی نماز فاسد (یعنی ٹوٹ) ہو جائے گی۔

6- کافر کو چھینک آئی اور اس نے الحمدللہ کہا تو جواب میں **يَهْدِيْكَ اللّٰهُ** (ترجمہ: اللہ عزوجل تجھے ہدایت دے) کہا جائے۔

7- کافر کی چھینک واجب نہیں۔

اے ہمارے اللہ عزوجل! ہمیں چھینک کی سنتیں اور آداب پر عمل کی توفیق عطا فرما۔ آمین

جمائی کے آداب

جمائی شیطان کی طرف سے ہے اور عموماً ہم لوگوں کو اس بات کا علم نہیں۔ جب جمائی آتی ہے تو منہ کھول کر لوگ الٹی سیدھی آوازیں ''ہاہا'' قاہ قاہ'' وغیرہ نکالتے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمیں علم حاصل کرنا چاہیے۔

حدیث نمبر 53: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور شافع روز محشر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل کو چھینک پسند ہے اور جمائی ناپسند ہے اور جمائی شیطان کی طرف سے ہے۔ جب کسی کو جمائی آئے تو جہاں تک ہو سکے اسے دفع کرے۔ کیونکہ جب انسان جمائی لیتا ہے تو شیطان ہنستا ہے یعنی خوش ہوتا ہے۔ کیونکہ سستی اور غفلت کی دلیل ہے۔ ایسی چیز کو شیطان پسند کرتا ہے۔ (بخاری شریف جلد 3 کتاب الادب رقم 1154)

حدیث نمبر 54: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید المبلغین ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص جماہی لے تو اس کو چاہیے کہ اپنا ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لے کیونکہ شیطان منہ میں گھس جاتا ہے۔ (مسلم شریف)

جماہی کے متفرقات

1- جماہی شیطان کی طرف سے ہے۔ اس لیے جماہی کو روکنا چاہیے۔

2- جب جماہی آنے لگے تو اوپر کے دانتوں سے نچلے ہونٹ کو دبائیں یا الٹے ہاتھ کی پشت منہ پر رکھ دیں۔

3- اگر نماز میں جماہی آئے بحالت قیام تو سیدھے کی پشت منہ پر رکھیں اور باقی ارکان میں ہاتھ کی پشت۔

4- جماہی روکنے کا ایک مدنی نسخہ یہ بھی ہے کہ جب کبھی جماہی آنا شروع ہو فوراً دل میں خیال کریں کہ انبیاء علیہ السلام کو جماہی کبھی نہیں آئی۔

کیونکہ جماہی شیطان کی طرف سے ہے اور انبیاء کرام علیہ السلام شیطان کے اثر سے محفوظ ہیں۔ انشاء اللہ عزوجل جماہی فوراً رک جائے گی۔

سفر کے آداب

سفر کرنا بھی حضور پرنور، سراج الامت ﷺ کی سنت مبارکہ ہے۔

حدیث نمبر 55: حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رحمت دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جب تین افراد سفر پر روانہ ہوں تو اپنے میں ایک فرد کو امیر بنالو۔

(1- ابوداؤد شریف جلد 2 کتاب الجہاد رقم 2608) (2- صحیح ابن حبان جلد 5 صفحہ 504 رقم 2132)
(3- طبرانی کبیر جلد 9 صفحہ 185 رقم 8915)

حدیث نمبر 56: حضرت کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ہادیٔ دو عالم ﷺ جمعرات کے دن سفر کے لیے روانہ ہونا پسند فرماتے تھے۔

(1- بخاری شریف جلد 2 کتاب الجہاد رقم 2789)
(2- مصنف عبد الرزاق جلد 5 صفحہ 169 رقم 927)

حدیث نمبر 57: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید الانبیاء ﷺ کسی مقام پر قیام فرماتے تھے نہ کسی منزل سے رخصت ہوتے تھے۔ جب تک وہاں دو رکعت (نفل) نماز ادا نہ فرمالیتے۔

(1- صحیح ابن خزیمہ جلد 2 صفحہ 248 رقم 1260)

(2- مستدرک حاکم جلد 1 صفحہ 460 رقم 1188)

حدیث نمبر 58: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ ﷺ نے فرمایا کہ تین (قسم کے لوگوں کی) دعائیں بلاشک وشبہ مقبول ہوتی ہیں۔ 1- مظلوم کی دعا۔ 2- مسافر کی دعا۔ 3- والد کی اپنی اولاد کے حق میں بددعا۔

(1- ترمذی شریف جلد 2 کتاب البر والصلۃ رقم 1905) (2- ابو داؤد شریف جلد 1 کتاب الصلوٰۃ رقم 1536) (3- طبرانی اوسط جلد 1 صفحہ 12 رقم 24) (4- شعب الایمان جلد 3 صفحہ 300 رقم 3594)

سفر کے متفرقات

1- جمعرات کو سفر کرنا سنت ہے۔

2- اور تنہا سفر کرنے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا ہے۔

3- تین افراد سفر کریں اور ایک کو امیر بنالیں۔

4- سفر عذاب کا ٹکڑا ہے کیونکہ یہ کھانے پینے سے روکتا ہے۔

5- عورت محرم کے علاوہ لمبا سفر نہ کرے۔

گفتگو کے آداب

اس دنیاوی زندگی میں ہمیں ہر وقت گفتگو کرنے کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ بلکہ ہم تو بغیر ضرورت کے بھی بہت بولتے ہیں اور بے ضرورت بولنے کے بہت سے نقصانات ہیں۔ آج ہم چلا چلا کر اپنے گھر والوں چھوٹے بڑے سب کے ساتھ اسی طرح بھولتے ہیں لیکن ہمارے پیارے حضور ﷺ نے گفتگو کے کچھ آداب بتائے ہیں۔

حدیث نمبر 59: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور راحت العاشقین ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی خوبصورتی یہ ہے کہ وہ بے فائدہ چیزوں کو چھوڑ دے۔

(1-ترمذی شریف جلد 2 کتاب الزہد رقم 2317)

(2-ابن ماجہ شریف جلد 2 کتاب الزہد رقم 3976)

حدیث نمبر 60: حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ مومن طعنہ زنی کرنے والا' لعنت کرنے والا' بداخلاق اور گندی گفتگو کرنے والا نہیں ہوتا۔

(1-ترمذی شریف جلد 2 کتاب البر والصلۃ رقم 1977)

(2-صحیح ابن حبان جلد 1 صفحہ 421 رقم 192)

حدیث نمبر 61: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پیکر حسن و جمال ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں ایک کمرہ ہے۔ جس کا بیرونی حصہ اندر سے اور اندرونی حصہ باہر سے دکھائی دیتا ہے۔ حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! یہ کس کے لیے ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: 1-اچھی گفتگو کرنے والے۔ 2-کھانا کھلانے والے۔ 3-اور تہجد پڑھنے والے کے لیے ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد 2 رقم 6626)

حدیث نمبر 62: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدار کائنات ﷺ نے فرمایا کہ اچھی بات کہنا صدقہ ہے۔ (بخاری شریف جلد 3 کتاب الادب)

گفتگو کی متفرق سنتیں اور آداب

1- حضور پرنور ﷺ گفتگو اس طرح دلنشین انداز میں ٹھہر ٹھہر کر فرماتے کہ سننے والا با آسانی یاد کر لیتا۔

2- مسکرا کر اور خندہ پیشانی سے گفتگو کرنا سنت ہے۔

3- چھوٹوں کے ساتھ مشفقانہ اور بڑوں کے ساتھ مؤدبانہ لہجہ رکھیں۔ انشاء اللہ عزوجل دونوں کے نزدیک آپ معزز رہیں گے۔

4- چلا چلا کر بات کرنا جیسا کہ آج کل بے تکلفی میں دوست آپس میں کرتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔

5- دوران گفتگو ایک دوسرے کے ہاتھ پر تالی دینا ٹھیک نہیں۔

6- جب دوسرا بات کر رہا ہو اطمینان سے سنیں۔ اس کی بات کاٹ کر اپنی بات نہ شروع کر دیں۔

7- زیادہ باتیں کرنے اور بار بار قہقہہ لگانے سے وقار مجروح ہوتا ہے۔

اے ہمارے اللہ عزوجل ہمیں سنت کے مطابق گفتگو کرنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

باب نمبر 9

حسن اخلاق

حسن اخلاق ایک ایسا عمل ہے کہ جس کا فائدہ انسان کو دنیا میں اور آخرت میں ملتا ہے۔ دنیا میں فائدہ تو یہ ہوتا ہے کہ انسان کی واقفیت بڑھتی ہے اور لوگ اچھے الفاظ سے یاد کرتے ہیں۔

حسن اخلاق کیا ہے؟

حدیث نمبر 1: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شہنشاہ مدینہ، قرار قلب وسینہ ﷺ نے مجھے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! تم پر حسن اخلاق کو اپنانا لازم ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! حسن اخلاق کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ حسن اخلاق یہ ہے کہ جو تم سے قطع تعلق کرے۔ قطع رحمی کرے تم اس سے صلہ رحمی کرو۔ جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کر دو اور جو تمہیں نہ دے تم اسے دو۔ (1-شعب الایمان جلد 6 صفحہ 261)(2-احیاء العلوم جلد 1 صفحہ 235)

تشریح وتوضیح: حسن اخلاق والی اسلامی بہنوں! اس حدیث پاک میں حضور شافع روز محشر ﷺ نے کتنے جامع اور پیارے الفاظ میں حسن اخلاق کی تعریف (Definition) کی ہے کہ حسن یہ ہے کہ جو تم سے قطع رحمی کرے تو تم اس سے صلہ رحمی کرو اور جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کر دو اور جو تمہیں نہ دے تم اسے دو۔

حسن اخلاق کی برکات اور انعام

حدیث نمبر 2: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور حسن اخلاق

کے پیکر ﷺ نے فرمایا کہ یقیناً مومن حسن اخلاق کے ذریعے دن کو روزہ رکھنے والے اور راتوں کو قیام کرنے والے کا درجہ حاصل کر لیتا ہے۔

(1-ابوداؤد شریف جلد 3 صفحہ 509) (2-متدرک حاکم جلد 1 صفحہ 128) (3-جواہر شریعت جلد 2 صفحہ 15)

حدیث نمبر 3: حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی مکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم سب میں سے زیادہ پیارے اور قیامت کے دن میرے نزدیک ترین بیٹھنے والے وہ لوگ ہیں جو تم میں سے حسن اخلاق والے ہیں۔

(1-ترمذی شریف جلد 1 صفحہ 922) (2-صحیح ابن حبان جلد 2 صفحہ 235) (3-جواہر شریعت جلد 2 صفحہ 16)

حدیث نمبر 4: ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ہم بے کسوں کے مددگار، شفیع روز شمار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل نرمی (حسن اخلاق) پر اتنا عطا کرتا ہے کہ اتنا سختی پر بھی نہیں کرتا۔

(1-مسلم شریف جلد 7 صفحہ 192) (2-طبرانی اوسط جلد 4 صفحہ 88) (3-جواہر شریعت جلد 2 صفحہ 17)

حدیث نمبر 5: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تقویٰ اور حسن اخلاق کی وجہ سے زیادہ لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔ (ترمذی شریف جلد 1 صفحہ 928)

حسن اخلاق جیسی دولت جس کو مل جائے تو اس کو کیا چاہیے۔ کیونکہ جس کو حسن اخلاق، نرمی، حلیمی، اچھی عادت خصلت جسے نصیب ہو جائے تو اسے دنیا اور آخرت کی خیر مل گئی اور اگر حسن اخلاق کا مفہوم دیکھیں تو وہ بہت وسیع (Extensive) ہے۔ لہٰذا ہر مرد و عورت کو لازم ہے کہ اپنے گھر والوں اور ہمسایوں بلکہ ہر ملنے جلنے والے کے ساتھ حسن اخلاق کے ساتھ پیش آئے۔ خوشی کا اظہار کرتے ہوئے اور مسکراتے ہوئے لوگوں سے ملنا جلنا بہت بڑی سعادت اور ثواب و اجر والا کام ہے۔ اللہ عزوجل تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو حسن اخلاق کی دولت عطا فرمائے۔ آمین

بداخلاقی کا انجام

حدیث نمبر 6: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور شافع روز محشر ﷺ سے ایک شخص نے پوچھا کہ نحوست کیا ہے؟ تو حضور روحی فداہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نحوست بداخلاقی ہے۔

(1-ترمذی شریف جلد 2 صفحہ 383)(2-احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 75)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ بداخلاقی یہ ایک نحوست ہے۔اس لیے ہمیں اس سے بچنا چاہیے۔

حدیث نمبر 7: حضرت فضیل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور مکی مدنی تاجدار ﷺ سے کسی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ فلاں عورت دن کو روزہ رکھتی ہے اور رات کو تہجد پڑھتی ہے۔مگر بداخلاق ہے۔ہمسایوں کو اپنی زبان سے تکلیف (Trouble) دیتی ہے تو حضور نورِ مجسم ﷺ نے جواباً فرمایا: اس میں اس کے لیے بھلائی نہیں وہ جہنم میں جائے گی۔(1-ترمذی شریف جلد 2)(2-مستدرک حاکم)(3-احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 76)

تشریح وتوضیح: بداخلاقی اتنی بری چیز ہے کہ جس کی وجہ سے پرہیزگار عورت جہنمی (Hellish) قرار دی گئی۔اے ہمارے رب عزوجل! ہمیں اور ہماری ماؤں، بہنوں کو بداخلاقی جیسی نحوست سے محفوظ فرما۔آمین

اچھی بات کے علاوہ خاموش رہنے کی فضیلت

حدیث نمبر 8: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید المبلغین ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو شرف ملاقات بخشا تو ارشاد فرمایا کہ اے ابوذر رضی اللہ عنہ کیا میں تجھے دو خصلتوں کے بارے میں نہ بتاؤں جو کہ ظاہر میں ہلکی اور میزان میں دوسروں سے زیادہ بھاری ہیں۔حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! ضرور بتائیے۔تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ 1-حسن اخلاق۔ 2-اور طویل خاموشی (Long Silence) کو اپنے اوپر لازم کرلو۔اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت

میں میری جان ہے۔ مخلوق نے ان دونوں کی مثل کوئی عمل نہیں کیا۔

(مجمع الزوائد جلد 10 صفحہ 540 کتاب الزہد رقم 18125)

حدیث نمبر 9: حضرت حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی عمل بتایئے جس کو میں اپنے آپ پر لازم کرلوں تو حضور پرنور ﷺ نے اپنی زبان مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: ''اس پر قابو پالو۔''

(طبرانی کبیر جلد 3 صفحہ 260 رقم 3349)

حدیث نمبر 10: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور مکی مدنی سرکار، سرکار ابد قرار ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنا غصہ پی لیا۔ اللہ عزوجل اس سے اپنا عذاب دور فرمادے گا اور جس نے اپنی زبان کی حفاظت کی اللہ عزوجل اس کی ستر پوشی فرمائے گا۔ (الترغیب والترہیب جلد 5 صفحہ 337 کتاب الادب رقم 11)

حدیث نمبر 11: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدار رسالت، پیکر عظمت وشرافت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو خاموش رہا اس نے نجات پائی۔

(ترمذی شریف جلد 2 صفحہ 167 کتاب صفۃ القیامت رقم 391)

حدیث نمبر 12: حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور شفیع المذنبین ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ سب سے افضل مسلمان (Best Muslim) کون ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ (بخاری شریف جلد 1 صفحہ 101 کتاب الایمان رقم 10)

حدیث نمبر 13: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو اللہ عزوجل اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ (بخاری شریف جلد 3 صفحہ 544 کتاب الرقاق رقم 1395)

حدیث نمبر 14: حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی مکرم، نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنی داڑھوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) اور دونوں ٹانگوں کے درمیان والی چیز (یعنی شرم گاہ) کی حفاظت کی وہ جنت میں داخل ہو

گا۔ (طبرانی کبیر جلد 1 صفحہ 311 رقم 919)

ان تمام حدیثوں میں حضور شافع روز محشر ﷺ نے خاموشی کی اہمیت اور فضیلت کو واضح طور پر بیان فرمایا ہے کہ خاموشی سے بہتر کوئی عمل نہیں اسی لیے تو آنے والے سائل کو خاموشی کی وصیت کی اور مزید فرمایا کہ زبان کی حفاظت اور خاموشی پر استقامت رکھو کہ جو خاموش رہا اس نے نجات پائی اور وہ اس دنیا میں افضل مسلمان اور بروز قیامت جنت میں داخل ہوگا۔ انشاءاللہ عزوجل

اسی لیے تو میرے شیخ طریقت مرشدی امیر اہلسنّت ابوالبلال حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم عالیہ اپنے رسالہ ''قفل مدینہ'' میں فرماتے ہیں کہ آپ کوشش کیجئے اور زبان پر قفل مدینہ لگایئے اللہ عزوجل سے دعا بھی کیجئے کہ

''اللہ عزوجل ہمیں کر دے عطا قفل مدینہ
ہر ایک مسلمان لے گا قفل مدینہ
یا رب نہ ضرورت کے سوا کچھ کبھی بولوں
اللہ زباں کا ہو عطا قفل مدینہ
بڑھتا ہے خموشی سے وقار اے مرے بھائی
اے بھائی زباں پر تو لگا قفل مدینہ
بولوں نہ فضول اور رہیں نیچی نگاہیں
آنکھوں کا زباں کا دے خدا قفل مدینہ
رفتار کا گفتار کا کردار کا دے دے
ہر عضو کا دے مجھ کو خدا قفل مدینہ
دوزخ کی کہاں تاب ہے کمزور بدن میں
ہر عضو کا عطار لگا قفل مدینہ

(قفل مدینہ صفحہ (25) از امیر اہلسنت مدظلہ)

جسمانی اعضاء میں سے خطرناک چیز

زبان کی حفاظت بہت ضروری ہے کیونکہ زبان ہی سب سے زیادہ خطرناک سرکشی اور بے حیائی اور سب سے زیادہ فتنہ وفساد اور عداوت و دشمنی کی جڑ (Root) ہے۔ جس طرح کے حدیث رسول ﷺ میں آیا ہے کہ

حدیث نمبر 15: حضرت سفین بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے تاجدار کائنات، فخر موجودات ﷺ کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ میرے حق میں سب سے زیادہ نقصان دہ اور خطرناک کون سی چیز قرار دیتے ہیں؟ تو حضور روحی فداہ ﷺ نے اپنی زبان اقدس پکڑ کر ارشاد فرمایا یہ ہے۔

(ترمذی شریف جلد 2 صفحہ 129 کتاب الزہد رقم 298)

تشریح وتوضیح: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ زبان انسان کے تمام اعضاء میں سے خطرناک اور نقصان دہ حصہ ہے۔ چنانچہ

حضرت یونس بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہتے ہیں کہ ''میرا نفس بصرہ جیسے گرم شہر میں سخت ترین گرمی کے زمانے میں روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہے۔ مگر میرا نفس لغو اور فحش گوئی سے زبان کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا۔''

ان بزرگ (علیہ الرحمۃ) کہ اس قول سے بھی معلوم ہوا کہ زبان تمام اعضاء میں سب سے زیادہ نقصان دہ اور خطرناک ہے اور اس کے علاوہ بھی زبان کی آفتیں (Calamities) ہیں۔ جن کو ہم بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط کے (19) انیس حروف کی نسبت سے پیش کرتے ہیں۔

حدیث نمبر 16: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل نے انسان کے لیے اس کا حصہ زنا لکھ دیا ہے۔ جسے وہ لامحالہ پائے گا۔ پس آنکھ کا زنا دیکھنا ہے اور زبان کا زنا کلام کرنا ہے۔ دل خواہش اور تمنا کرتا ہے شرمگاہ اس کی تصدیق یا تکذیب کرتی ہے۔ (بخاری شریف جلد 3 صفحہ 592 کتاب القدر رقم 1522)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ زبان سے اچھی بات کہنی اور کرنی چاہیے کہ بری بات کرنا زبان کا زنا ہے اور اس کے علاوہ بھی زبان کی بے شمار آفتیں (Calamities) ہیں۔ جو کہ درج ذیل ہیں۔

1- جھوٹ بولنا۔ 2- لعنت کرنا۔ 3- طعنہ زنی کرنا۔ 4- کسی کی نقل اتارنا۔ 5- غیبت کرنا۔ 6- کسی کا مذاق اڑانا۔ 7- گالی دینا۔ 8- چغلی کھانا۔ 9- جھوٹا وعدہ کرنا۔ 10- جھوٹی گواہی دینا۔ 11- جھوٹی قسم کھانا۔ 12- لعنت کرنا۔ 13- گانا گانا۔ 14- فاسق کی تعریف کرنا۔ 15- جھوٹی تعریف کرنا۔ 16- منہ پر تعریف کرنا۔ 17- جھگڑا کرنا۔ 18- فحش کلامی کرنا۔ 19- کسی مسلمان کو کافر کہنا۔ 20- کسی کی مصیبت پر خوشی ظاہر کرنا۔

ان سب مذکورہ تمام گناہوں کا صدور زبان ہے۔ اللہ عزوجل ہماری ماؤں، بہنوں اور تمام مسلمانوں کو زبان کی آفتوں سے محفوظ رکھے۔

چپ رہنے میں سو سکھ ہیں کوئی اس میں نہیں شک
اے بھائی زباں پر تو لگا قفل مدینہ
نہ وسوسے آئیں نہ مجھے گندے خیالات
دے ذہن کا اور دل و زبان کا خدا قفل مدینہ

زبان کی پیدائش کا مقصد

حضرت بابا فرید الدین گنج شکر (علیہ الرحمۃ) فرماتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کے مبارک منہ میں زبان کو رکھنا چاہا تو زبان سے فرمایا کہ اے زبان! تجھے پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تو میرے نام کے سوا کسی اور کا نام نہ لے اور میرے کلام کے سوا اور کوئی کلام نہ پڑھے۔ اگر اس کے علاوہ تو نے کچھ اور کہا تو یاد رکھ تو بھی اور باقی اعضاء بھی مصیبت میں گرفتار ہوں گے۔

(1- اسرار الاولیاء صفحہ 103) (2- قفل مدینہ از امیر اہلسنت مدظلہ صفحہ 15)

اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری زبانیں اللہ عزوجل کی رضا کے بغیر کچھ بھی نہ بولیں۔

صرف اسی کا نام لیں، اس کے محبوبوں کا نام لیں، کام کی بات کریں، اس پروردگار کی مرضی کے بغیر اور خلاف کلام نہ کریں کیونکہ

دل یاد لئی بنایا اے تعریف لئی زباں
اکھیاں بنایاں سونے دے دیدار واسطے

جھوٹ کا وبال اور فرشتوں کو اس سے نفرت

حدیث نمبر 17: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور سید دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان (مرد و عورت میں سے کوئی بھی) جھوٹ بولتا ہے تو فرشتے اس جھوٹ کی بدبو کی وجہ سے اس انسان سے ایک میل دور چلے جاتے ہیں۔ (1-ترمذی شریف جلد 1 صفحہ 919 کتاب البر والصلۃ رقم 2039)

تشریح وتوضیح: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ جھوٹ اتنا برا ہے کہ جس سے اللہ عزوجل کی مقرب مخلوق فرشتے اس سے نفرت کرتے ہیں اور ان کو ایسی گھن آتی ہے کہ جونہی کسی کے منہ سے جھوٹ نکلتا ہے تو فرشتے اس کے پاس چل نکلتے ہیں اور ایک میل تک چلے جاتے ہیں۔ ذرا سوچئے کہ اللہ عزوجل کی پیاری مخلوق کو تکلیف پہنچانا کتنا برا عمل ہے اور دوسرا یہ کہ جھوٹ والے کے نامہ اعمال میں گناہ لکھ دیا جاتا ہے۔

جھوٹ کی تعریف

جھوٹ کی تعریف جمہور کے نزدیک یہ ہے کہ خبر کا واقع کے مطابق نہ ہونا جھوٹ کہلاتا ہے۔ (تفسیر بیضاوی جلد 1 صفحہ 242)

اور اس کی مثال یوں سمجھئے کہ مثلاً کسی کو آپ کوئی کام کہتے ہیں کہ میرا پیغام فلاں میری دوست کو دینا اور سلام کہنا۔ وہ کہتی ہے ٹھیک ہے۔ لیکن جب دوسرے دن وہ آپ کو ملتی ہے اور کہتی ہے کہ میں آپ کی دوست کے مدرسے میں گئی تھی مگر مدرسہ بند تھا وہ مجھے ملی نہیں لہٰذا اس لیے میں آپ کا پیغام نہ پہنچا سکی۔ لیکن ہو معاملہ اس کے برعکس کہ مدرسہ تو کھلا تھا لیکن محترمہ وہاں گئی ہی نہیں اور بعد میں کہہ دیا کہ میں گئی تھی۔ مگر مدرسہ بند تھا۔ لہٰذا اس

عورت کا جواب دینا واقع کے مطابق نہیں اس لیے جھوٹ کہلائے گا۔

محترم اسلامی ماؤں، بہنوں، بیٹیو! جھوٹ ایک ایسی بری خصلت (Nature) ہے۔ ہر مذہب والے اس کی مذمت بیان کرتے ہیں اور ہو بھی کیوں نہ کہ جھوٹ ہر برائی کی جڑ ہے۔

حدیث نمبر 18: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سید دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ چار باتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس شخص میں ان چار باتوں میں سے ایک ہوگی۔ اس میں نفاق کی ایک خصلت ہوگی۔ یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے۔ 1- جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ 2- جب بات کرے جھوٹ بولے۔ 3- جب کسی سے کوئی وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔ 4- اور جب جھگڑا کرے تو گالی دے۔

(بخاری شریف جلد 1 صفحہ 110 کتاب الایمان رقم 33)

حدیث نمبر 19: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید المبلغین، راحت العاشقین ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے کہ پہلے اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ سارا قلب سیاہ ہو جاتا ہے اور اللہ عزوجل کے نزدیک وہ جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔

(موطا امام مالک جلد 2 صفحہ 821 کتاب الکلام رقم 18)

جھوٹ رزق میں کمی کا سبب

حدیث نمبر 20: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نیر تاباں ﷺ نے فرمایا کہ "الکذب ینقص الرزق" ترجمہ: جھوٹ رزق کو کم کر دیتا ہے۔

(احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 188)

تشریح وتوضیح: اس حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ جھوٹ جو بھی بولتا ہے۔ اس کے رزق میں کمی و بے برکتی آجاتی ہے۔ اس لیے رزق کو کم کر دینے والی چیز جھوٹ سے ہمیں ہر دم بچتے رہنا چاہیے۔

مومن جھوٹا نہیں ہوسکتا

حدیث نمبر 21: حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شافع محشر ﷺ سے سوال ہوا کہ کیا مومن بزدل ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ پھر پوچھا گیا کیا مومن بخیل ہوسکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ہوسکتا ہے۔ پھر پوچھا گیا کیا یارسول اللہ ﷺ کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟ فرمایا: نہیں۔

(موطا امام مالک جلد 2 صفحہ 822 کتاب الکلام رقم 19)

تشریح وتوضیح: معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا مومن کی شایان شان نہیں اس لیے ہمیں جھوٹ سے بچنا چاہیے۔

حدیث نمبر 22: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ریحان ملت ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ ایمان کے مخالف ہے۔

(1- مسلم امام احمد بن حنبل)(2- بہار شریعت جلد 2 صفحہ 780)

حدیث نمبر 23: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور روحی فداہ ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ بولنے سے منہ کالا ہوتا ہے اور چغلی سے قبر کا عذاب ہے۔

(1- بیہقی شریف)(2- بہار شریعت جلد 2 صفحہ 781)

جھوٹی گواہی شرک کے برابر ہے

حدیث نمبر 24: حضرت ایمن بن خزیم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نور مجسم ﷺ ایک دفعہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے تو فرمایا کہ اے لوگو! جھوٹی گواہی دینا اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کے برابر ہے۔ (ترمذی شریف جلد 2 صفحہ 89)

تشریح وتوضیح: اے میری محترم ماؤں، بہنوں، بیٹیو ان مذکورہ بالا تمام احادیث میں جو کہ جھوٹ کی مذمت میں بیان ہوئی ہیں۔ ان میں مختلف جگہوں پر حضور پرنور ﷺ نے جھوٹ بولنے والے کے متعلق وعیدیں سنائی ہیں۔ سب سے پہلی حدیث مبارکہ میں فرمایا کہ جھوٹ منافق کی علامت ہے اور جو ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے تو مسلسل جھوٹ بولنے کی وجہ سے جھوٹ بولنے والے کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے۔ حتیٰ کہ سارا دل ہی سیاہ

ہو جاتا ہے اور اس کو جھوٹوں میں لکھ دیا جاتا ہے۔ مزید فرمایا کہ جھوٹ رزق میں کمی کا سبب ہے۔ جھوٹ بولنا مسلمان کی شان نہیں اور فرمایا: جھوٹ ایمان کا مخالف ہے اور مزید فرمایا کہ جھوٹ بولنے والے کا منہ بروز قیامت کالا ہوگا اور فرمایا: جھوٹی گواہی دینا اللہ عزوجل کے ساتھ شرک کرنے کے برابر ہے۔ اس لیے تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو جھوٹ جیسی بری خصلت سے بچنا چاہیے۔

جھوٹ کی مذمت اور سچ کی برکت

حدیث نمبر 25: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سراج السالکین، راحت العاشقین ﷺ نے فرمایا کہ سچ نیکی کی طرف رہنمائی کرتا اور نیکی جنت کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ انسان اگر سچ بولتا رہتا ہے تو وہ صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ گناہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور گناہ جہنم کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔ انسان اگر جھوٹ بولتا رہتا ہے تو وہ اللہ عزوجل کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔

(1-بخاری شریف جلد 3 صفحہ 405 کتاب الادب رقم 1027) (2-مسلم شریف جلد 7 صفحہ 223 کتاب البر والادب رقم 6514) (3-ترمذی شریف جلد 1 صفحہ 919 ابواب البر والصلہ رقم 2038) (4-موطا امام مالک جلد 2 صفحہ 821 کتاب الکلام راقم 16) (5-ابوداؤد شریف جلد 3 صفحہ 562 کتاب الادب رقم 1553)

حدیث نمبر 26: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا کہ جو مرد و عورت جھوٹ چھوڑ دے جو کہ ایک بری چیز ہے تو اللہ عزوجل اس جھوٹ چھوڑنے والے مرد و عورت کے لیے جنت کے کنارے میں گھر بنائے گا اور جو لڑائی جھگڑے چھوڑ دے حالانکہ حق پر ہو اس کے لیے جنت کے درمیان (Centre) میں گھر بنایا جائے گا اور جس کے اخلاق اچھے ہوں تو اس کے لیے جنت کے اوپر کے حصے میں گھر بنایا جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد 2 صفحہ 533)

تشریح و توضیح: اس حدیث مذکورہ میں کتنی پیاری بشارت ہے۔ جھوٹ چھوڑنے والوں کے لیے حضرت شیخ سعدی (علیہ الرحمۃ) جھوٹ کی مذمت بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

''اے بیٹے! جس کا جھوٹ ہی مشغلہ ہو وہ قیامت میں کب فلاح پانے والا ہوگا۔ جھوٹ سے برا کوئی کام نہیں ہے۔اس سے نیک نامی گم ہو جاتی ہے۔''

محترم اسلامی بہنوں! جھوٹ جیسے برے فعل کا صدور زبان ہے اور ہر اسلامی بہن و بھائی کو چاہیے کہ زبان پر قابو رکھے اور خاموش رہے اور جھوٹ سے بچتی رہے۔ مرشدی شیخ طریقت امیر اہلسنّت مدظلہ فرماتے ہیں کہ

''سنت کے مطابق میں ہر اک کام کروں کاش
ہر ایک مرض سے تو گناہوں کے شفا دے''

زباں کی پیدائش کا مقصد

محترم اسلامی بہنوں! حضرت بابا فریدالدین گنج شکر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام کے مبارک منہ میں زبان کو رکھنا چاہا تو زبان سے فرمایا: اے زبان! تجھے پیدا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تو میرے نام کے سوا کسی اور کا نام نہ لے اور میرے کلام کے سوا اور کوئی کلام نہ پڑھے۔ اگر اس کے علاوہ تو نے کچھ اور کہا تو یاد رکھ تو بھی اور باقی اعضاء (Parts) بھی مصیبت میں گرفتار ہوں گے۔(1-اسرار الاولیاء صفحہ 103)(2-قفل مدینہ صفحہ 15)

اسلامی بہنوں، بیٹیو! اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری زبانیں اللہ عزوجل کی رضا کے بغیر کچھ بھی نہ بولیں۔ صرف اسی کا نام لیں اور اس کے محبوبوں کا نام لیں، کام کی بات کریں۔ اس بنانے والے پروردگار عزوجل کی مرضی کے خلاف ہماری زبان کوئی کلام نہ کرے کیونکہ

''دل یاد لئی بنایا اے تعریف لئی زبان
اکھیاں بنایاں سوہنے دے دیدار واسطے''

صلہ رحمی کی فضیلت

حدیث نمبر 27: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے رزق میں کشادگی اور عمر میں اضافہ پسند کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنے رشتہ داروں (Relatives) سے تعلق جوڑے (صلہ رحمی)

رکھے۔(مسلم شریف جلد 7 کتاب البر والصلہ رقم 2557)

حدیث نمبر 28: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پاک، صاحب لولاک ﷺ نے فرمایا کہ بیشک اللہ عزوجل صدقہ اور صلہ رحمی کی وجہ سے عمر میں اضافہ کرتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے اور مکروہ ونا پسندیدہ چیزوں سے بچاتا ہے۔(مسند ابویعلیٰ جلد 3 صفحہ 398 رقم 4090)

حدیث نمبر 29: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور تاجدار رسالت ﷺ نے فرمایا کہ رحم عرش سے **معلق** (لٹکا ہے) ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ جس نے مجھے جوڑا اللہ عزوجل اس کو جوڑے اور جس نے مجھے کاٹا اللہ عزوجل اسے کاٹے۔

(1-مسلم شریف جلد 7 کتاب البر والصلہ رقم 2555) (2-مصنف ابی شیبہ جلد 5 صفحہ 217 رقم 95388) (3-مسند ابو یعلیٰ جلد 7 صفحہ 423 رقم 4446) (4-شعب الایمان جلد 6 صفحہ 215 رقم 7935)

حدیث نمبر 30: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نور کے پیکر ﷺ نے فرمایا کہ بیشک رشتہ داری پر چرخ کی سلاخ کی طرح ہے اور عرش کو پکڑے فصیح زبان میں کہتی ہے اے میرے اللہ عزوجل! جو میرے ساتھ تعلق جوڑے تو اس کے ساتھ تعلق جوڑ اور جو مجھ سے تعلق توڑے تو اس کے ساتھ تعلق توڑ لے۔تو اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ میں رحمٰن ورحیم ہوں اور میں نے اپنے نام سے رحم (یعنی رشتہ داری) کو بنایا ہے۔لہٰذا جو اس کے ساتھ تعلق جوڑتا ہے۔میں اس کے ساتھ تعلق جوڑ لیتا ہوں اور جو اس کے ساتھ تعلق توڑتا ہے میں اس کے ساتھ تعلق توڑ لیتا ہوں۔

(الترغیب والترہیب جلد 3 صفحہ 230 کتاب البر والصلہ رقم 20)

تشریح وتوضیح: ان مذکورہ ہر چند حدیثیں جو کہ صلہ رحمی کے متعلق عرض کی ہیں۔ان میں صلہ رحمی کی فضیلت وعظمت کو اللہ عزوجل اور حضور سید دو عالم ﷺ نے بیان فرمایا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ ہمیں بھی ہر ایک کے ساتھ صلہ رحمی سے پیش آنا چاہیے۔کیونکہ صلہ رحمی سے پیش آنے والوں کے رزق اور عمر وعزت میں اضافہ ہوتا ہے اور اللہ عزوجل کی رضا حاصل ہوتی ہے۔اللہ عزوجل ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

نیت کا بیان

نیت کی تعریف

نیت، ارادہ اور قصد ہم معنی الفاظ ہیں اور یہ ایک دل کی کیفیت اور صفت ہے۔

(احیاء العلوم جلد 1 صفحہ 12)

اچھی نیت کے فضائل

حدیث نمبر 31: سید المبلغین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (طبرانی کبیر جلد 6 صفحہ 185 رقم 5942)

تشریح وتوضیح: محترم اسلامی بہنوں! اس حدیث مذکورہ میں حضور نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومن کی نیت کو اس کے عمل پر ترجیح عطا فرمائی ہے اور یہ بات لائق توجہ ہے کہ بعض اوقات اس ترجیح کے بارے میں یہ خیال آتا ہے کہ نیت ایک مخفی عمل ہے۔ جسے رب علیم ہی جانتا ہے۔ جبکہ عمل ظاہر ہے۔ حدیث پاک کا مطلب یہ ہے کہ ہر عبادت نیت اور عمل سے مل کر قرار پاتی ہے اور نیت بھی ایک قسم کی نیکی ہے اور عمل بھی ایک طرح کی بھلائی ہے تو عمل کی نسبت نیت بہتر نیکی ہے۔ کیونکہ نیکی وعمل میں سے ہر ایک مقصود (رضائے الٰہی کے حصول) پر اثر انداز ہوتا ہے۔ البتہ عمل کی نسبت نیت کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔

حدیث نمبر 32: کہ حضور سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص نیکی کا ارادہ کرے لیکن اس پر کسی وجہ سے عمل نہ کر سکے تو اس کے لیے اتنا ہی ثواب لکھا جاتا ہے۔ (مسلم شریف جلد 1 کتاب الایمان رقم)

تشریح وتوضیح: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اگر ہم کسی اچھے کام کے کرنے کی نیت کرتے ارادہ کرتے اور کسی وجہ سے کسی اگر ہم نیت کردہ کام کو نہیں کر پاتے تو اس کا ثواب نیت کرنے کی برکت سے مل جائے گا۔

حدیث نمبر 33: کہ حضور تاجدار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ عزوجل کے لیے خوشبو لگائے تو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی خوشبو کستوری (Musk)

سے زیادہ مہک رہی ہوگی اور جو غیر اللہ (کو راضی کرنے) کے لیے خوشبو لگائے تو قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کی بدبو مردار سے زیادہ ہوگی۔

(مصنف عبدالرزاق جلد 4 صفحہ 319 رقم 7932)

تشریح وتوضیح: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اگر خوشبو لگاتے وقت بھی اگر نیت صحیح نہیں تو معاملہ کہاں سے کہاں تک چلا جاتا ہے کہ قیامت کے دن "جس نے دنیا میں خوشبو اس لیے لگائی کہ مالی حیثیت جتائے یا ریا کاری کی نیت سے یا لوگوں میں رعب ودبدبہ بنانے یا غیر محرم مردوں کے دلوں میں محبوب بننے کے لیے لگائی" وہ اس حال میں آئے گی کہ اس کی بدبو مردار سے زیادہ ہوگی۔ اس لیے جب بھی خوشبو لگائیں تو نیت یہ کریں کہ میں حضور تاجدار کائنات، فخر موجودات ﷺ کی سنت کی نیت سے خوشبو لگا رہی ہوں تو ثواب ملے گا۔ کیونکہ نیت اچھی تو اجر اچھا ملے گا۔

اچھی نیت کا پھل

زمانۂ قحط میں بنی اسرائیل کا ایک بھوکا شخص ریت کے ایک ٹیلے کے پاس سے گزرا تو اس نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر یہ ریت غلہ ہوتی تو میں اسے لوگوں میں تقسیم کر دیتا۔ اس پر اللہ عزوجل نے اس وقت کے نبی علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اس سے فرما دیجئے کہ اللہ عزوجل نے تمہارا صدقہ قبول فرمایا اور تمہاری اچھی نیت کے بدلے میں اتنا ثواب دیا کہ واقعی اگر یہ ریت غلہ ہوتی اور تم صدقہ کرتے تو تمہیں اس قدر ثواب ملتا۔

(احیاء العلوم جلد 1 صفحہ 7)

اس سے معلوم ہوا کہ اچھی نیت کرنے کی وجہ سے اللہ عزوجل نے اس بھوکے شخص کو اتنا زیادہ اجر عطا فرمایا۔ اس لیے ہمیں بھی چاہیے کہ جب بھی کوئی نیک کام کرنے لگیں تو اپنی نیت درست کر لیں۔ انشاء اللہ اللہ عزوجل اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

بری نیت کے نقصانات

حدیث نمبر 34: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ اعمال (کے ثواب) کا دارومدار نیت پر ہے اور ہر شخص کے لیے وہی کچھ

ہے جس کی اس نے نیت کی۔ پس جس کی ہجرت اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہو تو اس کی رسول ﷺ کی طرف ہوگی اور جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہو کہ اسے حاصل کرنا مقصود ہو یا کسی عورت کی طرف کہ اس سے شادی کرنا چاہے تو وہ جس کی طرف ہجرت کرے گا اس کی ہجرت اسی طرف شمار ہوگی۔ (بخاری شریف جلد 1 کتاب الوحی رقم 1)

بری نیت والا زانی اور چور

حدیث نمبر 35: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور سید المبلغین ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت سے مہر پر نکاح کرے لیکن اس کی نیت ادائیگی کی نہ ہو تو وہ زانی ہے اور جو قرض لے اور ادا کرنے کی نیت نہ کرے تو وہ چور ہے۔

(الترغیب والترہیب جلد 2 صفحہ 602 کتاب البیوع)

تشریح وتوضیح: دیکھا آپ نے کہ بری نیت رکھنے والے کے لیے کتنی سخت وعیدیں ہیں۔ اس لیے ہمیں ہر کام سے پہلے اپنی نیت کو بہتر کر لینا چاہیے کیونکہ فرمان رسول ﷺ ہے کہ

حدیث نمبر 36: حضور نیر تاباں ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان کو اسی (نیت) پر اٹھایا جائے گا۔ جس پر وہ دنیا سے گیا۔ (مسلم شریف جلد 7 کتاب الجنۃ)

اہل خانہ پر خرچ کرنے کی فضیلت

حدیث نمبر 37: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سلطان بحر و بر ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص ثواب کی نیت سے اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتا ہے تو اس کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔

(1- بخاری شریف جلد 1 کتاب الایمان رقم 55) (2- مسلم شریف جلد 1 کتاب الزکوۃ رقم 1002)
(3- مسند امام احمد بن حنبل جلد 4 صفحہ 122)

حدیث نمبر 38: حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پر نور ﷺ نے فرمایا کہ کسی حاجت مند کو صدقہ دینا (صرف) ایک صدقہ ہے اور رشتہ داروں پر خرچ کرنا دو صدقے ہیں۔ ایک تو صدقہ (یعنی خرچ کرنا) اور دوسرا صلہ رحمی۔

(1-ترمذی شریف کتاب الزکوٰۃ رقم658) (2-نسائی شریف جلد 2 کتاب الزکوٰۃ رقم2582)
(3-ابن ماجہ شریف جلد2 کتاب الزکوٰۃ رقم1844) (4-مستدرک حاکم جلد1 صفحہ564 رقم1476)

تشریح وتوضیحات: ان مذکورہ دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اپنے خاندان والوں پر خرچ کرنے کا دگنا ثواب ہے۔

یتیم کی کفالت اور اس پر خرچ کرنے کا ثواب

حدیث نمبر 39: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ شہنشاہ مدینہ، راحت قلب وسینہ ﷺ نے فرمایا کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ پھر انگلیٔ شہادت اور بیچ والی انگلی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ان دونوں کو کھول دیا۔ (بخاری شریف جلد3 کتاب الادب رقم6005)

حدیث نمبر 40: حضرت زرارہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نور کے پیکر ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دو مسلمانوں کے سامنے کسی یتیم کے کھانے اور پینے کی ذمہ داری (Responsibility) لی یہاں تک کہ اسے بے پرواہ کر دیا تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (مجمع الزوائد جلد8 صفحہ295 کتاب البر والصلہ رقم13516)

حدیث نمبر 41: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا کہ میں سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولوں گا۔ مگر ایک عورت کو خود سے سبقت لے جاتے دیکھوں گا تو اس سے پوچھوں گا کہ تجھے کیا ہوا؟ اور تو کون ہے؟ تو وہ کہے گی کہ میں وہ عورت ہوں جس نے خود کو اپنے یتیم بچوں کی پرورش کے لیے وقف کر دیا تھا۔ (الترغیب والترہیب جلد3 صفحہ236 کتاب البر والصلہ رقم12)

حدیث نمبر 42: عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے پسندیدہ گھر وہ ہے جہاں یتیم کی عزت کی جائے۔ (طبرانی کبیر جلد12 صفحہ296 رقم13434)

تشریح وتوضیح: ان تمام احادیث بالا سے معلوم ہوا کہ یتیم کی کفالت اور اس پر خرچ کرنے کی بہت فضیلت ہے۔

یتیم کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرنے کی فضیلت

حدیث نمبر 43: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور قرار قلب و سینہ ﷺ نے فرمایا کہ جو اللہ عزوجل کی رضا کے لیے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے گا تو جس جس بال پر سے اس کا ہاتھ گزرے گا۔ اس کے عوض ہاتھ پھیرنے والے کے لیے نیکیاں لکھی جائیں گی۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد 8 صفحہ 272 رقم 22215)

مسلمان کو خوش کرنے کا ثواب

حدیث نمبر 44: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سید دوعالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کے نزدیک فرائض کی ادائیگی کے بعد سب سے افضل عمل مسلمان (مرد و عورت) کے دل میں خوشی داخل کرنا ہے۔

(طبرانی جلد 11 صفحہ 59 رقم 11079)

حدیث نمبر 45: حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سیاح افلاک ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا اپنے مسلمان بھائی (بہن) کے دل میں خوشی داخل کرنا مغفرت کو واجب کرنے والے اعمال سے ہے۔

(مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 352 کتاب البر والصلہ رقم 13719)

تشریح وتوضیح: اس لیے ہمیں اپنے جتنے ملنے والے اور قریب رہنے والے ہیں ان کو ہروقت خوش رکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

مریض کی عیادت کے فضائل

حدیث نمبر 46: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدار رسالت' محبوب رب العزت ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان (مرد و عورت) کسی مریض کی عیادت کرتا ہے تو ایک منادی آسمان سے ندا کرتا ہے کہ (اے میرے بندے) خوش ہو جا کہ تیرا یہ چلنا مبارک ہے اور تو نے اپنا ٹھکانہ جنت میں بنالیا ہے۔ (ابن ماجہ شریف جلد 1 کتاب الجنائز رقم 1443)

حدیث نمبر 47: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور طٰہٰ ویٰس ﷺ نے فرمایا کہ جس (مرد و عورت) نے اچھے طریقے سے وضو کیا اور ثواب کی امید پر

اپنے کسی مسلمان بھائی (بہن) کی عیادت کی۔ اسے جہنم سے ستر سال کے فاصلے تک دور کر دیا جائے گا۔ (ابوداؤد شریف جلد 1 کتاب الجنائز رقم 3097)

حدیث نمبر 48: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نور کے پیکر، سلطان بحر و بر صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو کسی مسلمان کی عیادت کرتا ہے وہ دریائے رحمت میں غوطے لگاتا ہے۔ جب وہ مریض کے پاس بیٹھتا ہے یا بیٹھتی ہے تو رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہ تو اس تندرست (Healthy) کے لیے ہے جو کہ مریض کی عیادت کرتا (یا کرتی ہے) اس مریض (جس کی عیادت کی جاتی ہے) اس مریض کے لیے کیا (اجر و ثواب) ہے؟ حضور نیر تاباں؟ نے فرمایا کہ اس (مریض) کے گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ مریض گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے اس دن تھا جس دن اس کی ماں نے جنا تھا۔

(مجمع الزوائد جلد 3 صفحہ 20 کتاب الجنائز رقم 3764)

عیادت کرنے والے کے لیے فرشتوں کی دعائے مغفرت

حدیث نمبر 49: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مسلمان اپنے مسلمان بھائی (بہن) کی عیادت کرتا ہے تو وہ مریض کے پاس بیٹھنے تک جنت کے باغ میں چہل قدمی کرتا ہے (کرتی ہے) جب وہ بیٹھتا ہے تو رحمت اسے ڈھانپ لیتی ہے۔ جب کوئی شام کے وقت کسی کی عیادت کرتا ہے تو اس (عیادت کرنے والے) کے ساتھ ستر ہزار فرشتے بھی نکلتے ہیں جو صبح تک اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں اور جو صبح کے وقت کسی مریض کی عیادت کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے نکلتے ہیں جو شام تک اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ اس کے لیے جنت میں ایک باغ لگا دیا جاتا ہے۔

(الترغیب والترہیب جلد 4 صفحہ 164 کتاب الجنائز رقم 11)

مریض کے لیے دعا کرنے کی برکت

حدیث نمبر 50: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور

شہنشاہ مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی ایسے مریض کی عیادت کی جس کی موت کا وقت قریب نہ آیا ہو اور وہ یہ دعا سات مرتبہ مانگے کہ

''اسئل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیك''

ترجمہ: میں عظمت والے، عرش کے مالک اللہ عزوجل تیرے لیے شفاء کا سوال کرتا ہوں۔

تو مریض کو اس مرض سے شفا مل جائے گی۔ جس میں وہ مبتلا ہو۔

(ابوداؤد شریف جلد 1 کتاب الجنائز رقم 3106)

تشریح وتوضیح: ان ہر چند جو کہ مریض کی عیادت کے متعلق بیان کردہ احادیث ہیں ان میں مریض کی عیادت کے بہت زیادہ فضائل و برکات ہیں جن کو آپ نے ملاحظہ فرمایا اور مریض کی عیادت کرنا یہ حضور پرنور ﷺ کی بہت ہی پیاری سنت ہے اور اس کے بے شمار دنیاوی فوائد بھی ہیں۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اگر کوئی بیمار ہو جائے اپنے خاندان والوں میں، رشتہ داروں میں یا محلے داروں میں یا اپنے دوست احباب میں سے تو اس کی عیادت کریں۔

حیاء کی برکات

حدیث نمبر 51: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور سرورسروراں ﷺ نے فرمایا کہ ہر دین کا ایک خلق ہوتا ہے اور اسلام کا خلق حیاء ہے۔

(ابن ماجہ شریف جلد 1 کتاب الزہد رقم 4182)

حدیث نمبر 52: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکمل واطہر ﷺ نے فرمایا کہ ایمان کی تہتر یا تریسٹھ سے زیادہ شاخیں (Branche s) ہیں۔ ان میں سے سب سے افضل لا الہ الا اللہ کہنا ہے اور سب سے کم تر درجہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دینا ہے اور حیاء ایمان کی ایک شاخ ہے۔ (مسلم شریف جلد 1 کتاب الایمان رقم 35)

تشریح وتوضیح: حضور رحمت دوعالم ﷺ نے حیاء کی برکات کے متعلق فرمایا کہ حیاء اسلام کا خلق ہے اور مزید فرمایا کہ حیاء ایمان کی شاخوں میں سے ایک شاخ ہے۔ اسی لیے تو

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ ''اے انسان جب تجھ میں حیاء نہ رہے تو جو چاہے کر'' تو نے ایمان کی ایک شاخ کو اپنے اندر سے ختم کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ حیاء تو فرمان رسول ﷺ کے مطابق زینت بخش ہے۔ چنانچہ

حدیث نمبر 53: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور طیب و طاہر ﷺ نے فرمایا کہ بے حیائی جس چیز میں ہو اسے عیب دار کر دیتی ہے اور حیاء جس چیز میں ہو اسے زینت (یعنی خوبصورتی) بخشتی ہے۔ (ابن ماجہ شریف جلد 1 کتاب الزہد رقم 4185)

حلم اختیار کرنے اور غصہ پینے کی فضیلت

حدیث نمبر 54: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ حضرت منذر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ عزوجل پسند فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ عزوجل پسند فرماتا ہے: ایک حلم اور دوسری بردباری۔ (مسلم شریف کتاب الایمان رقم 17)

تشریح و توضیح: سبحان اللہ! حلم ایک ایسی صفت ہے جو کہ اللہ عزوجل کو بھی محبوب ہے اس لیے اس کو اپنانا چاہیے۔

حلم والا روزے داروں اور قیام کرنے والوں کے درجہ میں

حدیث نمبر 55: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شفیع المذنبین ﷺ نے فرمایا کہ بیشک بندہ حلم یعنی بردباری کے ذریعے دن کو روزہ رکھنے والے اور رات کو قیام کرنے والے کا درجہ پالیتا پالیتی ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد 3 صفحہ 381 کتاب الادب رقم 19)

غصہ پینے کی فضیلت

حدیث نمبر 56: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور پاک ﷺ سے میں نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ کون سا عمل مجھے اللہ عزوجل کے غضب سے بچا سکتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: غصہ نہ کرسکو۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 587 رقم 6646)

حدیث نمبر 57: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور پیکر حسن و جمال ﷺ سے عرض کیا: مجھے ایسا عمل بتایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے تو آپ ﷺ نے فرمایا: غصہ مت کیا کرو۔ تمہیں جنت حاصل ہو جائے گی۔

(طبرانی اوسط جلد 2 صفحہ 20 رقم 2353)

تشریح وتوضیح: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ غصہ پینے والوں کو جنت میں داخلہ ملے گا۔

کمزور مخلوق پر شفقت ورحمت کی فضیلت

حدیث نمبر 58: حضرت عبداللہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور حبیب پروردگار ﷺ نے فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رحمٰن عزوجل رحم فرماتا ہے۔ تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا تم پر رحم فرمائے گا۔ (ترمذی شریف جلد 2 کتاب البر والصلہ رقم 1931)

حدیث نمبر 59: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور شفیع محشر ﷺ نے فرمایا کہ رحم کیا کرو تم پر بھی رحم کیا جائے گا اور معاف کر دیا کرو تمہاری مغفرت کر دی جائے گی اور نصیحت سن کر ان سنی کرنے والوں کے لیے ہلاکت (Destruction) ہے اور جان بوجھ کر اپنے فعل (یعنی گناہ) پر اصرار کرنے والوں کے لیے ہلاکت ہے۔

(مسند امام احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 565 رقم 6552)

حدیث نمبر 60: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نیر تاباں ﷺ نے فرمایا کہ تین خصلتیں جس میں ہوں گی اللہ عزوجل اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے گا اور اسے اپنی جنت میں داخل فرمائے گا۔ 1- کمزوروں پر رحم کرنا۔ 2- والدین پر شفقت کرنا۔ 3- حکمرانوں کے ساتھ بھلائی کرنا۔ (الترغیب والترہیب جلد 3 صفحہ 279 کتاب الادب رقم 10)

حدیث نمبر 61: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ ایک کتا کنویں کے گرد گھوم رہا تھا اور قریب تھا کہ پیاس کی شدت اسے ہلاک کر دیتی۔ اسی اثناء میں بنی اسرائیل کی۔ بدکار عورتوں میں سے ایک عورت نے اسے دیکھا اپنا موزہ اتار کر اس سے پانی پلایا تو اس کے اس عمل کے سبب اس کی مغفرت کر دی

گئی۔ (صحیح ابن حبان جلد 1 صفحہ 377 کتاب من البر ولا احسان رقم 544)

تشریح وتوضیح: ان مذکورہ احادیث میں اللہ عزوجل کے محبوب ﷺ نے مخلوق پر رحم کرنے کے فضائل کو بیان فرمایا۔ یہاں تک فرمایا کہ اس دنیا کی حقیر ترین چیز کتے پر شفقت کے سبب بدکار عورت کی مغفرت ہوگئی تو اگر ہم جانوروں پر شفقت کریں گے تو کیوں نہ اللہ عزوجل ہماری مغفرت فرمائے گا۔

مسلمان کی پردہ پوشی کا ثواب

حدیث نمبر 62: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور شہنشاہ مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ جو انسان (مرد وعورت) دنیا میں کسی انسان کی پردہ پوشی کرے گا اللہ عزوجل قیامت کے دن اس انسان کی پردہ پوشی کرے گا۔

(مسلم شریف جلد 7 کتاب البر والصلہ رقم 2590)

حدیث نمبر 63: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صاحب لولاک ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے کسی بھائی (بہن) کے کسی عیب کو دیکھ لے اور اس کی پردہ پوشی کرے تو اللہ عزوجل اسے پردہ پوشی کی وجہ سے جنت میں داخل کرے گا۔ (طبرانی کبیر جلد 17 صفحہ 288 رقم 795)

حدیث نمبر 64: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکمل واطہر ﷺ نے فرمایا کہ جو اپنے بھائی (بہن) کے کسی عیب کو دیکھ لے اور اس کی پردہ پوشی کرے تو اللہ عزوجل قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا اور جو اپنے بھائی (بہن) کے راز کو کھولے گا۔ اللہ عزوجل اس کا راز ظاہر کردے گا۔ یہاں تک کہ وہ اپنے گھر ہی میں رسواء ہوجائے گا۔ (ابن ماجہ شریف جلد 1 کتاب الحدود رقم 2546)

حدیث نمبر 65: حضرت رجاء بن حیات رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدار رسالت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مومن کی پردہ پوشی کی تو گویا کہ اس نے زندہ درگور کی گئی بچی کو زندہ کیا۔ (طبرانی اوسط جلد 6 صفحہ 97 رقم 8133)

تشریح وتوضیح: ان احادیث مذکورہ کا ماخذ یہ ہے کہ اپنے مومن بھائی بہن کی پردہ

پوشی کے لیے ہمیں بھی کوشش کرنی چاہیے۔ تاکہ قیامت کے دن اللہ عزوجل ہماری پردہ پوشی کرے کہ جس دن تمام نبیوں کی امتیں وہاں جمع ہوں گی۔

ناراضگی والوں کے درمیان صلح کرانے کا ثواب

حدیث نمبر 66: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نور کے پیکر ﷺ نے فرمایا کہ کیا میں تمہیں روزہ' نماز اور صدقہ سے افضل عمل نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ ضرور بتائیے فرمایا کہ وہ عمل آپس میں روٹھنے والوں میں صلح کرا دینا ہے کیونکہ روٹھنے والوں میں ہونے والا فساد خیر کو کاٹ دیتا ہے۔

(ابوداؤد شریف جلد 2 کتاب الادب رقم 4919)

حدیث نمبر 67: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور رسول بے مثال ﷺ نے فرمایا کہ سب سے افضل صدقہ روٹھے ہوئے لوگوں میں صلح کرا دینا ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد 3 صفحہ 321 کتاب الادب رقم 6)

حدیث نمبر 68: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور طٰہٰ ویٰس ﷺ نے فرمایا کہ جو انسان لوگوں کے درمیان صلح کرائے گا۔ اللہ عزوجل اس کا معاملہ درست فرما دے گا اور اسے (یعنی صلح کروانے والے کو) ہر کلمہ بولنے پر ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب عطا فرمائے گا اور جب وہ لوٹے گا تو اپنے پچھلے گناہوں سے مغفرت یافتہ ہو کر لوٹے گا۔ (الترغیب والترہیب جلد 3 صفحہ 321 کتاب الادب رقم 9)

تشریح وتوضیح: معلوم ہوا کہ دونوں ناراض ہوئے مومنوں کے درمیان صلح کروانا بہت بڑی سعادت کی بات ہے۔

بخار کے فضائل

حدیث نمبر 69: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نور العین ﷺ ام سائب کے پاس تشریف لائے تو ان سے پوچھا کیا ہوا؟ کیوں کانپ رہی ہو؟ انہوں نے عرض کیا: مجھے بخار ہے۔ اللہ عزوجل اس میں برکت نہ دے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ بخار کو برا نہ کہو۔ کیونکہ یہ مسلمان کے گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے

کے زنگ (Rust) کو دور کر دیتی ہے۔ (مسلم شریف جلد 7 کتاب البر والصلہ رقم 2575)

حدیث نمبر 70: حضرت عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور جناب صادق وامین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مومن کو لو لگتی ہے یا بخار ہوتا ہے تو اس کی مثال اس لوہے کی طرح ہوتی ہے جسے آگ میں ڈالا گیا تو آگ نے اسکا زنگ دور کر دیا اور اچھائی باقی رکھی۔ (مستدرک حاکم جلد 4 صفحہ 536 کتاب معرفۃ الصحابہ)

حدیث نمبر 71: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان مرد وعورت مسلسل بخار یا سر درد میں مبتلا ہو اور اس پر احد پہاڑ کی مثل گناہ ہوں تو جب وہ بیماری اس سے جدا ہوتی ہے تو ان کے سر پر رائی کے برابر بھی گناہ نہیں ہوتے۔ (الترغیب والترہیب جلد 4 صفحہ 151 کتاب الجنائز رقم 67)

حدیث نمبر 72: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو ایک رات بخار میں مبتلا ہو اور اس پر صبر کرے اور اللہ عزوجل سے راضی رہے تو اپنے گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے اس دن تھا جب اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ (شعب الایمان جلد 7 صفحہ 167 رقم 9868)

تشریح وتوضیح: معلوم ہوا کہ بخار یا سر درد ہونا برا نہیں بلکہ یہ تو مسلمان کے گناہوں کا کفارہ ہے۔ اس لیے بخار کو برا بھلا نہیں کہنا چاہیے۔

اللہ عزوجل کے خوف سے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی فضیلت

حدیث نمبر 73: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سلطان بحر وبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو (مرد وعورت) مجھے اپنی داڑھوں کے درمیان والی چیز (یعنی زبان) اور دو ٹانگوں کے درمیان والی چیز (یعنی شرم گاہ) کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ (بخاری شریف جلد 3 کتاب الرقائق رقم 6474)

حدیث نمبر 74: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اللہ عزوجل کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کی وہ جنت میں داخل ہو گا۔ (طبرانی کبیر جلد 1 صفحہ 311 رقم 919)

حدیث نمبر 75: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدار مدینہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت جب پانچوں نمازیں ادا کرے' اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے گی۔

(صحیح ابن حبان: جلد 6 صفحہ 184 کتاب النکاح رقم 4151)

تشریح وتوضیح: ان حدیثوں میں زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کرنے والوں کو جنت کا مژدہ سنایا گیا ہے۔ اس لیے ہمیں اپنی زبان کی حفاظت کرنی چاہیے اور اپنی شرم گاہ کی حفاظت کرنی چاہیے اور ان کو حکم الٰہی کے علاوہ ہرگز استعمال نہ کریں۔

توبہ کے فضائل وبرکات

حدیث نمبر 76: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ اگر (اے غافل انسان) تم گناہ کرتے رہو۔ یہاں تک کہ وہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تو اللہ عزوجل تمہاری توبہ قبول فرمالے گا۔

(ابن ماجہ شریف جلد 2 کتاب الزہد رقم 4248)

حدیث نمبر 77: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور سروراں ﷺ نے فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں۔ سات دروازے بند ہیں اور ایک دروازہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک توبہ کے لیے کھلا ہوا ہے۔

(طبرانی کبیر جلد 10 صفحہ 206 رقم 10479)

حدیث نمبر 78: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ جب مسلمان اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے تو اللہ عزوجل گناہوں کے لکھنے والے فرشتوں کو اس کے گناہ بھلا دیتا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت کے دن جب وہ اللہ عزوجل سے ملے گا تو اللہ عزوجل کی طرف سے اس کے گناہ پر کوئی گواہ نہ ہوگا۔

(الترغیب والترہیب جلد 4 صفحہ 48 رقم 17)

حدیث نمبر 79: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔

(ابن ماجہ شریف جلد 2 کتاب الزہد رقم 4250)

تشریح وتوضیح: اللہ عزوجل بہت رحیم وکریم ہے اور بندے کو چاہیے کہ اپنے گناہوں سے جلد از جلد تائب ہو۔ ورنہ

کرے توبہ رب کی رحمت ہے بڑی
ورنہ ہو گی سزا جہنم کی کڑی

قابل غور بات

حدیث نمبر 80: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور طیب وطاہر صلی اللہ علیہ وسلم گناہ پر قائم رہتے ہوئے توبہ کرنے والا اپنے رب عزوجل سے مذاق (Joke) کرنے والا ہے۔ (الترغیب والترہیب جلد 4 صفحہ 48 رقم 19)

تشریح وتوضیح: معلوم ہوا کہ جب انسان دل میں قائم رہے اور ظاہری طور پر دعا کرتا رہے یا اللہ معاف کردے۔ فلاں کام نہیں کروں گا' شراب نہیں پیوؤں گا' بدگاہی نہ کروں گا تو ایسا کرنے والا یا والی اللہ عزوجل سے مذاق کرنے والا یا والی ہے۔

خوف الٰہی سے رونے کا اجروثواب

حدیث نمبر 81: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ عزوجل کو یاد کرے اور اس کی آنکھیں خوف خدا عزوجل سے بہنا شروع کردیں۔ یہاں تک کہ اس کے آنسو زمین پر گر جائیں تو اس کو بروز قیامت عذاب نہیں دیا جائے گا۔ (مستدرک حاکم جلد 5 صفحہ 369 کتاب التوبہ رقم 9489)

حدیث نمبر 82: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو آنکھوں کو جہنم نہ چھو سکے گی۔ ایک وہ آنکھ جو رات کو اللہ عزوجل کی راہ میں پہرہ دے اور دوسری وہ آنکھ جو خوف الٰہی کی وجہ سے روئے۔

(مجمع الزوائد جلد 5 صفحہ 524 کتاب الجہاد رقم 9489)

حدیث نمبر 83: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے

عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ میں کس چیز کے ذریعے جہنم سے بچ سکتا ہوں؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنی آنکھوں کے آنسوؤں کے ذریعے سے کیونکہ جو آنکھ اللہ عزوجل کے خوف سے روتی ہے۔اسے جہنم کی آگ کبھی نہ چھوئے گی۔

(الترغیب والترہیب جلد 4 کتاب التوبہ والزہد رقم 19)

حدیث نمبر 84: حضرت مسلم بن یسار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور محسن انسانیت ﷺ نے فرمایا کہ جو آنکھ آنسوؤں سے بھر جائے اللہ عزوجل اس پورے جسم کو جہنم پر حرام فرما دیتا ہے اور جو قطرہ آنکھ سے بہہ کر رخسار پر بہہ جائے اس چہرے کو ذلت' تنگدستی نہ پہنچے گی۔اگر کسی امت میں ایک بھی رونے والا ہو تو اس کی وجہ سے ساری امت پر رحم کیا جاتا ہے اور ہر چیز کی ایک مقدار اور وزن ہوتا ہے۔مگر اللہ عزوجل کے خوف سے رونے والا آنسو آگ کے سمندروں کو بہا دے گا۔(شعب الایمان جلد 1 صفحہ 494 رقم 811)

حدیث نمبر 85: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! نجات کیا ہے؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنی زبان قابو میں رکھو اور اپنے گھر کو وسیع رکھو اور اپنے گناہ پر رولیا کرو۔(ترمذی شریف جلد 2 کتاب الزہد رقم 2414)

والدین کے حقوق

والدین کے حقوق میں ہم پہلے باپ کے مقام و مرتبہ کو بیان کرتے ہیں اور باپ کے بعد ماں کے حقوق خدمت کے فضائل پیش کریں گے۔

والد کا مقام

حدیث نمبر 85: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور طٰہٰ ویٰسں ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کی رضا باپ کی رضامندی میں ہے اور اللہ عزوجل کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔(ترمذی شریف جلد 1 صفحہ 895 ابواب البر والصلہ رقم 1962)

تشریح وتوضیح: اس حدیث مبارکہ سے والد کے مقام و مرتبہ کا پتہ چلا کہ حضور پرنور' شفیع روز محشر ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کی رضا باپ کی رضا میں ہے۔یعنی یوں سمجھئے کہ

جس مرد و عورت اور اولاد کے والد صاحب راضی ہیں تو اس کا رب عزوجل بھی اس پر راضی ہے اور آگے فرمایا کہ اللہ عزوجل کی ناراضگی باپ کی ناراضگی میں ہے۔ یعنی مطلب یہ ہے کہ اگر مرد و عورت اور اولاد کے والد صاحب اگر ان پر ناراض ہیں تو ان کا رب عزوجل ان سے ناراض ہے۔

حدیث نمبر 86: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید المبلغین، راحت العاشقین ﷺ نے فرمایا کہ باپ جنت کا درمیان والا دروازہ ہے۔ اب تیرا جی چاہے اسے گرا دے اور جی چاہے قائم رکھ۔

(1-ابن ماجہ شریف جلد 2 ابواب الادب رقم 1457) (2-ترمذی شریف جلد 1 ابواب البر والصلہ رقم 1961)

تشریح و توضیح: اس حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ جو اپنے والد کی اطاعت کرے گی، خدمت کرے گی وہ جنت کے درمیان والے دروازے سے جنت میں داخل ہو گی۔

باپ کو تیز نظر سے دیکھنا منع ہے

حدیث نمبر 87: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور فخر بنی آدم ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص نے اپنے باپ کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کیا جس نے اپنے باپ کو تیز نظر سے دیکھا (یعنی ناراضگی کا اظہار کیا)۔ (تفسیر در منثور جلد 4 صفحہ 171)

ماں کا مقام

حدیث نمبر 88: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نیر تاباں ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ لوگوں میں میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق (Deserving) کون ہے؟ حضور نور مجسم ﷺ نے فرمایا: تمہاری والدہ۔ انہوں نے عرض کیا پھر کون ہے؟ حضور نور مجسم ﷺ نے فرمایا: تمہاری والدہ۔ انہوں نے عرض کیا: پھر کون ہے؟ حضور نور مجسم ﷺ نے فرمایا: تمہاری والدہ ہے۔ انہوں نے عرض کیا: پھر کون ہے؟ حضور نور مجسم ﷺ نے فرمایا: پھر تمہارا والد ہے۔

(1-بخاری شریف جلد 3 کتاب الادب رقم 5626) (2-مسلم شریف جلد 7 کتاب البر والصلۃ رقم

2548)(3- ابن ماجہ شریف جلد 2 کتاب الادب رقم 6094)(4- مسند امام احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 5)
(5 صحیح ابن حبان جلد 2 صفحہ 175 رقم 433)

حدیث نمبر 89: حضرت طلحہ بن معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور رحمت دو عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ میں جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہاری ماں زندہ ہے؟ میں نے کہا: جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے پیروں کے ساتھ چمٹے رہو' وہیں جنت ہے۔ (مجمع الزوائد جلد 8 صفحہ 138)

حدیث نمبر 90: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے۔ (کنز الاعمال جلد 16 صفحہ 461)

ماں کو بوسہ جہنم کی آگ سے حجاب

حدیث نمبر 91: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس شخص نے اپنی ماں کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا وہ بوسہ اس کے لیے جہنم کی آگ سے حجاب ہو گا۔ (کنز الاعمال جلد 16 صفحہ 462)

تشریح وتوضیح: معلوم ہوا کہ جس نے والدہ کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا یعنی والدہ کی پیشانی کو چوما تو اس کا یہ چومنا بروز قیامت اسے چومنے والے کے لیے جہنم کی آگ سے حجاب ہو گا۔

والدین کا مقام

والدین کے مقام کو واضح کرنے کے لیے ہم نے اپنے والد کے مقام کو علیحدہ بیان کیا اور اس کے بعد ماں کے مقام کو پیش کیا اور اب اس کے بعد ہم اب وہ حدیثیں پیش کرتے ہیں کہ جن میں ماں اور باپ دونوں کے مقام کو حضور تاجدار رسالت ﷺ نے اکٹھا بیان فرمایا ہے۔

حدیث نمبر 92: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ راحت قلب وسینہ ﷺ سے میں نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اللہ عزوجل کو کون

سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا۔ میں نے عرض کیا: پھر کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا میں نے عرض کیا پھر کون سا؟ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا: اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا۔

(1-بخاری شریف جلد 3 کتاب الادب رقم 3662)(2-الترغیب والترہیب جلد 3 صفحہ 216 رقم 3739)

تشریح وتوضیح: اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مسلمان (مرد وعورت) کے لیے اس کے والدین جنت بھی ہیں اور دوزخ بھی مطلب یہ کہ اگر انسان ان کو راضی کرے گا تو جنت میں جائے گا اور اگر ناراض کر دیا تو جہنم میں جائے گا۔

حدیث نمبر 95: حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور روحی فداہ ﷺ کی خدمت میں میں جہاد کا مشورہ (Consultation) لینے کے لیے حاضر ہوا تو حضور طٰہٰ ویٰس ﷺ نے فرمایا کہ کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ میں نے عرض کی: جی ہاں (زندہ ہیں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ انہی کے ساتھ رہو کہ جنت ان کے پاؤں تلے ہے۔

(1-نسائی شریف جلد 2 صفحہ 303 رقم 30104)(2-طبرانی کبیر جلد 2 صفحہ 289 رقم 2202)

حدیث نمبر 96: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جو مسلمان (مرد وعورت) اپنے ماں باپ کے چہرے کی طرف محبت سے ایک نظر دیکھتا ہے۔ اللہ عزوجل اس کو ایک مقبول حج کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ (کنز الاعمال جلد 16 صفحہ 469)

عمر اور رزق میں زیادتی والا عمل

حدیث نمبر 97: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو مسلمان (مرد وعورت) یہ چاہتا ہے کہ اس کی عمر بڑھا دی جائے اور اس کے رزق میں اضافہ کیا جائے۔ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے اور صلہ رحمی کرے۔

(کنز الاعمال جلد 16 صفحہ 475)

تشریح وتوضیح: معلوم ہوا کہ جو ہماری اسلامی ماں، بہن، بیٹی یہ چاہتی ہے کہ میرے رزق میں اللہ عزوجل اضافہ فرمائے اور میری عمر میں اضافہ فرمائے تو اس کو چاہیے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی اور صلہ رحمی کرے۔

تین چیزوں کی طرف دیکھنا عبادت اور ثواب کا ذریعہ

حدیث نمبر 98: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ تین چیزوں کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ 1-والدین کے چہرے کو دیکھنا 2-قرآن مجید کو دیکھنا۔ 3-اور سمندر کو۔ (کنز العمال جلد 16 صفحہ 478)

تشریح وتوضیح: معلوم ہوا کہ والدین کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے اور ثواب کا ذریعہ ہے۔

اُف کا کفارہ

ایک دفعہ حضرت عون علیہ الرحمۃ اپنی ماں کی کسی بات کا جواب ''ہوں'' میں دے بیٹھے۔ پھر یاد آیا کہ اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں حکم دے کر ہم انسانوں کو والدین کے سامنے اُف تک کہنے سے منع کیا ہے۔ آپ علیہ الرحمۃ اٹھے اور فوراً ہی کفارہ میں دو غلام آزاد کردیئے اور اللہ عزوجل سے معافی طلب کی اور بار بار توبہ کرتے رہے۔ (ماں کا تقدس صفحہ 37)

والدین کی پسند پسند کرو

حدیث نمبر 99: حضرت حمزہ بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ان کے والد ماجد نے فرمایا کہ ایک عورت میرے نکاح میں تھی اور میں اسے پسند کرتا تھا۔ جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسے ناپسند فرماتے تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو تو میں نے انکار کیا۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ریحان ملت ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس بات کا ذکر کیا تو حضور مختار کل کائنات ﷺ نے فرمایا کہ اسے طلاق دے دو۔

(ابوداؤد شریف جلد 3 ابواب النوم رقم 1697)

تشریح وتوضیح: حضور پرنور ﷺ کے اس حکم سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ اگر باپ حکم دے تو بیوی کو طلاق دے دینی چاہیے۔ ورنہ باپ کا نافرمان شمار ہوگا۔ کیونکہ علماء فرماتے ہیں کہ اگر والدین حق پر ہوں جب تو بیوی کو طلاق دینا واجب ہے! اور اگر بیوی حق پر ہو جب بھی والدین کی رضامندی کے لیے طلاق دینا جائز ہے۔ (بہار شریعت جلد 2 صفحہ 801)

مقام عبرت

آج جبکہ اسلام سے ہماری وابستگی برائے نام رہ گئی تو اکثر یہی دیکھنے میں آتا ہے کہ بیویوں کے کہنے پر ماں باپ کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔ والدین کے نافرمان بننا منظور کر لیتے ہیں۔ کوشش کرتے ہیں کہ بیوی کے فرمانبردار ہونے میں حرف نہ آئے۔ اے ہمارے رب عزوجل! ہمیں اپنے والدین کے مقام کو سمجھنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین

والدین کے نافرمان کو سزا

حدیث نمبر 100: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہر گناہ کی سزا کو اللہ عزوجل جتنی دیر چاہتا ہے مؤخر کر دیتا ہے اور ماں باپ کے نافرمان کو اللہ عزوجل موت سے پہلے دنیا میں جلد سزا دیتا ہے۔ (کنز الاعمال جلد 16 صفحہ 480)

والدہ کے سامنے زبان درازی کا انجام

حضرت عوام علیہ الرحمۃ (جو تبع تابعین میں سے ہیں) فرماتے ہیں کہ میں ایک محلے میں گیا۔ اس محلے کے کنارے پر قبرستان تھا۔ میں نے اس قبرستان میں دیکھا کہ نماز عصر کے وقت ایک قبر شق ہوئی اور اس میں سے ایک آدمی نکلا جس کا سر گدھے کا اور باقی بدن انسان کی طرح تھا۔ اس نے تین آوازیں گدھے کی طرح نکالیں۔ پھر قبر بند ہوگئی۔ وہاں قریب ہی ایک بڑھیا (Old Lady) بیٹھی (چرخا) کات رہی تھی۔ ایک عورت نے مجھ سے کہا: ان بڑی بی کو دیکھتے ہو؟ میں نے کہا: اس کا کیا معاملہ ہے؟ یہ بڑھیا قبر والے کی اماں ہے۔ وہ شراب پیتا تھا۔ جب شام کو گھر آتا تو ماں نصیحت کرتی کہ اے بیٹے! خدا سے ڈر۔ کب تک ناپاک چیز کو پئے گا۔ یہ جواب دیتا کہ گدھے کی طرح چلاتی ہے۔ یہ شخص عصر کے بعد مرا جب سے ہر روز نماز عصر کے بعد اس کی قبر شق ہوتی ہے اور وہ تین آوازیں گدھے کی نکال کر بند ہو جاتی ہے۔ (شرح الصدور، الادب المفرد للبخاری)

اس واقعہ سے ہمیں عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ جو والدین کی نافرمانی کرے گا اس کو جلد از جلد اللہ عزوجل کا عذاب پکڑ لے گا۔ اس لئے اپنے والدین کی نافرمانی سے توبہ کر لو

اور انہیں ادب سے بلایا کرو۔

گالی نہ دیا کرو اور جھڑکا کرو اور نہ گھور کر دیکھا کرو۔

والدین کی وفات کے بعد ان سے نیکی

حدیث نمبر 101: حضرت ابواسید مالک بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضور فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں موجود تھے کہ قبیلہ بنی سلمہ کا ایک شخص حاضر ہو کر عرض گزار ہوا: کیا والدین کی وفات کے بعد ان کے ساتھ نیکی کرنے کی کوئی صورت باقی ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں۔ ان کے لیے دعا و استغفار کرنا، ان کے بعد ان کے وعدے کو پورا کرنا، اس رشتے کو جوڑنا جو ان کی وجہ سے جڑتا تھا اور ان کے دوستوں کی تعظیم و تکریم کرنا (والدین سے بعد وفات نیکی کی صورت ہے)۔

(ابوداؤد شریف جلد 3 ابواب النوم رقم 1701)

حدیث نمبر 102: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ مسلمان اپنے باپ کے دوستوں سے نیکی کرے۔ ان کی وفات کے بعد۔ (ابوداؤد شریف جلد 3 ابواب النوم رقم 1702)

حدیث نمبر 103: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو مسلمان ہر جمعہ کے دن اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے اور وہاں سورۃ یٰس پڑھے تو اس شخص کی مغفرت ہو جائے گی۔ (کنز الاعمال جلد 16 صفحہ 468)

حدیث نمبر 104: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جس شخص نے اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک قبر کی ثواب کی نیت سے زیارت کی تو اس کو ایک مقبول حج کا ثواب ملے گا اور جو شخص ماں باپ کی زیارت کرے گا۔ فرشتے اس کی قبر کی زیارت کریں گے۔ (کنز الایمان جلد 16 صفحہ 479)

تشریح و توضیح: ان قبرستان والی حدیثوں پر خواتین اپنے بیٹوں اور خاوند کو عمل کی ترغیب دلائیں۔ قبرستان خود نہ جائیں کیونکہ اسی میں بہتری ہے۔

عورتیں قبرستان یا مزارات اولیاء پر جاسکتی ہیں یا نہیں؟

عورتوں کے لیے بعض علماء نے زیارت قبور کو جائز بتایا۔ درمختار میں یہی قول اختیار کیا۔ مگر عزیزوں کی قبور پر جائیں گی تو جزع وفزع (یعنی رونا پیٹنا) کریں گی۔ لہٰذا ممنوع ہے اور صالحین کی قبور پر برکت کے لیے جائیں تو بوڑھیوں کے لیے حرج نہیں اور جوان لڑکیوں اور عورتوں کے لیے ممنوع ہے۔ (ردالمحتار جلد 1 صفحہ 843)

میرے آقا اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی رضی اللہ عنہ نے عورتوں کے مزارات پر جانے کی جا بجا ممانعت فرمائی۔ چنانچہ ایک مقام پر فرماتے ہیں کہ "حضرت امام قاضی علیہ الرحمۃ سے استفسار (سوال) ہوا کہ عورتوں کا مزارات پر جانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا: ایسی جگہ جواز وعدم جواز (یعنی جائز و ناجائز کا) نہیں پوچھتے۔ یہ پوچھو کہ اس میں عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے۔ عورت جب گھر سے قبور کی جانب چلنے کا ارادہ کرتی ہے تو اللہ عزوجل اور فرشتوں کی لعنت ہوتی ہے۔ جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو سب طرفوں سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں۔ جب قبر تک پہنچتی ہے تو میت کی روح اس پر لعنت کرتی ہے۔ جب تک واپس آتی ہے اللہ عزوجل کی لعنت میں ہوتی ہے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد 4 صفحہ 172)

گھر میں مدنی ماحول بنانے کے لیے (12) مدنی پھول

1- گھر میں آتے جاتے سلام ضرور کریں۔

2- والدین کو آتا دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو جائیں۔

3- دن میں کم از کم ایک بار اسلامی بھائی والد صاحب کا اور اسلامی بہنیں ماں کا ہاتھ چوما کریں۔

4- والدین کے سامنے ہمیشہ آواز پست (یعنی آہستہ) رکھیں اور ان سے آنکھیں ہرگز نہ ملائیں۔

5- ان کا سونپا ہر وہ کام جو خلافِ شرع نہ ہو تو فوراً کر ڈالیں۔

6- ماں بلکہ گھر (اور باہر) کے ایک دن کے بچے کو بھی آپ کہہ کر ہی مخاطب ہوں۔

7- بعد از نماز عشاء جلد تر سونے کی عادت ڈالیں۔

8- گھر میں اگر نماز کی سستی، بے پردگی، فلموں اور گانے بجانے کا سلسلہ ہو تو بار بار ٹوکنے کے بجائے سب کو نرمی کے ساتھ شیخ طریقت امیر اہلسنّت، عاشق اعلیٰ حضرت، مرشدی، حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ کے بیان کی کیسٹیں سننے پر راضی کریں۔ انشاء اللہ عزوجل مدنی نتائج برآمد ہوں گے۔

9- گھر میں کتنی ہی ڈانٹ بلکہ مار بھی پڑے زبان ہرگز نہ چلائیں۔

10- غصہ، چڑچڑاپن اور جھاڑنے وغیرہ کی عادت بالکل ختم کر دیں۔

11- گھر میں روزانہ فیضان السنّت کا درس ضرور ضرور دیں۔

12- اپنے گھر والوں کی دنیا و آخرت کی بہتری کے لیے دل سوزی کے ساتھ دعا کرتے رہیں کہ دعا مومن کا ہتھیار ہے۔

ہمسایوں کے حقوق

حدیث نمبر 105: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل کے ہاں بہترین ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کے حق میں بہتر ہے اور اللہ عزوجل کے ہاں بہترین ہمسایہ وہ ہے جو اپنے ہمسائے کے حق میں بہتر ہے۔

(1- ترمذی شریف جلد 2 کتاب البر والصلہ رقم 1944) (2- مسند امام احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 167، رقم 6566) (3- مستدرک حاکم جلد 1 صفحہ 610 رقم 1620) (4- صحیح ابن خزیمہ جلد 4 صفحہ 140 رقم 2539)

حدیث نمبر 106: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور رحمت دو عالم، فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھے ہمیشہ ہمسائے کے حقوق (RIGHTS) کے متعلق تاکید کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھے خیال آنے لگا کہ یہ اسے وارث بنا دیں گے۔

(1- بخاری شریف جلد 3 کتاب الادب رقم 5668) (2- مسلم شریف جلد 7 کتاب البر والصلہ

رقم2624)(3-ترمذی شریف جلد 2 کتاب البر والصلہ رقم1942)(4-ابوداؤد شریف جلد 3 کتاب الادب رقم5151)(5-ابن ماجہ شریف جلد 2 کتاب الادب رقم3673)(6-مسند امام احمد بن حنبل جلد 2 صفحہ 85رقم5577)

حدیث نمبر 107: حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نیرِ تاباں، سرورِ سروراں ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ عزوجل پر اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے تو وہ اپنے ہمسائے کے ساتھ نیک سلوک کرے۔ (ابن ماجہ شریف جلد 2 ابواب الادب رقم1466)

تشریح وتوضیح: حضور ﷺ نے مذکورہ احادیث میں ہمسائے کے ساتھ حسن اخلاق کی جانب رغبت دلائی ہے۔

ہمسایہ کی تعریف

حضرت امام زہری علیہ الرحمۃ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور سرکار مدینہ راحت قلب ﷺ کی خدمت میں ہمسایہ کی شکایت کی گئی۔ حضور نور مجسم ﷺ نے حکم فرمایا کہ مسجد کے دروازے پر کھڑے ہو کر اعلان کر دو کہ ساتھ کے چالیس گھر ہمسائیگی میں داخل ہیں۔ حضرت امام زہری علیہ الرحمۃ نے کہا۔ چالیس گھر ادھر، چالیس گھر ادھر، چالیس گھر ادھر اور چالیس گھر ادھر اور چاروں سمتوں کی طرف اشارہ کیا۔ (مکاشفۃ القلوب صفحہ 447)

ہمسائے کے متعدد حقوق

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکمل واطہر ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (اے لوگو) تمہیں معلوم ہے کہ ہمسایہ کا کیا حق ہے؟ اور پھر فرمایا، ہمسائے کا تم پر حق ہے کہ 1-وہ تم سے مدد مانگے تو مدد کرو۔ 2-جب قرض مانگے تو قرض دو۔ 3-جب محتاج ہو تو اسے دو۔ 4-جب بیمار ہو تو عیادت کرو۔ 5-جب اسے خیر پہنچے تو اسے مبارکباد دو۔ 6-جب مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو۔ 7-اور مر جائے تو جنازے کے ساتھ جاؤ۔ 8-بغیر ہمسائے کی اجازت کے اپنی عمارت بلند نہ کرو کہ ہوا رک جائے۔ 9-اپنی ہانڈی سے اس کو ایذا نہ دو مگر اس میں سے اسے بھی کچھ دو۔ 10-میوے خرید و تو اس کے پاس بھی تحفہ بھیجو اور اگر ہدیہ نہ کرنا ہو تو چھپا کر مکان میں لاؤ اور تمہارے بچے اسے لے کر باہر نہ نکلیں کہ پڑوسی

کے بچوں کو رنج ہوگا۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا: تمہیں معلوم ہے کہ ہمسایہ کا کیا حق ہے؟ قسم ہے اس کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ پورے طور پر ہمسائے کا حق ادا کرنے والے تھوڑے ہیں یہ وہی ہیں جن پر اللہ عزوجل کی مہربانی ہے۔ (فیضان سنت قدیم صفحہ 842)

ہر وقت باوضو رہنے کا ثواب

حدیث نمبر 108: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نور مجسم ﷺ نے فرمایا کہ دین پر ثابت قدم رہو اور جان لو کہ تمہارے اعمال میں سب سے بہتر عمل نماز ہے اور مومن ہی ہر وقت باوضو رہتا ہے۔ (ابن ماجہ شریف جلد 1 کتاب الطہارۃ رقم 277)

حدیث نمبر 109: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میری امت پر مشکل نہ گزرتا تو میں انہیں ہر نماز کے وقت وضو اور اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کرنے کا حکم دیتا۔ (مسند امام احمد بن حنبل جلد 3 صفحہ 72 رقم 7516)

چھپا کر صدقہ دینے کا ثواب

حدیث نمبر 110: حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ چھپا کر صدقہ دینا اللہ عزوجل کے غضب کو بجھاتا ہے۔ (طبرانی کبیر جلد 8 صفحہ 261 رقم 8014)

حدیث نمبر 111: حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور طٰہٰ ویٰس ﷺ نے فرمایا کہ نیکیاں برائی کے دروازوں سے بچاتی ہیں اور پوشیدہ صدقہ اللہ عزوجل کے غضب سے بچاتا اور صلہ رحمی عمر میں اضافہ کرتی ہے۔

(طبرانی کبیر جلد 8 صفحہ 261 رقم 8014)

باب نمبر 10

زکوٰۃ کا بیان

زکوٰۃ ارکان اسلام میں سے تیسرا اہم رکن ہے۔ زکوٰۃ 2 ہجری میں مسلمانوں پر فرض ہوئی۔ حضور پُر نور، سیّد دو عالم، رؤف رحیم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نیک اور رحم دل پہلے ہی مسکینوں کے ہمدرد غریبوں کے امداد کرنے والے، دردمندوں کے غمگسار تھے اور اسلام میں شروع ہی سے مساکین اور غربا کی دستگیری (Patronage) پر، مسلمانوں کی خصوصیت سے توجہ دلائی جاتی تھی۔ اسی لئے اللہ عزوجل نے زکوٰۃ کو فرض قرار دیا۔ زکوٰۃ درحقیقت اس صفت ہمدردی ورحم کے باقاعدہ استعمال کا نام ہے۔ زکوٰۃ ادا کرنے والے کو بہت زیادہ فضائل حاصل ہوتے ہیں۔

زکوٰۃ کی تعریف

زکوٰۃ شریعت میں اللہ عزوجل کے لئے مال کے ایک حصہ کا، جو شرع نے مقرر کیا ہے مسلمان فقیر کو مالک کر دینا ہے اور وہ فقیر نہ ہاشمی ہو نہ ہاشمی کا آزاد کردہ غلام اور اپنا نفع اس سے بالکل جدا کر دے۔ (درمختار جلد 3 صفحہ 170)

منکر زکوٰۃ کافر اور نہ دینے والا فاسق اور مستحق قتل ہے

زکوٰۃ فرض ہے اس کا منکر کافر اور نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق اور زکوٰۃ کے ادا میں تاخیر کرنے والا گنہگار و مردود شہادت ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 170)

زکوٰۃ کی فرضیت کی شرائط

زکوٰۃ کے واجب ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں، جو کہ درج ذیل ہیں:

1-مسلمان ہونا

کیونکہ کافر پر زکوٰۃ نہیں

2-بلوغ'3-عقل

کیونکہ نابالغ پر زکوٰۃ واجب نہیں اور جنون اگر پورے سال کو گھیرے تو زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر سال کے اوّل آخر میں اضافہ ہوتا ہے اگرچہ باقی زمانہ جنون میں گزرتا ہے تو زکوٰۃ واجب ہے۔

1- فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 172

2- ردالمحتار جلد 3 صفحہ 173

4 آزاد ہونا

کیونکہ غلام پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 171)

5-مال بقدر نصاب اس کی ملک میں ہونا

اگر نصاب سے کم ہے تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 172)

6-پورے طور پر اس کا مالک ہو

یعنی مال پر قابض ہو۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 172)

7-نصاب کا دین (قرض) سے فارغ ہونا

نصاب کی مالک ہے مگر اس پر قرض ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکوٰۃ واجب نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 172)

8-نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو (ایضاً)

حاجت اصلیہ کی تعریف

حاجت اصلیہ یعنی جس کی طرف زندگی بسر کرنے میں آدمی کو ضرورت ہے۔ اس میں زکوٰۃ واجب نہیں مثلاً جیسے رہنے کا مکان' جاڑے گرمیوں میں پہننے کے کپڑے' خانہ داری

ے سامان' سواری کے جانور' خدمت کے لئے لونڈی غلام' آلات حرب (یعنی جنگی آلات) پیشہ وروں (Artisans) کے اوزار' اہل علم کے لئے حاجت کی کتابیں' اور کھانے کے لئے غلہ۔ (فتاوی عالمگیری جلد 1 صفحہ 172)

9- مال نامی ہونا

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ زکوۃ تین قسم کے مال پر ہے۔

1- ثمن یعنی سونا' چاندی (اس میں ہر ملک کی کرنسی اور پرائز بانڈ بھی داخل ہیں)

2- مال تجارت

3- سائمہ یعنی چرائی پر چھوڑے ہوئے جانور۔ (فتاوی عالمگیری جلد 1 صفحہ 174)

10- سال گزرنا

سال سے مراد قمری سال ہے۔ یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے۔ شروع سال اور آخر سال میں نصاب کامل ہے مگر درمیان میں نصاب کی کمی ہوگئی تو یہ کمی کچھ اثر نہیں رکھتی یعنی زکوۃ واجب ہے۔ (فتاوی عالمگیری جلد 1 صفحہ 175)

زکوۃ ادا کرنے کا اجر و ثواب

زکوۃ ادا کرنے والوں کا تذکرہ اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں فرمایا ہے چنانچہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ

ترجمہ کنز الایمان: "بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور نماز قائم کی اور زکوۃ دی ان کا نیگ (یعنی انعام) ان کے رب کے پاس ہے اور نہ انہیں کوئی اندیشہ ہو اور نہ کچھ غم"۔

اللہ عزوجل نے زکوۃ ادا کرنے والوں کا تذکرہ قرآن مجید میں فرمایا اور ساتھ ہی ان کا اجر بھی بتا دیا ہے کہ ان کا انعام و بدلہ اللہ عزوجل کے پاس ہے اور قیامت کے دن ان کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم۔

احادیث مبارکہ سے زکوٰۃ ادا کرنے کے فضائل

حدیث نمبر 1: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے اسلام کی تکمیل یہ ہے کہ تم اپنے مال کی (کامل) زکوٰۃ ادا کیا کرو۔

(1-طبرانی کبیر جلد 18 صفحہ 8 رقم 6) (2-الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 301 رقم 113) (3-مجمع الزوائد جلد 3 صفحہ 62)

مال محفوظ کرنے اور بُری موت سے بچنے کا سبب

حدیث نمبر 2: حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سیّد دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے مال و دولت کو زکوٰۃ کے ذریعے بچاؤ اور اپنی بیماریوں کا علاج صدقہ کے ذریعے کرو اور مصیبت کی لہروں کا سامنا دعا اور گریہ وزاری کے ذریعے کرو۔

(1-طبرانی کبیر جلد 10 صفحہ 128 رقم 10194) (2-شعب الایمان جلد 3 صفحہ 282 رقم 3558) (3-الترغیب والترہیب جلد 1 صفحہ 301 رقم 1112) (4-مجمع الزوائد جلد 3 صفحہ 63)

حدیث نمبر 3: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرکار مدینہ راحت قلب و مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک صدقہ اللہ عزوجل کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بُری موت سے بچاتا ہے۔

(1-ترمذی شریف جلد 2 کتاب الزکاۃ رقم 664) (2-صحیح ابن حبان جلد 8 صفحہ 103 رقم 3309) (3-شعب الایمان جلد 3 صفحہ 213 رقم 3351) (4-الترغیب والترہیب جلد 2 صفحہ 7 رقم 1283) (5-موارد الظمان جلد 1 صفحہ 209 رقم 816)

زکوٰۃ ادا کرنے پر جنت میں داخلہ

حدیث نمبر 4: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سیّد المبلغین، راحت العاشقین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نے ایک دن ہمیں خطاب کرتے ہوئے تین مرتبہ فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں تین مرتبہ فرمایا قسم ہے اس ذات

کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سر اقدس کو جھکا لیا تو ہم میں سے ہر شخص نے اپنا سر جھکا لیا اور رونے لگے حالانکہ ہم نہیں جانتے تھے کہ حضور سیّد دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلف کیوں اٹھایا؟ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا سر انور اٹھایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے پر ایسی خوشی تھی جو ہمیں سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند تھی پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص پانچوں نمازیں ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنے مال سے زکوٰۃ نکالے اور ساتھ کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے۔ اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس سے کہا جاتا ہے کہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

(نسائی شریف جلد 2 کتاب الزکوٰۃ)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عورتوں کو زکوٰۃ کی تلقین

حدیث نمبر 5: حضرت عمرو بن شعیب بواسطہ والد اپنے داداد سے مروی ہیں کہ دو عورتیں حضور طٰہٰ و یٰسین صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں ان کے ہاتھوں میں سونے کے کنگن تھے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا (اے عورتو!) تم نے ان کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ انہوں نے عرض کیا نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم چاہتی ہو کہ اللہ عزوجل تمہیں آگ کے کنگن پہنائے عورتیں عرض کرنے لگیں نہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زکوٰۃ ادا کرو۔ (ترمذی شریف جلد 2 ابواب الزکوٰۃ رقم 616)

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

زکوٰۃ کی ادائیگی کیلئے نیت شرط ہے

زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے نیت شرط ہے۔ زکوٰۃ دیتے وقت یا زکوٰۃ کے لئے مال علیحدہ کرتے وقت نیت زکوٰۃ شرط ہے نیت کے یہ معنی ہیں کہ اگر پوچھا جائے تو بلا تامل بتا سکے زکوٰۃ ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 170)

مردہ کی تجہیز و تکفین و تعمیر مسجد میں زکوٰۃ خرچ نہیں کی جاسکتی

زکوٰۃ کا روپیہ پیسہ مردہ کی تجہیز و تکفین یا مسجد کی تعمیر نہیں خرچ کر سکتے کہ تملیک فقیر نہیں پائی گئی اور ان کاموں میں خرچ کرنا چاہیں تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ فقیر کو مالک کر دیں اور وہ خرچ کرے اور ثواب دونوں کو ہوگا۔ (ردالمحتار جلد 3 صفحہ 191)

سونے چاندی کی زکوٰۃ

سونے کی نصاب بیس 20 مثقال ہے یعنی ساڑھے سات تولے اور چاندی کی دوسو (200) درہم یعنی ساڑھے باون تولے سونے چاندی کی زکوٰۃ میں وزن کا اعتبار ہے قیمت کا لحاظ نہیں۔ (ردالمحتار جلد 3 صفحہ 224)

نصاب سے بطور زکوٰۃ چالیسواں حصہ ادا کیا جائے گا

سونا و چاندی جبکہ بقدر نصاب ہوں تو ان کی زکوٰۃ چالیسواں حصہ ہے۔ مثلاً (7½) ساڑھے سات تولہ سونا ہے تو دو ماشہ زکوٰۃ واجب ہے یا باون تولہ چھ ماشہ چاندی ہے تو ایک تولہ تین ماشہ چھ رتی۔ (درمختار جلد 3 صفحہ 227)

مالِ زکوٰۃ کن لوگوں پر خرچ کیا جائے

زکوٰۃ کا مال درج ذیل لوگوں پر خرچ کیا جاسکتا ہے۔

1- فقیر
2- مسکین
3- عامل (یعنی حکومت اسلامیہ کی جانب سے زکوٰۃ وصول کرنے والا)
4- رقاب (یعنی غلاموں کی آزادی کے لئے)
5- غارم (یعنی قرض میں جکڑا ہوا)
6- فی سبیل اللہ
7- مسافر

(درمختار جلد 3 صفحہ 283)

سونے چاندی کے زیورات اور مال پر زکوٰۃ نہ دینے پر وعید

حدیث نمبر 6: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نیر تاباں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو مرد (وعورت) سونے اور چاندی کا مالک ہو اور اس کا حق (یعنی زکوٰۃ) ادا نہ کرے تو جب قیامت کا دن ہو گا اس کے لئے آگ کا پتھر بنائے جائیں گے اور ان پر جہنم کی آگ بھڑکائی جائے گی اور ان سے ان کی پیشانی، کروٹ اور پیٹھ داغی جائے گی۔ جب ٹھنڈے ہونے کو آئیں گے پھر ویسے ہی کر دیئے جائیں گے۔

1۔ مسلم شریف جلد 2 صفحہ 907 کتاب الزکوٰۃ رقم 2186) (2۔فتاوی رضویہ جلد 10 صفحہ 174)

حدیث نمبر 7: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور تاجدار عرب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل جس کو مال دے اور وہ اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کا مال ایک گنجے سانپ کی شکل بن کر جس کی آنکھوں پر دو کالے ٹیکے (یعنی داغ) ہوں گے اس کے گلے کا طوق ہو جائے گا۔ پھر اس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔

(بخاری شریف جلد 1 صفحہ 625 کتاب الزکوٰۃ رقم 1321)

تشریح و توضیح: ان مذکورہ دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس کے پاس سونا اور چاندی ہو اور مال ہو اور وہ زکوٰۃ نہ دیں تو اس کے بدلے میں قیامت کے دن ان کو جہنم میں ڈال کر ان کی پیشانی کروٹ اور پیٹھ داغی جائے گی اور اگر مال سے زکوٰۃ نہ ادا کی ہو گی تو اس کا مال گنجے سانپ کی شکل میں زکوٰۃ ادا نہ کرنے والے والیوں کے گلے میں طوق ہو جائے گا اس لئے جہنم کے عذاب سے بچنے کے لئے اپنے سونے اور چاندی کے زیورات اور مال پر جتنی زکوٰۃ بنتی ہو ادا کر دیجئے۔

زکوٰۃ نکالنے کا طریقہ

زکوٰۃ نکالنے کے لئے ضروری ہے کہ معلوم ہو کہ زکوٰۃ کتنے روپوں پر نکلتی ہے۔ ہر سو (100) روپے پر اڑھائی روپے۔ ہر ہزار (1000) پر 25 روپے۔ ہر پانچ ہزار

(5000) روپے پر اور (125) روپے۔ (فتاویٰ عالمگیری)

غریب سیّد کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

حدیث نمبر 8: حضرت مطلب بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرورِ سروراں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے صدقہ جائز نہیں کہ یہ تو آدمیوں کے میل ہیں۔ (مسلم شریف جلد 2 صفحہ 1012 کتاب الزکوٰۃ رقم 2377)

حدیث نمبر 9: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لے کر اپنے منہ میں ڈال لی تو حضور نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھو تھو اسے پھینک دو پھر فرمایا کیا تمہیں نہیں معلوم ہم صدقہ نہیں کھاتے۔ (مسلم شریف جلد 2 صفحہ 1010 کتاب الزکوٰۃ رقم 2369)

تشریح و توضیح: احادیث مبارکہ سے معلوم ہو گیا کہ سیّد یعنی آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر زکوٰۃ و صدقات حرام ہیں۔

بدمذہب کو زکوٰۃ دینا کیسا ہے

بدمذہب کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔ (درمختار)

اور اسی طرح مرتدین کو بھی زکوٰۃ دینے سے ادا نہ ہوگی جو زبان سے اسلام کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان گھٹائے یا کسی اور ضروری دینی بات کا انکار کرتے ہیں۔ (بہار شریعت جلد 1 صفحہ 386)

صدقہ فطر کا بیان

صدقۂ فطر واجب ہے عمر بھر اس کا وقت ہے یعنی اگر ادا نہ کیا ہو تو اب ادا کرے۔ ادا نہ کرنے سے ساقط نہ ہوگا نہ اب ادا کرنا قضا ہے بلکہ اب بھی ادا ہی ہے۔ اگرچہ مسنون قبل نمازِ عید ادا کر دینا ہے۔ (درمختار جلد 3 صفحہ 310)

صدقۂ فطر مسلمان پر واجب ہے مال پر نہیں لہٰذا مر گیا مر گئی تو اس کے مال سے ادا نہیں کیا جائے گا۔

صدقۂ فطر کب واجب ہوتا ہے

عیدالفطر کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہوتا ہے لہٰذا جو شخص صبح ہونے سے پہلے مرگیا یا غنی تھا فقیر ہوگیا یا ہوگئی یا صبح طلوع ہونے کے بعد کافر مسلمان ہوا یا بچہ یا بچی پیدا ہوئی یا فقیر تھا یا تھی غنی ہوگیا تو صدقۂ فطر واجب ہوا۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 192)

صدقۂ فطر کس پر واجب ہے

صدقۂ فطر ہر مسلمان آزاد مالک نصاب پر، جس کی نصاب حاجت اصلیہ سے فارغ ہو واجب ہے اس میں عاقل بالغ اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں۔

(درمختار مع ردالمحتار جلد 3 صفحہ 312)

نابالغ یا مجنون اگر مالک نصاب ہیں تو ان پر صدقۂ فطر واجب ہے ان کا ولی ان کے مال سے ادا کرے۔ (درمختار مع ردالمحتار جلد 3 صفحہ 315)

نابالغ لڑکی جو اس قابل ہے کہ شوہر کی خدمت کر سکے اس کا نکاح کر دیا اور شوہر کے ہاں اسے بھیج بھی دیا تو کسی پر اس کی طرف سے صدقۂ فطر واجب نہیں نہ شوہر پر نہ باپ پر اور اگر قابل خدمت نہیں یا شوہر کے یہاں اسے بھیجا نہیں تو بدستور اس کا صدقۂ فطر باپ پر ہے۔ (درمختار مع ردالمحتار جلد 3 صفحہ 315)

ماں پر صدقۂ فطر اولاد کا واجب نہیں

ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب نہیں۔

(درمختار مع ردالمحتار جلد 3 صفحہ 315)

بغیر اجازت صدقۂ فطر دینا

عورت یا بالغ اولاد کا صدقہ فطر ان کی اجازت کے بغیر ادا کر دیا تو ہوگیا اور اگر عورت نے شوہر کا صدقۂ فطر بغیر شوہر کے حکم کے دے دیا تو ادا نہ ہوا۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 193)

صدقۂ فطر کی مقدار

صدقۂ فطر کی مقدار یہ ہے کہ گیہوں یا اس کا آٹا یا ستو ع نصف صاع، کھجور یا منقہ یا جو یا اس کا آٹا یا ستو ع ایک صاع۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 191)

صدقۂ فطر کی ادائیگی کا وقت

صدقۂ فطر کا مقدم کرنا مطلقاً جائز ہے جب کہ وہ شخص موجود ہو جس کی طرف سے پہلے ادا کرتا ہو یا کرتی ہو۔ اگر چہ رمضان سے پہلے ادا کرے اور اگر صدقہ فطر ادا کرتے وقت مالک نصاب نہ تھا پھر ہو گیا تو صدقہ فطر صحیح ہے اور بہتر یہ ہے کہ عید کی صبح صادق ہونے کے بعد اور عید گاہ جانے سے پہلے ادا کرے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 192)

صدقۂ فطر کے مصارف

صدقۂ فطر کے مصارف وہی ہیں جو کہ زکوٰۃ کے ہیں یعنی جن کو زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ انہیں صدقہ فطر بھی دیا جا سکتا ہے اور جنہیں زکوٰۃ نہیں دے سکتے انہیں فطر بھی نہیں دے سکتے۔ سوا عامل کے کیوں کہ عامل کے لئے زکوٰۃ ہے فطر نہیں۔

(در مختار جلد ردالمحتار جلد 3 صفحہ 325)

باب نمبر 11

حج کا بیان

حج اسلام کا پانچواں یا نماز روزہ اور زکوٰۃ کے بعد چوتھا فریضہ ہے۔ جو اُمت محمدیہ کے ہر فرد پر، خواہ وہ دنیا کے کسی علاقہ کا رہنے والا ہو۔ عمر بھر میں صرف ایک بار فرض ہے مگر صرف ان پر جو وہاں جانے کی استطاعت (Power) رکھتے ہوں حج 9ھ میں فرض کیا گیا۔ اس کی فرضیت قطعی ہے جو اس کے فرض ہونے کا انکار کرے وہ کافر ہے۔

(درمختار جلد 3 صفحہ 449)

حج کی تعریف

حج نام ہے احرام باندھ کر نویں ذی الحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ معظمہ کے طواف کا اور اس کے لئے ایک خاص وقت مقرر ہے کہ اس میں یہ افعال کئے جائیں تو حج ہے۔

حج کا وقت

حج کا وقت شوال سے دسویں ذی الحجہ تک ہے کہ اس سے پہلے حج کے افعال نہیں ہو سکتے سوا احرام کے احرام اس سے پہلے بھی ہو سکتا ہے اگرچہ مکروہ ہے۔

(درمختار جلد 3 صفحہ 474)

نوٹ: حج کی فرضیت میں عورت و مرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے جو راہ کی طاقت رکھتا ہے اس پر حج فرض ہے اور اگر ادا نہ کرے تو جہنم کے مستحق ہیں عورت کے لئے صرف اتنی بات زیادہ ہے کہ اسے بغیر شوہر یا محرم کے ساتھ لئے سفر کو جانا حرام ہے۔

حج فرض ہونے کی شرائط

حج فرض ہونے کی چند شرطیں ہیں جب تک وہ سب نہ پائی جائیں حج فرض نہیں۔

1-اسلام

حج فرض ہونے کی شرطوں میں سب سے پہلے حج کرنے والے کا مسلمان ہونا شرط ہے کہ کافر پر حج فرض نہیں۔

☆ حج کرنے کے بعد معاذ اللہ مرتد ہوگیا یا ہوگئی پھر اسلام لائی تو اگر استطاعت ہو تو پھر حج کرنا فرض ہے کہ مرتد ہونے سے حج وغیرہ سب اعمال باطل ہوگئے۔

(فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 217)

2-دارالحرب

اگر دارالحرب میں ہو تو بھی ضروری ہے کہ جانتا ہو کہ اسلام کے فرائض میں حج ہے اور دارالاسلام میں ہے تو اگرچہ حج فرض ہونا معلوم نہ ہو تو بھی حج فرض ہو جائے گا کیونکہ دارالسلام میں فرائض کا علم نہ ہونا عذر نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 217)

3-بلوغ

حج کرنے کے لئے مرد وعورت کا بالغ ہونا بھی شرط ہے اور اگر نابالغ نے حج کیا یعنی اپنے آپ سمجھدار ہو یا اس کے ولی نے اس کی طرف سے احرام باندھا ہو جب کہ ناسمجھ ہو بہر حال وہ حج نفل ہوا حجۃ الاسلام یعنی حج فرض کے قائم مقام نہیں ہوسکتا۔

(ردالمحتار جلد 3 صفحہ 467)

4-عاقل

حج کرنے والے یا والی کے لئے عاقل ہونا بھی شرط ہے کہ مجنون پر حج فرض نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 217)

5-آزاد ہونا

باندی غلام پر حج فرض نہیں اگر ان کے مالک نے حج کرنے کی اجازت دے دی ہو۔

اگر وہ مکہ معظمہ ہی میں ہوں۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 217)

6-سفر خرچ اور سواری پر قدرت

سفر خرچ کا یا کی مالک ہو اور سواری پر قادر ہو خواہ سواری اس کی ملک ہو یا اس کے پاس اتنا مال ہو کرایہ پر لے سکے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 217)

7-وقت

یعنی حج کے مہینوں میں تمام شرائط پائے جائیں اور اگر شرائط ایسے وقت پائے گئے کہ اب نہیں پہنچے گا۔ تو فرض نہ ہوا۔ (ردالمحتار جلد 3 صفحہ 466)

اے خواتین! مجھے ضرور پڑھیے

عورت کو مکہ تک جانے میں تین دن یا زیادہ کا راستہ ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا محرم ہونا شرط ہے خواہ جوان ہو یا بڑھیا اور تین دن سے کم کی راہ ہو تو بغیر محرم اور شوہر کے بھی جا سکتی ہے محرم سے مراد وہ شخص ہے جس سے ہمیشہ کے لئے اس عورت کا نکاح حرام ہے۔ خواہ نسب کی وجہ سے نکاح حرام ہو جیسے باپ' بیٹا' بھائی وغیرہ یا دودھ کے رشتہ سے نکاح کی حرمت ہو جیسے رضائی بھائی باپ بیٹا وغیرہ یا سسرالی رشتہ سے حرمت آئی جیسے خسر' شوہر کا بیٹا وغیرہ' شوہر یا محرم جس کے ساتھ سفر کر سکتی ہے اس کا عاقل بالغ غیر فاسق ہونا شرط ہے۔ مجنون یا نابالغ یا فاسق کے ساتھ نہیں جا سکتی آزاد مسلمان ہونا شرط نہیں البتہ مجوسی کے اعتقاد سے محارم کے ساتھ نکاح جائز ہے۔ اس کے ہمراہ سفر نہیں کر سکتی۔ مراہق اور مراہقہ یعنی وہ لڑکا اور لڑکی جو بالغ ہونے کے قریب ہوں بالغ کے حکم میں ہیں یعنی مراہق کے ساتھ جا سکتی ہیں اور مراہقہ کو بھی بغیر محرم یا شوہر کے سفر کی ممانعت ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 219)

☆ محرم کے ساتھ جائے تو اس کا نفقہ عورت کے ذمہ ہے لہٰذا اب شرط یہ ہے کہ اپنے اور اس کے دونوں کے نفقہ پر قادر ہو۔

(1-درمختار جلد 3 صفحہ 464) (2-فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 219)

☆ حج پر جانے کے زمانے میں عورت عدت میں نہ ہو وہ عدت وفات کی ہو یا طلاق کی'

بائن کی ہو یا رجعی کی۔(فتاویٰ عالمگیری جلد 1 صفحہ 219)

بلا وجہ شرعی حج میں تاخیر گناہ ہے

جب حج پر جانے پر قادر ہو حج فوراً فرض ہو گیا۔ یعنی اسی سال میں اور اب تاخیر گناہ ہے اور اگر چند سال تک کیا تو فاسق ہے اور اس کی گواہی مردود مگر جب کرے گا یا کرے گی ادا ہی ہو گا قضا نہیں۔(درمختار جلد 3 صفحہ 453)

مال موجود تھا اور حج نہ کیا پھر مال تلف ہو گیا تو قرض لے کر جائے اگرچہ جانتا ہو کہ یہ قرض ادا نہ ہو گا' اگر نیت یہ ہو کہ اللہ عزوجل قدرت دے گا اور ادا کروں گا پھر اگر ادا نہ ہو سکا اور نیت ادا کی تھی تو امید ہے کہ اللہ عزوجل اس پر مواخذہ نہ فرمائے۔(درمختار جلد 3 صفحہ 455)

رشوت کے مال سے حج کرنا کیسا ہے

اگر کسی (مرد و عورت) کے پاس مال حلال بھی اتنا نہ ہو کہ جس سے حج ادا کر سکے اگرچہ رشوت ہزار ہا روپے ہوں تو اس پر حج فرض نہ ہوا۔ کیونکہ مال رشوت مال مغضوب ہے کیونکہ وہ اس کا یا کی مالک نہیں اور اگر مال حلال اس قدر اس کے پاس ہے یا کبھی پہلے ہوا تھا تو اس پر حج فرض ہے مگر رشوت وغیرہ میں حلال مال کا اس میں صرف کرنا (خرچ کرنا) حرام ہے اور وہ حج قابل قبول نہ ہوا اگرچہ فرض ساقط ہو جائے گا۔ کیونکہ

حدیث نمبر 1: حضور پُر نور' شافع روز محشر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حرام مال لے کر جو حج کو جاتا ہے جب وہ لبیک (تلبیہ) کہتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے نہ تیری حاضری قبول ہے نہ تیری خدمت قبول اور تیرا حج تیرے منہ پر مردود جب تک تو یہ مال حرام (رشوت والا مال) جو تیرے ہاتھ میں ہے واپس نہ کر دے۔

اب اس کے لئے حج کرنے کی صورت میں یہ ہے کہ قرض لے کر فرض ادا کرے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد 10 صفحہ)

باب نمبر 12

فیضانِ صیام

جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں......... **(اور ایک روایت میں بجائے** ابوابِ جنت'' کے ''ابواب رحمت'' کا لفظ ہے......... (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

تشریح: استاذ الاساتذہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے ''حجۃ اللہ البالغہ'' میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے جو کچھ تحریر فرمایا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ اللہ کے صالح اور اطاعت شعار بندے رمضان میں چونکہ طاعات وحسنات میں مشغول ومنہمک ہو جاتے ہیں، وہ دنوں کو روزہ رکھ کے ذکر وتلاوت میں گزارتے ہیں اور راتوں کا بڑا حصہ تراویح وتہجد اور دعا واستغفار میں بسر کرتے ہیں۔ اور ان کے انوار وبرکات سے متاثر ہو کر عوام مومنین کے قلوب بھی رمضان مبارک میں عبادات اور نیکیوں کی طرف زیادہ راغب اور بہت سے گناہوں سے کنارہ کش ہو جاتے ہیں، تو اسلام اور ایمان کے حلقے میں سعادت اور تقویٰ کے اس عمومی رجحان اور نیکی اور عبادت کی اس عام فضا کے پیدا ہو جانے کی وجہ سے وہ تمام طبائع جن میں کچھ بھی صلاحیت ہوتی ہے' اللہ کی مرضیات کی جانب مائل اور شر وخباثت سے متنفر ہو جاتی ہیں' اور پھر اس ماہِ مبارک میں تھوڑے سے عمل خیر کی قیمت بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے دوسرے دنوں کی بہ نسبت بہت زیادہ بڑھا دی جاتی ہے، تو ان سب باتوں کا

نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ ان لوگوں کے لئے جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے ان پر بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین ان کو گمراہ کرنے سے عاجز اور بے بس ہو جاتے ہیں۔

اس تشریح کے مطابق ان تینوں باتوں (یعنی جنت و رحمت کے دروازے کھل جانے، دوزخ کے دروازے بند ہو جانے اور شیاطین کے مقید اور بے بس کر دیئے جانے) کا تعلق صرف ان اہل ایمان سے ہے جو رمضان مبارک میں خیر و سعادت حاصل کرنے کی طرف مائل ہوتے اور رمضان کی رحمتوں اور برکتوں سے مستفید ہونے کے لئے عبادات و طاعات کو اپنا شغل بناتے ہیں...... باقی رہے وہ کفار اور خدا ناشناس اور وہ خدا فراموش اور غفلت شعار لوگ، جو رمضان اور اس کے احکام و برکات سے کوئی سروکار ہی نہیں رکھتے اور نہ اس کے آنے پر ان کی زندگیوں میں کوئی تبدیلی ہوتی ہے، ظاہر ہے کہ اس قسم کی بشارتوں کا ان سے کوئی تعلق نہیں، انہوں نے جب اپنے آپ کو خود ہی محروم کر لیا ہے اور بارہ مہینے شیطان کی پیروی پر وہ مطمئن ہیں تو پھر اللہ کے یہاں بھی ان کے لئے محرومی کے سوا اور کچھ نہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک دفعہ (روزے کی حالت میں) میرے اندر سخت تقاضا اور جذبہ پیدا ہوا' اور میں نے (اپنی بیوی کا) بوسہ لے لیا۔ اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ! آج مجھ سے بہت بڑا قصور ہو گیا، میں نے روزے کی حالت میں بوسہ لے لیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بتاؤ اگر تم پانی منہ میں لے کر کلی کرو تو کیا اس سے تمہارے روزہ میں خرابی آئے گی؟ میں نے عرض کیا: اس سے تو کوئی خرابی نہ آئے گی، آپ ﷺ نے فرمایا، تو پھر خالی بوسہ لینے سے کیا ہوا۔

(سنن ابی داؤد)

تشریح: رسول اللہ ﷺ کے اس جواب سے صرف یہ جزئی مسئلہ ہی نہیں معلوم ہوا کہ خالی بوسہ لینے سے روزہ میں خرابی نہیں آتی، بلکہ ایک اصول اور قاعدہ کلیہ معلوم ہو گیا' اور وہ یہ کہ دراصل روزے کو توڑنے والی چیز کھانا پینا اور جماع ہے اور جس طرح کھانے پینے کی

کسی چیز کا صرف منہ میں رکھنا (جو کھانے پینے کا گویا مقدمہ اور دیباچہ ہوتا ہے) روزہ کو نہیں توڑتا، اسی طرح بوس و کنار وغیرہ (جو جماع کے صرف مقدمات ہوتے ہیں) روزے کو خراب نہیں کرتے...... ہاں جس آدمی کو یہ خطرہ ہو کہ وہ خواہش اور تقاضے سے مغلوب ہو کر کہیں جماع میں مبتلا نہ ہو جائے اس کو اس قسم کی باتوں سے روزے میں پورا پرہیز کرنا چاہئے۔

نفلی روزے:

نماز اور زکوٰۃ کی طرح روزوں کا ایک نصاب اور کورس تو اسلام کا رکن اور گویا شرط لازم قرار دی گئی ہے جس کے بغیر کسی مسلمان کی زندگی اسلامی زندگی نہیں بن سکتی اور وہ رمضان کے پورے مہینے کے روزے ہیں۔ اس کے علاوہ شریعتِ اسلام میں روحانی تربیت اور تزکیہ کیلئے اور اللہ تعالیٰ کا خاص تقرب حاصل کرنے کے لئے دوسری نفلی عبادات کی طرح نفلی روزوں کی بھی تعلیم دی گئی ہے اور بعض خاص دنوں اور تاریخوں کی خاص فضیلتیں اور برکتیں بیان فرما کے ان کے روزوں کی خصوصی ترغیب دی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ زبانی تعلیم و تلقین کے علاوہ اپنے عمل سے بھی اُمت کو ان نفلی روزوں کی ترغیب دیتے تھے، لیکن اسی کے ساتھ آپ ﷺ اس کی بھی پوری احتیاط فرماتے تھے کہ لوگ نفلی روزوں میں حدِ اعتدال سے آگے نہ بڑھیں' اور ان کا اہتمام اور پابندی فرض روزوں کی طرح نہ کریں، بلکہ حدود اللہ کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے فرائض کو فرائض کی طرح ادا کریں اور نوافل کو نوافل کے درجے میں رکھیں...... اس مختصر تمہید کے بعد اس سلسلے کی حدیثیں ذیل میں پڑھیے!......

روزہ جسم کی زکوٰۃ ہے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کی کوئی زکوٰۃ ہے (جس کے نکالنے سے وہ چیز پاک ہو جاتی ہے) اور جسم کی زکوٰۃ روزے ہیں......... (سنن ابن ماجہ)

ماہِ شعبان میں نفلی روزوں کی کثرت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا دستور (نفلی روزوں کے بارے میں) یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کبھی کبھی) مسلسل بلا ناغہ روزے رکھنے شروع کرتے، یہاں تک کہ ہمیں خیال ہوتا کہ اب ناغہ ہی نہیں کریں گے‘ اور (کبھی اس کے برعکس ایسا ہوتا کہ) آپ روزے نہ رکھتے اور مسلسل بغیر روزے کے دن گزارتے، یہاں تک کہ ہمیں خیال ہوتا کہ اب آپ بلا روزے کے ہی رہا کریں گے......

اور فرماتی ہیں، حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کہ میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے علاوہ کسی پورے مہینے کے روزے رکھے ہوں‘ اور میں نے نہیں دیکھا کہ آپ کسی مہینے میں شعبان سے زیادہ نفلی روزے رکھتے ہوں (اسی حدیث کی بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ آپ شعبان کے (قریباً) پورے مہینے ہی کے روزے رکھتے تھے)۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

تشریح: حدیث کے پہلے جز کا مطلب تو یہ ہے کہ نفلی روزوں کے بارے میں آپ ﷺ کا کوئی لگا بندھا دستور و معمول نہیں تھا‘ بلکہ کبھی آپ ﷺ مسلسل بلا ناغہ روزے رکھتے تھے اور کبھی مسلسل بغیر روزے کے رہتے تھے۔ مقصد یہ تھا کہ اُمت کے لئے آپ ﷺ کی پیروی میں مشکل اور تنگی نہ ہو بلکہ وسعت کا راستہ کھلا رہے‘ اور ہر شخص اپنے حالات اور اپنی ہمت کے مطابق آپ ﷺ کے کسی رویہ کی پیروی کر سکے۔ دوسرے جز کا مطلب یہ ہے کہ آپ ﷺ پورے اہتمام سے پورے مہینے کے روزے صرف رمضان کے رکھتے تھے (جو اللہ نے فرض کئے ہیں) ہاں شعبان میں دوسرے مہینوں کی بہ نسبت زیادہ روزے رکھتے تھے۔ بلکہ اسی حدیث کی ایک روایت میں ہے کہ: قریب قریب پورے مہینے شعبان کے روزے رکھتے تھے اور بہت کم دن ناغہ فرماتے تھے۔

ماہِ شعبان میں رسول اللہ ﷺ کے زیادہ نفلی روزے رکھنے کے کئی سبب اور کئی حکمتیں بیان کی گئی ہیں جن میں سے بعض وہ ہیں جن کی طرف بعض حدیثوں میں بھی اشارہ ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث میں ہے کہ خود رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اسی مہینے میں بارگاہِ الٰہی میں بندوں کے اعمال کی پیشی ہوتی ہے، میں پسند کرتا ہوں کہ جب میرے اعمال کی پیشی ہو تو میں روزے سے ہوں۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث مروی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہِ شعبان میں بہت زیادہ روزے اس لئے رکھتے تھے کہ پورے سال میں مرنے والوں کی فہرست اسی مہینے میں ملک الموت کے حوالے کی جاتی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاہتے تھے کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بارے میں ملک الموت کو احکام دیئے جارہے ہوں تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم روزے سے ہوں۔

اس کے علاوہ رمضان کا قرب اور اس کے خاص انوار و برکات سے مزید مناسبت پیدا کرنے کا شوق اور داعیہ بھی غالباً اس کا سبب اور محرک ہوگا' اور شعبان کے ان روزوں کو رمضان کے روزوں سے وہی نسبت ہوگی جو فرض نمازوں سے پہلے پڑھے جانے والے نوافل کو فرض سے ہوتی ہے' اور اسی طرح رمضان کے بعد شوال میں چھ نفلی روزوں کی تعلیم و ترغیب جو آگے درج ہونے والی حدیث میں آرہی ہے، اس کو رمضان کے روزوں سے وہی نسبت ہوگی جو فرض نمازوں کے بعد والی سنتوں اور نفلوں کو فرضوں سے ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے:

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس نے ماہِ رمضان کے روزے رکھے اس کے بعد ماہِ شوال میں چھ نفلی روزے رکھے تو اس کا یہ عمل ہمیشہ روزے رکھنے کے برابر ہوگا۔ (صحیح مسلم)

تشریح: رمضان کا مہینہ اگر ۲۹ ہی دن کا ہو تب بھی اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے ۳۰ روزوں کا ثواب دیتے ہیں اور شوال کے ۶ نفلی روزے شامل کرنے کے بعد روزوں کی تعداد ۳۶ ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کریمانہ قانون ''الحسنة بعشر امثالها'' (ایک نیکی کا ثواب دس گنا) کے مطابق ۳۶ کا دس گنا ۳۶۰ ہو جاتا ہے اور پورے سال کے دن ۳۶۰ سے کم ہی ہوتے ہیں...... پس جس نے پورے رمضان مُبارک کے روزے رکھنے

کے بعد شوال میں ٦ نفلی روزے رکھے وہ اس حساب سے ۳٦۰ روزوں کے ثواب کا مستحق ہوگا۔ پس اجروثواب کے لحاظ سے یہ ایسا ہی ہوا جیسے کوئی بندہ سال کے ۳٦۰ دن برابر روزے رکھے۔

ہر مہینہ میں تین نفلی روزے کافی ہیں:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ: مجھے بتایا گیا ہے کہ تم نے یہ معمول بنا رکھا ہے کہ تم ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات بھر نوافل پڑھتے ہو (کیا واقعہ ایسا ہی ہے؟) میں نے عرض کیا کہ: ہاں حضرت! میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ طریقہ چھوڑ دو روزے بھی رکھا کرو اور ناغہ بھی کیا کرو، اسی طرح رات کو نماز بھی پڑھا کرو اور سویا بھی کرو کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے (تمہیں اس کی اجازت نہیں ہے کہ جسم پر حد سے زیادہ بوجھ ڈالو اور اس کے ضروری تقاضے بھی پورے نہ کرو) اسی طرح تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے (کہ تم اس کو سونے اور آرام لینے کا موقع دو) اسی طرح تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تمہارے ملاقاتیوں مہمانوں کا بھی تم پر حق ہے (تم کو جائز نہیں کہ ان کی حق تلفی کر کے اللہ کی عبادت کرو، سنو) جو ہمیشہ بلا ناغہ روزہ رکھے اس نے گویا روزہ رکھا ہی نہیں، ہر مہینے میں تین دن کے نفلی روزے رکھ لینا ہمیشہ روزہ رکھنے کے حکم میں ہے، اس لئے تم ہر مہینے بس تین روزے رکھ لیا کرو اور مہینے میں ایک قرآنِ پاک (تہجد میں) ختم کر لیا کرو۔ (عبداللہ بن عمرو کہتے ہیں) میں نے عرض کیا کہ: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں (اس لئے مجھے زیادہ کی اجازت مرحمت فرمائیے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو پھر تم داؤد علیہ السلام کے روزوں کا طریقہ اختیار کر لو اور وہ یہ کہ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار (یعنی روزہ کا ناغہ) اور تہجد میں سات راتوں میں ایک قرآن ختم کر لیا کرو، اور اس سے زیادہ نہ کرو۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

تشریح: عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا ذوقِ عبادت بہت بڑھا ہوا تھا۔ وہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے اور رات بھر نوافل پڑھتے! اور اس میں روزانہ پورا قرآن مجید ختم کر لیتے۔ رسول اللہ ﷺ کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو آپ ﷺ نے اس کو وہ ہدایت فرمائی

جو حدیث میں مذکور ہوئی اور ان کو عبادت میں اعتدال اور میانہ روی کا حکم دیا اور فرمایا کہ: تم پر اپنے جسم و جان اور اپنے اہل تعلق کی بھی ذمہ داریاں ہیں اور ان کی بھی رعایت اور ادائیگی ضروری ہے۔ آپ ﷺ نے پہلے انہیں مہینے میں تین نفلی روزے رکھنے اور تہجد میں پورے مہینے میں ایک قرآن پڑھنے کیلئے فرمایا اور جب انہوں نے عرض کیا کہ میں بآسانی اس سے زیادہ کر سکتا ہوں لہٰذا کچھ زیادہ کی مجھے اجازت دے دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے ان کو صومِ داؤدی کی (یعنی ہمیشہ ایک دن روزہ اور ایک دن افطار کی) اور ہفتہ میں ایک قرآن مجید رات کے نوافل میں پورا کر لینے کی اجازت مرحمت فرما دی اور اس سے زیادہ کے لئے منع فرما دیا...... لیکن اس حدیث ہی سے یہ بات ظاہر ہے کہ آپ کی ممانعت کا منشاء یہ نہیں تھا کہ زیادہ عبادت کرنا کوئی بُری بات ہے، بلکہ یہ ممانعت بَر بنائے شفقت تھی (جس طرح چھوٹے بچوں کو زیادہ بوجھ اٹھانے سے منع کیا جاتا ہے) یہی وجہ ہے کہ ان کے یہ عرض کرنے پر کہ میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں آپ ﷺ نے ان کو مہینہ میں صرف تین روزوں کے بجائے صوم داؤدی یعنی ۱۵ دن روزہ اور ۱۵ دن افطار کی اور مہینہ میں قرآن ختم کرنے کی بجائے ہفتہ میں قرآن ختم کرنے کی اجازت دے دی۔ بلکہ ترمذی کی روایت کے مطابق بعد میں صرف پانچ دن میں قرآن پاک ختم کرنے کی بھی اجازت دے دی تھی اور بعض صحابہ کو حضور ﷺ نے تین دن میں قرآن ختم کرنے کی بھی اجازت دی ہے۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے حضور ﷺ سے پوچھا کہ: آپ ﷺ روزے کس طرح رکھتے ہیں؟ (یعنی نفلی روزے رکھنے کے بارے میں آپ ﷺ کا کیا معمول و دستور ہے؟) اس کے اس سوال سے رسول اللہ ﷺ کو ناگواری ہوئی (یعنی چہرہ مبارک پر تکدر اور برہمی کے آثار ظاہر ہوئے)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے (جو حاضر تھے) جب آپ ﷺ کی ناگواری کی کیفیت کو محسوس کیا تو کہا:

رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا	ہم راضی ہیں اللہ کو اپنا رب مان کر اور
وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ	اسلام کو اپنا دین بنا کر اور محمد علیہ السلام کو نبی

غَضَبِ اللّٰہِ وَغَضَبِ رَسُوْلِہٖ۔ مان کر، اللہ کی پناہ اس کی ناراضی سے اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضی سے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بار بار اپنی یہی بات دہراتے رہے' یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے مزاجِ مبارک میں جو ناگواری پیدا ہوگئی تھی اس کا اثر زائل ہوگیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ ﷺ! وہ شخص کیسا ہے جو ہمیشہ بلا ناغہ روزہ رکھے' اور اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟، آپ ﷺ نے فرمایا: نہ اس نے روزہ رکھا نہ افطار کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اور اس آدمی کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو دو دن روزے رکھے اور ایک دن ناغہ کرے یعنی بغیر روزے کے رہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا کسی میں اس کی طاقت ہے؟ (یعنی یہ بہت مشکل ہے ہمیشہ روزہ رکھنے سے بھی زیادہ مشکل ہے اس لئے اس کا ارادہ نہ کرنا چاہئے)۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اور اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے: جو ہمیشہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن ناغہ کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ صوم داؤد ہے (یعنی حضرت داؤد علیہ السلام جن کو اللہ نے غیر معمولی جسمانی قوت بخشی تھی ان کا معمول یہی تھا کہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن ناغہ کرتے تھے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ: اس آدمی کے بارے میں کیا ارشاد ہے جو ایک دن روزہ رکھے اور دو دن ناغہ کرے؟ (اور اس طرح اوسطاً مہینے میں دس دن روزہ رکھے)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ: میرا جی چاہتا ہے کہ مجھے اس کی طاقت عطا فرمائی جائے...... پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہر مہینے کے تین نفلی روزے اور رمضان تا رمضان یہ (اجر و ثواب کے لحاظ سے) ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے (لہٰذا جو صوم دہر کا ثواب حاصل کرنا چاہے وہ اس کو اپنا معمول بنالے) اور یوم عرفہ (۹ ذی الحجہ) کے روزے کے بارے میں' میں امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے کرم سے کہ وہ صفائی کردے گا اس سے پہلے سال کی اور بعد کے سال کی (یعنی اس کی برکت سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کی گندگیاں دھل جائیں گی) اور یوم عاشورا (۱۰ محرم) کے روزے کے بارے میں میں امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ وہ صفائی کردے گا اس سے پہلے سال کی۔............ (صحیح مسلم)

تشریح: حدیث کا اصل مفہوم و مقصد تو ظاہر ہے لیکن چند ضمنی باتیں وضاحت طلب ہیں، انہیں کے بارے میں کچھ عرض کیا جاتا ہے۔

حدیث کے بالکل شروع میں ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ: آپ ﷺ کس طرح روزے رکھتے ہیں؟ (یعنی نفلی روزوں کے بارے میں خود آپ ﷺ کا معمول اور طریقہ کیا ہے) آپ ﷺ کو اس سوال پر ناراضی اور ناگواری ہوئی...... یہ ناراضی اور ناگواری ایسی ہی تھی جیسی شفیق استاذ اور مربی کو کسی شاگرد اور زیر تربیت طالب و مرید کے غلط اور نامناسب سوال سے ہوتی ہے۔ سوال کرنے والے کو اصل بات دریافت کرنی چاہئے تھی، یعنی یہ پوچھنا چاہئے تھا کہ میرے لئے نفلی روزوں کے بارے میں کیا طرزِ عمل مناسب ہے؟ اس نے بجائے اس کے حضور ﷺ کا معمول دریافت کیا تھا۔ حالانکہ رسول اللہ ﷺ زندگی کے بہت سے شعبوں میں اُن بہت سے اسباب کی بنا پر جو آپ ﷺ کے منصب نبوت اور مصالح اُمت سے تعلق رکھتے تھے ایسا طرزِ عمل بھی اختیار فرماتے تھے جس کی تقلید ہر ایک کے لئے مناسب نہیں ہے اس لئے سائل کو آپ ﷺ کا معمول دریافت کرنے کے بجائے اصل مسئلہ دریافت کرنا چاہئے تھا...... استاذ اور مربی کی اس طرح کی ناگواری بھی دراصل تربیت ہی کا ایک جز ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سوال سے حضور ﷺ کی ناگواری کو محسوس کر کے کل مسلمانوں کی طرف سے عرض کیا: ''رَضِينَا بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَضَبِ اللّٰهِ وَغَضَبِ رَسُوْلِهٖ''...... اس کے بعد آپ نے نفلی روزوں ہی کے بارے میں صحیح طریقے پر سوالات کئے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے جوابات مرحمت فرمائے۔

جو شخص ہمیشہ بلا ناغہ روزہ رکھے اس کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''لَا صَامَ وَلَا أَفْطَرَ'' (نہ اس نے روزہ رکھا نہ افطار کیا) اس سے آپ کا مقصد ناپسندیدگی کا اظہار ہے اور مطلب یہ ہے کہ یہ غلط ہے، نہ صوم ہے نہ افطار ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سوالات کے جوابات کے بعد آپ ﷺ نے اپنی طرف

سے جو مزید فرمایا اُس کا مطلب یہ ہے کہ روزہ کے باب میں عام مسلمین کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ وہ رمضان کے فرض روزے رکھا کریں، اس کے علاوہ ہر مہینے میں تین نفلی روزے رکھ لیا کریں، جو ''الحسنة بعشر امثالها'' کے حساب سے ثواب میں تیس روزوں کے برابر ہوں گے اور اس طرح ان کو ''صومِ دہر'' کا ثواب مل جائے گا...... مزید نفع مندی اور کمائی کے لئے یوم عرفہ اور یوم عاشورا کے دو روزے بھی رکھ لیا کریں۔ حضور ﷺ نے امید ظاہر فرمائی کہ رب کریم کے کرم سے مجھے امید ہے کہ یوم عرفہ کا روزہ ایک سال پہلی اور ایک سال بعد کی خطا کاریوں کا اور یوم عاشورا کا روزہ پہلے سال کی غلط کاریوں کا کفارہ بن جائے گا۔

واضح رہے کہ عرفہ کے دن جو دراصل حج کا دن ہے روزہ کی یہ فضیلت اور ترغیب غیر حاجیوں کے لئے ہے، حاجیوں کی اس دن کی خاص الخاص اور مقبول ترین عبادت میدانِ عرفات کا وقوف ہے جس کے لئے ظہر و عصر کی نماز مختصر اور ایک ساتھ پڑھ لینے کا حکم ہے اور ظہر کی سنتیں بھی اس دن چھوڑ دینے کا حکم ہے، اگر حاجی لوگ اس دن روزہ رکھیں گے تو ان کے لئے عرفات میں وقوف اور آفتاب غروب ہوتے ہی مزدلفہ کو چل دینا مشکل ہوگا، اس لئے حاجیوں کے لئے عرفہ کے دن روزہ رکھنا پسندیدہ نہیں ہے (بلکہ ایک حدیث میں ممانعت بھی وارد ہوئی ہے) اور رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں اپنے عمل سے بھی اسی کی تعلیم اُمت کو دی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے عرفہ کے دن ٹھیک اُس وقت جبکہ آپ ﷺ میدان عرفات میں اپنے اونٹ پر تھے اور وقوف فرما رہے تھے سب کے سامنے دودھ نوش فرمایا تا کہ سب دیکھ لیں کہ آج آپ ﷺ روزے سے نہیں ہیں۔

غیر حاجیوں کے لئے یوم عرفہ کا روزہ دراصل اس دن کی ان رحمتوں اور برکتوں میں شریک اور حصہ دار ہونے ہی کے لئے ہے جو عرفات میں حجاج پر نازل ہوتی ہیں اور اس کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ اللہ کے جو صاحب ایمان بندے حج میں شریک نہیں ہیں وہ اس پورے دن روزہ رکھ کر اس دن کی خاص الخاص رحمتوں اور برکتوں میں کسی درجہ کا حصہ لے لیں۔ اسی طرح یوم النحر یعنی بقرعید کے دن غیر حاجیوں کو قربانی کا جو حکم دیا گیا ہے اس کا

راز بھی یہی ہے۔ واللہ اعلم۔

یوم عاشورا کا روزہ نفلی روزوں میں اس لحاظ سے سب سے زیادہ اہم ہے کہ رمضان مبارک کے روزوں کی فرضیت سے پہلے وہی فرض تھا۔ جب رمضان کے روزے فرض کئے گئے تو اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی اور صرف نفلی درجہ رہ گیا۔ اس کے بارے میں احادیث آگے مستقل عنوان کے تحت انشاء اللہ درج ہوں گی۔

مہینہ کے تین روزوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا معمول:

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ چار چیزیں وہ ہیں جن کو رسول اللہ ﷺ کبھی نہیں چھوڑتے تھے، ۱، عاشورہ کا روزہ ۲، عشرۂ ذی الحجہ (یعنی یکم ذی الحجہ سے یوم العرفہ نویں ذی الحجہ تک) کے روزے، ۳، ہر مہینے کے تین روزے، ۴، اور قبل فجر کی دو رکعتیں۔ (سنن نسائی)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ یہ چاروں چیزیں اگرچہ فرض یا واجب نہیں ہیں لیکن رسول اللہ ﷺ ان کا اتنا اہتمام اور ایسی پابندی فرماتے تھے کہ کبھی یہ چیزیں ترک نہیں ہوتی تھیں۔

معاذہ عدویہ سے روایت ہے کہ میں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: کیا رسول اللہ ﷺ ہر مہینہ تین روزے رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا: ہاں! آپ ﷺ ہر مہینے تین روزے رکھتے تھے۔ معاذہ نے پوچھا کہ: مہینے کے کس حصے میں (اور کن تاریخوں میں) رکھتے تھے؟ انہوں نے فرمایا کہ اس کی فکر نہیں فرماتے تھے کہ مہینے کے کس حصے میں رکھیں۔ (صحیح مسلم)

تشریح: بعض روایات میں ہر مہینے کے شروع میں تین روزے رکھنے کا حضور ﷺ کا معمول ذکر کیا گیا ہے۔ اور بعض روایات میں مہینے کی تیرھویں، چودھویں اور پندرھویں کا اور بعض روایات میں ہفتہ کے خاص خاص تین دنوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے لیکن حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس بیان سے جیسا کہ معلوم ہوا ان میں سے کوئی بھی آپ ﷺ کا دوامی معمول نہ تھا۔ اس کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ آپ ﷺ کو سفر اور اس کے علاوہ بھی

دوسری چیزیں بکثرت پیش آتی رہتی تھیں جن کی وجہ سے آپ ﷺ کے لئے خاص تاریخوں یا دنوں کی پابندی مناسب نہیں تھی۔ دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ آپ ﷺ کا خاص تاریخوں اور خاص دنوں میں ہمیشہ روزے رکھنا اُمت کے مختلف الحال لوگوں کے لئے باعثِ زحمت ہوتا اور اس سے یہ غلط فہمی بھی ہو سکتی تھی کہ یہ روزے واجبات میں سے ہیں۔ الغرض! اس طرح کی مصلحتوں کی وجہ سے آپ ﷺ خود خاص تاریخوں اور دنوں کی پابندی نہیں فرماتے تھے' اور آپ ﷺ کے حق میں یہی افضل اور اولیٰ تھا، لیکن صحابہ کرام کو آپ ﷺ مہینے کے تین دن کے روزوں کے سلسلے میں اکثر ایام بیض (۱۳، ۱۴، ۱۵ تاریخ) کی ترغیب دیتے تھے' جیسا کہ مندرجہ ذیل حدیثوں سے معلوم ہوگا۔

ایامِ بیض کے روزے:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ: اے ابوذر! جب تم مہینے کے تین روزے رکھو تو تیرھویں' چودھویں' پندرھویں کے روزے رکھا کرو........ (جامع ترمذی، سنن نسائی)

(قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث سنن نسائی میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھی یہی ہدایت فرمائی تھی)۔

حضرت قتادہ بن ملحان سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کو حکم فرماتے تھے کہ ہم ایامِ بیض یعنی مہینے کی تیرھویں' چودھویں' پندرھویں کو روزہ رکھا کریں۔ اور فرماتے تھے کہ مہینے کے ان تین دنوں کے روزے رکھنا اجر و ثواب کے لحاظ سے ہمیشہ روزہ رکھنے کے برابر ہے۔ .... (سنن ابی داؤد، سنن نسائی)

تشریح: یہاں تک جو حدیثیں درج ہوئیں، اُن سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ ہر مہینے تین نفلی روزے رکھنے والا صاحب ایمان بندہ "الحسنة بعشر امثالها" کے کریمانہ قانون کے حساب سے مہینے کے تیس دن یعنی ہمیشہ روزے رکھنے کے ثواب کا مستحق ہوگا۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ زیادہ بہتر یہ ہے کہ یہ روزے تیرھویں' چودھویں' پندرھویں کو

رکھے جائیں۔ چوتھی بات یہ معلوم ہوئی کہ خود رسول اللہ ﷺ ان اہم دینی مصالح کی وجہ سے، جن کا ذکر اوپر کیا گیا۔ ان تاریخوں کی پابندی نہیں فرماتے تھے، اور آپ ﷺ کے حق میں یہی افضل اور اولیٰ تھا۔

یوم عاشورہ کا روزہ اور اس کی تاریخی اہمیت:

اوپر جو حدیثیں ہر مہینے میں تین دن کے نفلی روزوں کے بارے میں درج ہوئیں، ان میں سے بھی بعض میں یومِ عاشورہ کے روزے کی فضیلت اور اس کے لئے رسول اللہ ﷺ کے خصوصی اہتمام و پابندی کا ذکر ضمناً آچکا ہے۔ ذیل میں چند حدیثیں درج کی جارہی ہیں جو خاص اسی سے متعلق ہیں، اور جن سے اس دن کی خصوصیت اور تاریخی اہمیت بھی معلوم ہوگی۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہود کو یومِ عاشورہ (۱۰ محرم) کا روزہ رکھتے دیکھا۔ آپ ﷺ نے اُن سے دریافت کیا (تمہاری مذہبی روایات میں) یہ کیا خاص دن ہے (اور اس کی کیا خصوصیت اور اہمیت ہے) کہ تم اس کا روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ: ہمارے ہاں یہ بڑی عظمت والا دن ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو نجات دی تھی اور فرعون اور اس کے لشکر کو غرقاب کیا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے اس انعام کے شکر میں اس دن کا روزہ رکھا تھا، اس لئے ہم بھی (ان کی پیروی میں) اس دن روزہ رکھتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ کے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام سے ہمارا تعلق تم سے زیادہ ہے اور ہم اس کے زیادہ حقدار ہیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے خود بھی عاشورہ کا روزہ رکھا اور اُمت کو بھی اس دن کے روزے کا حکم دیا۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

تشریح: اس حدیث کے ظاہری الفاظ سے یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہجرت کے بعد مدینہ پہنچ کر ہی عاشورہ کے دن روزہ رکھنا شروع فرمایا، حالانکہ صحیح بخاری وصحیح مسلم ہی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صریح روایت موجود ہے کہ قریش مکہ میں

قبل از اسلام بھی یوم عاشورہ کے روزے کا رواج تھا اور خود رسول اللہ ﷺ بھی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ میں یہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ پھر جب آپ ﷺ نے مدینہ ہجرت فرمائی تو یہاں آکر آپ ﷺ نے خود بھی یہ روزہ رکھا اور مسلمانوں کو اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ یوم عاشورہ زمانۂ جاہلیت میں قریش مکہ کے نزدیک بھی بڑا محترم دن تھا۔ اسی دن خانۂ کعبہ پر نیا غلاف ڈالا جاتا تھا اور قریش اس دن روزہ رکھتے تھے۔ قیاس یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام و اسماعیل علیہ السلام کی کچھ روایات اس دن کے بارے میں اُن تک پہنچی ہوں گی اور رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ قریش ملتِ ابراہیمی کی نسبت سے جو اچھے کام کرتے تھے ان میں آپ ﷺ ان سے اتفاق اور اشتراک فرماتے تھے۔ اسی بنا پر حج میں بھی شرکت فرماتے تھے۔ پس اپنے اس اصول کی بنا پر آپ ﷺ قریش کے ساتھ عاشورہ کا روزہ بھی رکھتے تھے، لیکن دوسروں کو اس کا حکم نہیں دیتے تھے۔ پھر جب آپ ﷺ مدینۂ طیبہ تشریف لائے اور یہاں کے یہود کو بھی آپ ﷺ نے عاشورہ کا روزہ رکھتے دیکھا اور ان سے آپ ﷺ کو یہ معلوم ہوا کہ یہ وہ مبارک تاریخی دن ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو اللہ نے نجات عطا فرمائی تھی اور فرعون اور اس کے لشکر کو غرقاب کیا تھا (اور مسند احمد وغیرہ کی روایت کے مطابق اسی یوم عاشورہ کو حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑ پر لگی تھی) تو آپ ﷺ نے اس دن کے روزے کا زیادہ اہتمام فرمایا، اور مسلمانوں کو عمومی حکم دیا کہ وہ بھی اس دن روزہ رکھا کریں۔ بعض احادیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے اس کا ایسا تاکیدی حکم دیا جیسا حکم فرائض اور واجبات کے لئے دیا جاتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں ربیع بنت معوذ بن عفراء رضی اللہ عنہ اور سلمہ بن الاکوع سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشورہ کی صبح مدینہ کے آس پاس کی ان بستیوں میں جن میں انصار رہتے تھے یہ اطلاع بھجوائی کہ جن لوگوں نے ابھی کچھ کھایا پیا نہ ہو وہ آج کے دن روزہ رکھیں، اور جنہوں نے کچھ کھا پی لیا ہو وہ بھی دن کے باقی حصے میں کچھ نہ کھائیں پئیں، بلکہ روزہ داروں کی طرح رہیں۔ ان حدیثوں کی بنا پر بہت سے آئمہ نے یہ سمجھا ہے کہ شروع میں عاشورہ کا روزہ واجب تھا، بعد میں جب رمضان مبارک کے روزے

فرض ہوئے تو عاشورہ کے روزے کی فرضیت منسوخ ہوگئی اور اس کی حیثیت ایک نفلی روزے کی رہ گئی جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بھی اوپر گزر چکا ہے کہ ''مجھے اللہ تعالیٰ سے اُمید ہے کہ اس کی برکت سے پہلے ایک سال کے گناہوں کی صفائی ہو جائے گی'' اور صوم یوم عاشورہ کی فرضیت منسوخ ہو جانے کے بعد بھی رسول اللہ ﷺ کا معمول یہی رہا کہ آپ ﷺ رمضان مبارک کے فرض روزوں کے علاوہ سب سے زیادہ اہتمام نفلی روزوں میں اسی کا کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ کسی فضیلت والے دن کے روزے کا بہت زیادہ اہتمام اور فکر کرتے ہوں ماسوائے اس دن یوم عاشورہ کے اور سوائے اس ماہ مبارک رمضان کے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کے طرزِ عمل سے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے یہی سمجھا کہ نفلی روزوں میں جس قدر اہتمام آپ ﷺ یومِ عاشورہ کے روزے کا کرتے تھے اتنا کسی دوسرے نفلی روزے کا نہیں کرتے تھے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت ﷺ نے یوم عاشورہ میں روزہ رکھنے کو اپنا اصول و معمول بنالیا اور مسلمانوں کو بھی اس کا حکم دیا تو بعض صحابہ نے عرض کیا کہ: یا رسول اللہ ﷺ! اس دن کو تو یہود و نصاریٰ بڑے دن کی حیثیت سے مناتے ہیں (اور یہ گویا ان کا قومی و مذہبی شعار ہے اور خاص اس دن ہمارے روزہ رکھنے سے ان کے ساتھ اشتراک اور تشابہ ہوتا ہے، تو کیا اس میں کوئی ایسی تبدیلی ہو سکتی ہے جس کے بعد یہ اشتراک اور تشابہ والی بات باقی نہ رہے)؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ! جب اگلا سال آئے گا تو ہم نویں کو روزہ رکھیں گے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لیکن اگلے سال کا ماہ محرم آنے سے پہلے ہی رسول اللہ ﷺ کی وفات واقع ہوگئی۔ (صحیح مسلم)

تشریح: ظاہر ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اشکال عرض کرنے پر یہ بات رسول اللہ ﷺ نے وفات شریف سے کچھ ہی پہلے فرمائی، اتنی پہلے کہ اس کے بعد محرم کا مہینہ آیا

ہی نہیں اور اس لئے اس نئے فیصلے پر عمل درآمد حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں نہیں ہو سکا، لیکن اُمت کو رہنمائی مل گئی کہ اس طرح کے اشتراک اور تشابہ سے بچنا چاہئے۔ چنانچہ اسی مقصد سے آپ نے یہ طے فرمایا کہ انشاء اللہ آئندہ سال سے ہم نویں کا روزہ رکھیں گے۔

عشرۂ ذی الحجہ اور یوم العرفہ کا روزہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: دنوں میں سے کسی دن میں بھی بندے کا عبادت کرنا اللہ تعالیٰ کو اتنا محبوب نہیں جتنا کہ عشرۂ ذی الحجہ میں محبوب ہے (یعنی ان دنوں کی عبادت اللہ تعالیٰ کو دوسرے تمام دنوں سے زیادہ محبوب ہے) اس عشرہ کے ہر دن کا روزہ سال بھر کے روزوں کے برابر ہے، اور اس کی ہر رات کے نوافل شب قدر کے نوافل کے برابر ہیں۔ (جامع ترمذی)

تشریح: اس سے پہلے بھی ایک حدیث میں ضمنی طور پر عشرۂ ذی الحجہ کے نفلی روزوں کا ذکر آچکا ہے اور وہاں یہ وضاحت کی جا چکی ہے کہ اس سے مراد یکم ذی الحجہ سے نویں ذی الحجہ تک کے ۹ دن ہیں، کیونکہ عید کے دن تو روزہ رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے۔

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں کہ عرفہ کے دن کا روزہ اس کے بعد والے سال اور پہلے والے سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ (جامع ترمذی)

تشریح: حضرت ابو قتادہ کی ایک طویل حدیث صحیح مسلم کے حوالے سے زیرِ عنوان ''ہر مہینے کے تین نفلی روزے'' پہلے گزر چکی ہے، اس میں یہ مضمون بھی قریب قریب انہی الفاظ میں آچکا ہے اور وہاں دوسری احادیث کی روشنی میں یہ وضاحت بھی کی جا چکی ہے کہ یوم عرفہ کے روزہ کی یہ فضیلت اور ترغیب ان حجاج کے لئے نہیں ہے جو ادائے حج کے لئے عرفہ کے دن میدانِ عرفات میں حاضر ہوں۔ ان کے لئے وہاں روزہ نہ رکھنا افضل ہے، اور وہیں اس کی حکمت بھی بیان کی جا چکی ہے۔

فائدہ: بعض لوگ ایسی حدیثوں میں شک کرنے لگتے ہیں جن میں کسی عمل کا ثواب اور ثمرہ ان کے خیال کے لحاظ سے بہت زیادہ اور غیر معمولی بیان کیا گیا ہو، جس طرح کہ اس

حدیث میں عرفہ کے روزے کے بارے میں فرمایا گیا ہے کہ: ''اس کی برکت سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کے معاف ہو جانے کی امید ہے''۔ اس شک کی بنیاد ارحم الراحمین کی رحمت وکرم کی وسعت سے ناآشنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ انتہائی کریم اور مختار مطلق ہے جس دن کے جس عمل کی اپنے کرم سے جتنی بڑی چاہے قیمت مقرر فرمائے۔ سال کی ایک رات ''لیلۃ القدر'' کو اس نے ''خیر من الف شھر'' ہزار مہینوں یعنی قریباً تیس ہزار دنوں اور راتوں سے بہتر قرار دیا ہے، یہ اس کی کریمی ہے۔ الغرض! جب حدیث صحیح ہو تو اس طرح کے وسوسے مومن کو نہ ہونے چاہئیں۔

پندرھویں شعبان کا روزہ:

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب شعبان کی پندرھویں رات آئے تو اس رات میں اللہ کے حضور میں نوافل پڑھو اور اس دن کو روزہ رکھو، کیونکہ اس رات میں آفتاب غروب ہوتے ہی اللہ تعالیٰ کی خاص تجلی اور رحمت پہلے آسمان پر اتر آتی ہے اور وہ ارشاد فرمایا ہے کہ: کوئی بندہ ہے جو مجھ سے مغفرت اور بخشش طلب کرے اور میں اس کی مغفرت کا فیصلہ کروں، کوئی بندہ ہے جو روزی مانگے اور میں اس کو روزی دینے کا فیصلہ کروں، کوئی مبتلائے مصیبت بندہ ہے جو مجھ سے صحت وعافیت کا سوال کرے اور میں اس کو عافیت عطا کروں، اسی طرح مختلف قسم کے حاجت مندوں کو اللہ پکارتا ہے کہ وہ اس وقت مجھ سے اپنی حاجتیں مانگیں اور میں عطا کروں۔ غروب آفتاب سے لے کر صبح صادق تک اللہ تعالیٰ کی رحمت اسی طرح اپنے بندوں کو اس رات میں پکارتی رہتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

تشریح: اسی حدیث کی بنا پر اکثر بلاد اسلامیہ کے دیندار حلقوں میں پندرھویں شعبان کے دن روزے کا رواج ہے۔

خاص دنوں میں نفلی روزے:

جس طرح اب تک کی درج ہونے والی حدیثوں میں سال کے بعض متعین مہینوں اور

مہینوں کی بعض مخصوص تاریخوں میں نفلی روزے رکھنے کی خاص ترغیب دی گئی ہے اسی طرح ہفتہ کے بعض مخصوص دنوں کے لئے بھی یہ ترغیب دی گئی ہے اور خود رسول اللہ ﷺ کے عمل سے بھی اس بارے میں رہنمائی ملتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پیر کو اور جمعرات کو اعمال کی ایک پیشی ہوتی ہے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جب میرے عمل کی پیشی ہو تو میں اس دن روزہ سے ہوں۔ (جامع ترمذی)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پیر اور جمعرات کے دن روزہ رکھا کرتے تھے۔ (جامع ترمذی، سنن نسائی)

حضور ﷺ نے اپنی ولادت کے دن روزہ رکھا

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر کے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: میں پیر ہی کے دن پیدا ہوا' اور پیر ہی کے دن سے مجھ پر قرآن کا نزول شروع ہوا۔ (صحیح مسلم)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ پیر کا دن بڑی برکت اور رحمت والا دن ہے' اسی دن میں تمہارے نبی ﷺ کی پیدائش ہوئی اور اسی دن کتاب اللہ کا نزول شروع ہوا، پھر اس دن کے روزے کا کیا پوچھنا!...... اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ جو پیر کے دن (کبھی کبھی یا اکثر) روزہ رکھتے تھے تو اس کا ایک محرک تو وہ تھا جس کا اوپر کی حدیث میں ذکر آیا، یعنی یہ کہ "اس دن اعمال کی ایک پیشی ہوتی ہے اور آپ چاہتے تھے کہ اس پیشی کے دن آپ روزہ کی حالت میں ہوں" اور دوسرا محرک اللہ تعالیٰ کی ان دو عظیم نعمتوں (ولادت اور وحی و نبوت) کے شکر کا جذبہ بھی تھا جو آپ کو پیر ہی کے دن عطا ہوئیں اور جو ساری دنیا کے لئے بھی نعمت اور رحمت ہیں۔ وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کم ایسا ہوتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کے دن روزہ نہ رکھتے۔ (جامع ترمذی، سنن نسائی)

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن اکثر و بیشتر آپ ﷺ کا روزہ ہوتا تھا، لیکن دوسری حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اس سے منع فرماتے تھے کہ جمعہ کی فضیلت اور خصوصیت کی وجہ سے لوگ ایسا کرنے لگیں کہ نفلی روزے جمعہ ہی کو رکھیں اور شب بیداری اور عبادت کے لئے شب جمعہ ہی کو مخصوص کریں۔

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ: تم لوگ راتوں میں سے جمعہ کی رات کو نماز اور عبادت کے لئے مخصوص نہ کرو اور اسی طرح دنوں میں سے جمعہ کے دن کو روزہ کے لئے مخصوص نہ کرو، الا یہ کہ جمعہ کسی ایسی تاریخ کو پڑ جائے جس کو تم میں سے کوئی روزہ رکھتا ہو (اس صورت میں اس جمعہ کے نفلی روزے میں کوئی مضائقہ نہیں) .... (صحیح مسلم)

تشریح: جمعہ کے دن اور اس کی رات کی خاص فضیلت کی وجہ سے چونکہ اس کا امکان زیادہ تھا کہ فضیلت پسند لوگ اس دن نفلی روزہ رکھنے کا اور اس کی رات میں شب بیداری اور عبادت کا بہت زیادہ اہتمام کرنے لگیں اور جس چیز کو اللہ و رسول ﷺ نے فرض و واجب نہیں بتایا اس کے ساتھ فرض و واجب کا سا معاملہ ہونے لگے، اس لئے رسول اللہ ﷺ نے یہ ممانعت فرمائی۔ اس کے علاوہ اس ممانعت کے علماء کرام نے اور بھی بعض مصالح لکھے ہیں۔ بہر حال یہ ممانعت انتظامی ہے اور منشا یہ ہے کہ جمعہ کا روزہ اور شب جمعہ کی شب بیداری ایک زاید رسم نہ بن جائے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ (ایسا بھی کرتے تھے کہ) ایک مہینہ میں سنیچر، اتوار اور پیر کا روزہ رکھتے اور دوسرے مہینہ میں منگل، بدھ اور جمعرات کا۔ (جامع ترمذی)

تشریح: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی کی روایت سے پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ مہینہ کے تین روزوں کے بارے میں حضور ﷺ کا کوئی لگا بندھا معمول نہیں تھا اس لئے آپ ﷺ کی اس روایت کا مطلب صرف یہ ہے کہ آپ ﷺ ایسا بھی کرتے تھے کہ ایک مہینہ میں آپ ﷺ نے کسی ہفتہ کے پہلے تین دنوں سنیچر، اتوار، پیر کا روزہ رکھ لیا اور

دوسرے مہینہ میں بعد والے تین دنوں منگل، بدھ اور جمعرات کا۔ (اور جمعہ کے بارے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان گزر رہی چکا کہ آپ ﷺ جمعہ کے دن اکثر و بیشتر روزہ رکھتے تھے) گویا علاوہ ان مخصوص تاریخوں اور دنوں کے جن کے روزہ کی خاص فضیلت ہے آپ ﷺ اس کا بھی اہتمام فرماتے تھے کہ آپ ﷺ کا نفلی روزہ ہفتہ کے ہر دن میں پڑ جائے تاکہ لوگ جان لیں کہ اللہ کے بنائے ہوئے ساتوں دن مبارک اور عبادت کے دن ہیں۔

وہ جن میں نفلی روزہ رکھنا منع ہے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سال میں بعض مخصوص دن وہ بھی ہیں جن میں روزہ رکھنے کی ممانعت ہے اور اللہ تعالیٰ، حاکم مطلق ہے' اس نے نماز کو عظیم عبادت بھی قرار دیا اور بعض خاص اوقات میں (مثلاً طلوع وغروب اور استواء کے وقت) نماز کی ممانعت بھی فرمادی۔ اسی طرح اس نے روزہ کو محبوب ترین عبادت اور روحانی ترقی کا خاص وسیلہ بھی قرار دیا' اور بعض خاص دنوں میں روزہ رکھنا حرام بھی کر دیا، یہ بات حاکم مطلب کی شانِ حاکمیت کے عین مطابق ہے اور ہم بندوں کا کام بس حکم کی تعمیل اور فرمانبرداری۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے ''یوم الفطر'' کے روزے سے' اور قربانی کے دن کے روزہ رکھنے سے۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ''یوم الضحیٰ'' اور ''یوم الفطر'' میں روزہ رکھنے سے۔ (صحیح مسلم)

ابوعبید مولیٰ ابن ازہر تابعی سے روایت ہے کہ میں نے عید کی نماز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں پڑھی۔ انہوں نے نماز پڑھائی، نماز سے فارغ ہو کر خطبہ دیا، اس میں فرمایا کہ: عید کے یہ دونوں دن وہ ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ ان میں سے ایک دن تو (پورے مہینے رمضان کے روزوں کے بعد) تمہارے فطر کا دن ہے' اور دوسرا اپنی قربانیوں کے گوشت کھانے کا دن ہے۔ (صحیح مسلم)

نبیشۃ ہذلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ایام تشریق (۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ) کھانے پینے کے اور اللہ کی یاد کے دن ہیں۔ (صحیح مسلم)

تشریح: حضرت ابوسعید خدری، حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم کی مندرجہ بالا حدیثوں میں یوم الفطر اور یوم النحر کے دنوں میں روزہ رکھنے کی صریح ممانعت فرمائی گئی ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ارشاد میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ یوم الفطر کا روزہ تو اس لئے منع ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ نے رمضان کے بعد ''فطر کا دن'' یعنی روزہ نہ رکھنے اور کھانے پینے کا دن قرار دیا ہے۔ اس لئے اس دن روزہ رکھنے میں منشاء الٰہی کی مخالفت ہے' اور یوم النحر کا روزہ اس لئے منع ہے کہ وہ قربانی کا گوشت کھانے کا دن ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ کی مرضی یہ ہے کہ اس دن جو قربانیاں اللہ تعالیٰ کے لئے کی جائیں اس کے بندے ان قربانیوں کا گوشت اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس کی ضیافت سمجھ کر اور اس کے در کے فقیر بن کر شکر کے ساتھ کھائیں' اور وہ بندہ بلاشبہ بڑا متکبر اور کافرِ نعمت ہے جو اللہ کی عام ضیافت کے دن دانستہ روزہ رکھ لے' اور چونکہ ذی الحجہ کی گیارھویں اور بارھویں بھی قربانی کے دن ہیں، اس لئے ان کا حکم بھی یہی ہوگا اور بنیشۃ ہذلی کی آخری حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے پورے ایامِ تشریق کو کھانے پینے کے، یعنی اللہ تعالیٰ کی ضیافت کے دن فرمایا ہے جس میں ۱۳ ذی الحجہ بھی شامل ہے، اس لئے ۱۰ ذی الحجہ سے ۱۳ ذی الحجہ تک پانچوں دن روزہ رکھنا ممنوع قرار دیا گیا ہے، اب ان دنوں میں روزہ رکھنا عبادت نہیں' بلکہ گناہ ہوگا۔

باب نمبر 13

تلاوت قرآن کے فضائل

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قرآن مجید کی تلاوت بھی ''ذکر اللہ'' کی ایک قسم ہے' اور بعض حیثیتوں سے سب سے افضل اور اعلیٰ قسم ہے۔ اس میں بندے کی مشغولیت اللہ تعالیٰ کو بے حد محبوب ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اُمت کو قرآن مجید کی عظمت سے آشنا کرنے اور اس کی تلاوت وغیرہ کی ترغیب دینے کے لئے مختلف عنوانات استعمال فرمائے ہیں۔ ہم نے بھی اس سلسلہ کی احادیث کو مختلف عنوانات میں تقسیم کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کے ان ارشادات سے وہ نفع اٹھانے کی توفیق دے' جو ان کا اصل مقصد ہے۔

قرآن مجید کی عظمت وفضیلت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قرآن مجید کی بے انتہا عظمت کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ وہ کلام اللہ ہے' اور اللہ تعالیٰ کی حقیقی صفت ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس دنیا میں جو کچھ بھی ہے، یہاں تک کہ زمینی مخلوقات میں کعبۃ اللہ اور انبیاء علیہم السلام کی مقدس ہستیاں' اور عالم بالا و عالم غیب کی مخلوقات میں عرش، کرسی، لوح وقلم، جنت اور جنت کی نعمتیں اور اللہ کے مقرب ترین فرشتے، یہ سب اپنی معلوم و مسلم عظمت کے باوجود غیر اللہ اور مخلوق ہیں۔ لیکن قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اور اس سے الگ کی کوئی چیز نہیں ہے' بلکہ اس کی حقیقی صفت ہے جو اس کی ذات عالی کے ساتھ قائم ہے۔ یہ اللہ پاک کا بے انتہا کرم اور اس کی عظیم ترین

نعمت ہے کہ اس نے اپنے رسول امین ﷺ کے ذریعہ کلام ہم تک پہنچایا اور ہمیں اس لائق بنایا کہ اس کی تلاوت کرسکیں اور اپنی زبان سے اس کو پڑھ سکیں' پھر اس کو سمجھ کر اپنی زندگی کا راہنما بنا سکیں۔

تلاوت قرآن کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو قرآن نے مشغول رکھا میرے ذکر سے اور مجھ سے سوال اور دعا کرنے سے' میں اُس کو اُس سے افضل عطا کروں گا جو سائلوں اور دعا کرنے والوں کو عطا کرتا ہوں' اور دوسرے اور کلاموں کے مقابلہ میں اللہ کے کلام کو ویسی ہی عظمت وفضیلت حاصل ہے جیسی اپنی مخلوق کے مقابلہ میں اللہ کو۔

(جامع ترمذی، سنن دارمی، شعب الایمان، للبیہقی)

تشریح: اس سلسلۂ معارف الحدیث میں پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ جب کسی حدیث میں رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے کوئی بات فرمائیں اور وہ بات قرآن میں نہ ہو تو خاص عرف واصطلاح میں ایسی حدیثوں کو ''حدیث قدسی'' کہتے ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی اسی طرح کی ہے۔ اس میں دو باتیں فرمائی گئی ہیں: ایک یہ کہ اللہ کے جس بندے کو اللہ تعالیٰ کے کلام پاک سے ایسا شغف ہو کہ وہ دن رات اسی میں لگا لپٹا رہتا ہو، یعنی اس کی تلاوت میں' اس کے یاد کرنے میں' اس کے تدبر اور تفکر میں، یا اس کے سیکھنے سکھانے میں اخلاص کیساتھ مشغول رہتا ہو، اور قرآن پاک میں اس ہمہ وقتی مشغولیت کی وجہ سے اس کے علاوہ اللہ کے ذکر اس کی حمد وتسبیح اور اس سے دعائیں کرنے کا موقع ہی اس کو نہ ملتا ہو، تو وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ کچھ خسارے میں رہے گا جو ذکر و دعا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ جو کچھ عطا فرماتا ہے وہ اس کو نہ پا سکے گا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ ایسے بندوں کو میں اس سے زیادہ اور اس سے بہتر دوں گا جو ذکر کرنے والے اور دعائیں مانگنے والے اپنے بندوں کو دیتا ہوں۔ دوسری بات اس حدیث میں یہ فرمائی گئی ہے کہ اللہ کے کلام کو دوسرے کلاموں کے مقابلہ میں ویسی ہی عظمت و

فضیلت حاصل ہے جیسی کہ خود اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کے مقابلہ میں، اور اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی صفت قائمہ ہے۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے ایک دن فرمایا: آگاہ ہو جاؤ ایک بڑا فتنہ آنے والا ہے! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس فتنہ کے شر سے بچنے اور نجات پانے کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کتاب اللہ، اس میں تم سے پہلی امتوں کے (سبق اموز) واقعات ہیں اور تمہارے بعد کی اس میں اطلاعات ہیں، (یعنی اعمال و اخلاق کے جو دنیوی و اخروی نتائج و ثمرات مستقبل میں سامنے آنے والے ہیں، قرآن مجید میں ان سب سے بھی آگاہی دے دی گئی ہے) اور تمہارے درمیان جو مسائل پیدا ہوں قرآن میں اُن کا حکم اور فیصلہ موجود ہے (حق و باطل اور صحیح و غلط کے بارے میں) وہ قولِ فیصل ہے، وہ فضول بات اور یا وہ گوئی نہیں ہے۔ جو کوئی جابر و سرکش اس کو چھوڑے گا (یعنی غرور و سرکشی کی راہ سے قرآن سے منہ موڑے گا) اللہ تعالیٰ اس کو توڑ کے رکھ دے گا، اور جو کوئی ہدایت کو قرآن کے بغیر تلاش کرے گا اس کے حصہ میں اللہ کی طرف سے صرف گمراہی آئے گی (یعنی وہ ہدایت حق سے محروم رہے گا) قرآن ہی حبل اللہ المتین یعنی اللہ سے تعلق کا مضبوط وسیلہ ہے، اور محکم نصیحت نامہ ہے، اور وہی صراط مستقیم ہے۔ وہی وہ حق مبین ہے جس کے اتباع سے خیالات کجی سے محفوظ رہتے ہیں اور زبانیں اس کو گڑ بڑ نہیں کر سکتیں (یعنی جس طرح اگلی کتابوں میں زبانوں کی راہ سے تحریف داخل ہوگئی اور محرفین نے کچھ کا کچھ پڑھ کے اس کو محرف کر دیا اس طرح قرآن میں کوئی تحریف نہیں ہو سکے گی، اللہ تعالیٰ نے تا قیامت اس کے محفوظ رہنے کا انتظام فرما دیا ہے) اور علم والے کبھی اس کے علم سے سیر نہیں ہوں گے، یعنی قرآن میں تدبر کا عمل اور اس کے حقائق و معارف کی تلاش کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہے گا اور کبھی ایسا وقت نہیں آئے گا کہ قرآن کا علم حاصل کرنے والے محسوس کریں کہ ہم نے علم قرآن پر پورا عبور حاصل کر لیا اور اب ہمارے حاصل کرنے کے لئے کچھ باقی نہیں رہا، بلکہ قرآن کے طالبین علم کا حال ہمیشہ یہ رہے گا کہ دو ٹکڑے ہیں، یا سیاہ رنگ کے دو سائبان ہیں جن میں نور کی

چمک ہے یا صف باندھے پرندوں کے دو پرے ہیں' اور وہ مدافعت اور وکالت کریں گی اپنے سے تعلق رکھنے والوں کی۔ (صحیح مسلم)

تشریح: اس حدیث کا مضمون قریب قریب وہی ہے جو حضرت ابوامامہ کی مندرجہ بالا حدیث کا ہے۔ ذرا تصور کیا جائے قیامت اور میدانِ حشر کی ہولنا کیوں کا۔ کیسے خوش نصیب ہوں گے اللہ کے وہ بندے جو قرآن پاک سے خاص تعلق اور شغف اور اس کے احکام کی فرمانبرداری کی برکت سے حشر کے اُس پرہول میدان میں اس شان سے آئیں گے کہ اللہ کا کلام پاک ان کا شفیع و وکیل بن کر ان کے ساتھ ہوگا' اور اس کی سب سے پہلی اور اہم نورانی سورتیں بقرہ اور آل عمران اپنے انوار کے ساتھ ان کے سروں پر سایہ افگن ہوں گی۔ ان احادیث پر مطلع ہو جانے کے بعد بھی جو بندے اس سعادت کے حاصل کرنے میں کوتاہی کریں، بلاشبہ وہ بڑے محروم ہیں۔

خاص خاص سورتوں اور آیتوں کے فضائل

پیارے بھائیو! بعض حدیثوں میں خاص خاص سورتوں اور آیتوں کے فضائل و برکات بھی بیان فرمائے گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ اور حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا حدیثوں میں پورے قرآن کی فضیلت کے ساتھ خاص طور پہ سورہ بقرہ اور آل عمران کی فضیلت بھی بیان ہوئی ہے۔

اسی طرح دوسری بعض سورتوں اور خاص خاص آیتوں کے فضائل و برکات بھی مختلف مواقع پر رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائے ہیں۔ ذیل میں اس سلسلہ کی بھی چند حدیثیں درج کی جارہی ہیں۔

سورۃ الفاتحہ کا مقام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابی بن کعب سے فرمایا کہ: کیا تمہاری خواہش ہے کہ میں تم کو قرآن کی وہ سورت سکھاؤں جس کے مرتبہ کی کوئی سورت نہ توریت میں نازل ہوئی نہ انجیل میں، نہ زبور میں اور نہ قرآن ہی میں؟ اُبی

نے عرض کیا کہ: ہاں حضور ﷺ! مجھے وہ سورت بتا دیں! آپ ﷺ نے فرمایا: تم نماز میں قرأت کس طرح کرتے ہو؟۔ اُبی نے آپ کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر سنائی (کہ میں نماز میں یہ سورت پڑھتا ہوں، اور اس طرح پڑھتا ہوں) آپ ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ توریت، انجیل، زبور میں سے کسی میں اور خود قرآن میں بھی اس جیسی کوئی سورت نازل نہیں ہوئی، یہی وہ ''سبعٌ من المثانی والقرآنُ العظیم'' ہے جو مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ (جامع ترمذی)

تشریح: قرآن مجید میں سورۂ حجر کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر اپنے خاص الخاص انعام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے: ''وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْآنَ الْعَظِيْمَ'' (اور ہم نے تم کو سات آیتیں وظیفہ کے طور پر بار بار دہرائی جانے والی عطا کیں اور قرآن عظیم) رسول اللہ ﷺ نے مندرجۂ بالا حدیث میں اس آیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ ''سبعٌ من المثانی والقرآن العظیم'' سورۂ فاتحہ ہی ہے۔ اور یہ ایسی عظیم الشان اور عظیم البرکت سورت ہے کہ اس درجہ کی سورت کسی پہلی آسمانی کتاب میں بھی نازل نہیں کی گئی، اور قرآن میں بھی اس کے درجہ کی کوئی دوسری سورت نہیں ہے۔ یہ پورے قرآن کے مضامین پر حاوی ہے۔ اسی لئے اس کو ''ام القرآن'' بھی کہا جاتا ہے۔ اور اسی لئے اس کو قرآن کا افتتاحیہ قرار دیا گیا ہے، اور ہر نماز کی ہر رکعت میں اس کا پڑھنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اس حدیث کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ جس بندے کو سورہ فاتحہ یاد ہے اور اخلاص کے ساتھ اس کا پڑھنا اس کو نصیب ہوتا ہے اس کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی دولت اور نعمت نصیب ہے۔ چاہئے کہ وہ اس کی قدر و عظمت کو محسوس کرے اور اس کا حق ادا کرے۔

سورۂ بقرہ کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ہر چیز کی کوئی چوٹی ہوتی ہے (جو سب سے اوپر اور بالاتر ہوتی ہے) اور قرآن کی چوٹی سورہ بقرہ ہے اور اس میں ایک آیت (آیت الکرسی) تمام آیاتِ قرآنی کی گویا سردار

ہے۔ (جامع ترمذی)

تشریح: اسلام کے بنیادی اصول وعقائد اور احکامِ شریعت کا جتنا تفصیلی بیان سورہ بقرہ میں کیا گیا ہے، اتنا اور ایسا قرآنِ پاک کی کسی دوسری سورت میں نہیں کیا گیا۔ غالباً اسی خصوصیت کی وجہ سے اس کو قرآن مجید میں سب سے مقدم رکھا گیا ہے اور غالباً اسی امتیاز کی وجہ سے اس کو اس حدیث میں ''سنام القرآن'' کا لقب دیا گیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اپنے گھروں کو مقبرے نہ بنالو (یعنی جس طرح قبرستانوں میں مُردے ذکر وتلاوت نہیں کرتے اور اس کی وجہ سے قبرستانوں کی فضا ذکر وتلاوت کے انوار وآثار سے خالی رہتی ہے، تم اس طرح اپنے گھروں کو نہ بنالو، بلکہ گھروں کو ذکر وتلاوت سے معمور رکھا کرو) اور جس گھر میں (خاص کر) سورہ بقرہ پڑھی جائے اس گھر میں شیطان نہیں آسکتا۔ (جامع ترمذی)

تشریح: بعض سورتوں کے، اور اسی طرح بعض آیات کے کچھ خواص ہیں۔ اس حدیث میں سورہ بقرہ کی خاص برکت اور تاثیر یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ جس گھر میں اس کی تلاوت کی جائے وہ شیطان کے اثرات اور تسلط سے محفوظ رہے گا۔

سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کی بعض خاص فضیلتوں کا بیان اس سے پہلے بھی بعض حدیثوں میں ضمناً گزر چکا ہے۔

سورہ الکہف جمعہ کے دن پڑھنے کی فضیلت

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھے اس کے لئے نور روشن ہو جائے گا دو جمعوں کے درمیان۔ (دعوات الکبیر للبیہقی)

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورہ کہف کو جمعہ کے دن کے ساتھ کوئی خاص مناسبت ہے جس کی وجہ سے اس دن میں اس کی تلاوت کے لئے رسول اللہ ﷺ نے خصوصیت کے ساتھ ترغیب دی ہے اور فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن سورہ کہف کے پڑھنے سے قلب میں ایک خاص نور پیدا ہوگا جس کی روشنی اور برکت اگلے جمعہ تک رہے گی۔ اس

حدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے اور کہا ہے: "**هذا حديث صحيح الاسناد ولم يخرجاه**"۔

پیارے اسلامی بھائیو! ایک دوسری حدیث میں (جس کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے) سورہ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ: "جو ان کو یاد کرلے گا اور پڑھے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا"۔ اس کی توجیہ میں شارحینِ حدیث نے لکھا ہے کہ سورہ کہف کے ابتدائی حصہ میں جو تمہیدی مضمون ہے اور اسی کے ساتھ اصحاب کہف کا جو واقعہ بیان فرمایا گیا ہے اس میں ہر دجالی فتنہ کا پورا توڑ موجود ہے۔ اور جس دل کو ان حقائق اور مضامین کا یقین نصیب ہو جائے جو کہف کی ان ابتدائی آیتوں میں بیان کئے گئے ہیں وہ دل کسی دجالی فتنہ سے کبھی متاثر نہ ہوگا۔ اسی طرح اللہ کے جو بندے ان آیتوں کی اس خاصیت اور برکت پر یقین کرتے ہوئے ان کو اپنے دل و دماغ میں محفوظ کریں گے اور ان کی تلاوت کریں گے اللہ تعالیٰ ان کو بھی دجالی فتنوں سے محفوظ رکھے گا۔

سورہ یٰسین کی تلاوت کے فضائل:

حضرت معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے اللہ کی رضا کے لئے سورہ یٰسین پڑھی اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے، لہٰذا یہ مبارک سورہ مرنے والوں کے پاس پڑھا کرو۔ (شعب الایمان للبیہقی)

تشریح: اس حدیث میں مرنے والوں کے پاس (**عند موتاکم**) یٰسین شریف پڑھنے کے لئے جو فرمایا گیا ہے اس کا مطلب بظاہر یہی ہے کہ مرنے والے کے پاس اُس کے آخری وقت میں یہ سورۃ پڑھی جائے اور اکثر علماء نے یہی سمجھا ہے اور اس لئے یہی معمول ہے لیکن دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مر جانے والے کی قبر پر یہ سورت پڑھی جائے تاکہ یہ اس کی مغفرت کا وسیلہ بن جائے۔

عطا بن ابی رباح تابعی سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بندہ دن کے ابتدائی حصے میں یعنی علی الصباح سورہ یٰسین پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں پوری فرمائے گا۔ (سنن دارمی)

ورہ واقعہ کی برکات:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص ہر رات سورہ واقعہ پڑھا کرے اسے کبھی فقر وفاقہ کی نوبت نہیں آئے گی۔ (نیچے کے راوی بیان کرتے ہیں) کہ خود حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ معمول تھا کہ اپنی صاحبزادیوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے اور وہ ہر رات کو سورہ واقعہ پڑھتی تھیں۔

(شعب الایمان للبیہقی)

سورہ الملک کے فضائل وبرکات:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: قرآن کی ایک سورت نے جو صرف تیس آیتوں کی ہے اس نے ایک بندے کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں سفارش کی، یہاں تک کہ وہ بخش دیا گیا اور وہ سورہ ہے ''تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ''۔ (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ)

الٓمٓ تنزیل کی قرأت کی فضیلت

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک کہ ''الٓمٓ تَنْزِیْلُ'' اور ''تَبٰرَكَ الَّذِیْ بِیَدِهِ الْمُلْكُ'' نہ پڑھ لیتے۔ (یعنی رات کو سونے سے پہلے یہ دونوں سورتیں پڑھنے کا حضور ﷺ کا معمول تھا)۔

(مسند احمد، جامع ترمذی، سنن دارمی)

سورہ الاعلیٰ کی فضیلت:

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو یہ سورۃ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى) خاص طور سے محبوب تھی۔ (مسند احمد)

تشریح: کتاب الصلوٰۃ میں وہ حدیثیں گزر چکی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جمعہ کی نماز میں اور اسی طرح عیدین کی نماز میں اکثر پہلی رکعت میں، ''سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى'' پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ کا یہ معمول اسی لئے تھا کہ یہ سورۃ اپنے خاص

مضمون اور پیغام کے لحاظ سے آپ ﷺ کو زیادہ محبوب تھی۔

سورۃ التکاثر کے فضائل:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی یہ نہیں کرسکتا کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں قرآن پاک کی پڑھ لیا کرے؟ صحابہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: حضور ﷺ! کس میں یہ طاقت ہے کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں پڑھے (یعنی یہ بات ہماری استطاعت سے باہر ہے) آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم میں کوئی اتنا نہیں کرسکتا کہ سورہ "الھاکم التکاثر" پڑھ لیا کرے۔ (شعب الایمان للبیہقی)

تشریح: قرآن مجید کی بعض بہت چھوٹی سورتیں ہیں جو اپنے مضمون اور پیغام کی اہمیت کی وجہ سے سینکڑوں یا ہزاروں آیتوں کے برابر ہیں۔ انہی میں سورہ تکاثر بھی ہے۔ اس میں دنیا پرستی اور آخرت فراموشی پر سخت ضرب لگائی گئی ہے اور آخرت کے محاسبہ اور دوزخ کے عذاب کا تذکرہ اس طرح کیا گیا ہے کہ اگر دل بالکل مُردہ نہ ہوگیا ہو تو اس میں فکر اور بیداری پیدا ہو جانا لازمی ہے۔ اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے غالبًا اسی لحاظ سے اس کے پڑھنے کو ہزار آیتیں پڑھنے کے قائم مقام بتایا ہے۔ آگے درج ہونے والی بعض حدیثوں میں جن دوسری چھوٹی چھوٹی سورتوں کو نصف قرآن یا تہائی قرآن یا چوتھائی قرآن کے برابر بتایا گیا ہے، ان کے بارے میں بھی اسی طرح سمجھ لینا چاہئے اور ممکن ہے ان کی تلاوت کا ثواب بھی اسی حساب سے زیادہ عطا فرمایا جائے۔ اللہ کا خزانہ ہمارے وہم و گمان سے زیادہ وسیع ہے۔

سورہ زلزال، سورہ کافرون، سورہ اخلاص کے فضائل و برکات:

حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سورہ "اذا زلزلت" نصف قرآن کے برابر ہے اور "قل ھو اللہ احد" تہائی قرآن کے برابر ہے اور "قل یایھا الکفرون" چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (جامع ترمذی)

تشریح: سورہ ''اذا زلزلت'' میں قیامت کا بیان اور اس کی منظر کشی نہایت ہی موثر انداز میں کی گئی ہے اور اسی طرح اس کی آخری آیت ''فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ'' میں جزا وسزا کا بیان اختصار کے باوجود ایسے موثر پیرایہ میں کیا گیا ہے کہ اگر اس موضوع پر پوری کتاب بھی لکھی جائے تو اس سے زیادہ موثر نہ ہوگی۔ غالباً اس سورت کی اسی خصوصیت کی وجہ سے اس حدیث میں اس کو نصف قرآن کے برابر بتایا گیا ہے۔ اسی طرح سورہ اخلاص (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) میں انتہائی اختصار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کی تنزیہہ اور اس کا صفاتی کمال جس معجزانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے وہ بھی اس سورت کی خصوصیت ہے اور غالباً اسی کی وجہ سے اس کو تہائی قرآن کے برابر فرمایا گیا ہے اور ''قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' میں واشگاف طریقے پر شرک اور اہل شرک سے برأت اور بیزاری کا اعلان کر کے جس طرح خالص توحید کی تعلیم دی گئی ہے (جو دین کی جڑ اور بنیاد ہے) وہ اس سورت کی خصوصیت ہے اور غالباً اسی کی وجہ سے اس سورت کو اس حدیث میں چوتھائی قرآن کے برابر کہا گیا ہے۔

فروۃ بن نوفل اپنے والد ماجد نوفل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ: انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ: مجھے کوئی ایسی چیز پڑھنے کو بتا دیجئے جس کو میں سوتے وقت بستر پر پڑھ لیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' پڑھ لیا کرو، اس میں شرک سے برأت ہے۔ (جامع ترمذی، سنن ابوداود، سنن نسائی)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم میں سے کوئی اس سے بھی عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ایک رات میں تہائی قرآن کیسے پڑھا جا سکتا ہے۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' تہائی قرآن کے برابر ہے (تو جس نے رات میں وہی پڑھی اس نے گویا تہائی قرآن پڑھ لیا) (صحیح مسلم)

اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہی حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور امام ترمذی نے اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت ابوایوب انصاری رحمۃ

اللہ علیہ سے روایت کی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ: حضرت صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے یہ سورت ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' خاص طور سے محبوب ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس سورت کے ساتھ تمہاری یہ محبت تم کو جنت میں پہنچادے گی۔ (جامع ترمذی)

(الفاظ وعبارت کے کچھ فرق کے ساتھ اسی مضمون کی ایک حدیث امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی روایت کی ہے)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' پڑھتے ہوئے سنا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس کے لئے واجب ہوگئی''۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! کیا چیز واجب ہوگئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت۔

(موطا امام مالک، جامع ترمذی، سنن نسائی)

تشریح: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جنہوں نے تعلیم وتربیت براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی تھی اور جو ہر عمل میں آپ کی تقلید اور پیروی کے حریص تھے، ظاہر ہے کہ جب وہ قرآن پاک کی اور خاص کران سورتوں اور آیتوں کی تلاوت کرتے ہوں گے جن میں اللہ کی توحید اور صفات کا بیان نہایت موثر انداز میں کیا گیا ہے تو دوسروں کو بھی صاف محسوس ہوتا ہوگا کہ یہ ان کے دل کا حال ہے اور ان کی زبان پر اللہ بول رہا ہے۔ اس حدیث میں جن صحابی رضی اللہ عنہ کے (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ) پڑھنے کا ذکر ہے ان کا حال اس وقت یہی ہوگا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو محسوس ہوا ہوگا کہ یہ پوری ایمانی کیفیت اور ایمانی ذوق کے ساتھ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ'' پڑھ رہے ہیں۔ ایسے شخص کے لئے جنت واجب ہونے میں کیا شبہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نعمت کا کچھ حصہ ہم کم نصیبوں کو بھی نصیب فرمائے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص بستر پر سونے کا ارادہ کرے پھر وہ (سونے سے پہلے) سو دفعہ سورہ ''قُلْ هُوَ اللّٰهُ

اَحَدٌ“ پڑھے تو جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا، اے میرے بندے! اپنے داہنے ہاتھ پر جنت میں چلا جا۔ (جامع ترمذی)

تشریح: ”عَلٰی یَمِیْنِكَ“ (اپنے داہنے ہاتھ پر) کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ وہ بندہ حساب کے موقف میں جہاں ہوگا وہاں سے جنت اس کے داہنی جانب ہوگی اور اس سے فرمایا جائے گا کہ ”اپنے داہنے رخ پر چل کر جنت میں چلا جا“ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود جنت کا جو داہنی جانب کا حصہ ہوگا وہ بائیں جانب کے حصہ سے افضل ہوگا اور اس بندے سے فرمایا جائے گا کہ ”تو داہنی جانب والی جنت میں چلا جا“۔ بلا شبہ بڑا سستا ہے یہ سودا کہ سونے سے پہلے صرف سو دفعہ ”قُلْ هُوَ اللّٰهُ“ شریف پڑھنے پر یہ دولت نصیب ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اللہ کے بعض بندوں کو دیکھا ہے کہ ان کا رات کو سونے سے پہلے کا روزمرہ کا معمول اس سے بہت زیادہ ہے۔

معوذتین کی فضیلت:

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں آج رات جو آیتیں مجھ پر نازل ہوئی ہیں (وہ ایسی بے مثال ہیں کہ) ان کے مثل نہ کبھی دیکھی گئیں نہ سنی گئیں: ”قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ“ اور ”قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ“۔ (صحیح مسلم)

تشریح: یہ دونوں سورتیں اس لحاظ سے بے مثال ہیں کہ ان میں اول سے آخر تک تعوذ ہے، یعنی اللہ تعالیٰ کی پناہ لی گئی ہے، ظاہر کے شرور سے بھی اور باطن کے شرور سے بھی۔ اور اللہ نے ان میں شرور سے حفاظت کی بے پناہ تاثیر رکھی ہے۔ گویا ہر قسم کے شرور سے حفاظت کے لئے یہ حصن حصین ہیں اور دونوں اختصار کے باوجود نہایت جامع اور کافی وافی ہیں۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا ”جحفہ“ اور ”ابواء“ کے درمیان (یہ دونوں دو مشہور مقام تھے مدینہ اور مکہ کے درمیان) اچانک سخت آندھی آگئی اور سخت اندھیری چھا گئی۔ رسول اللہ ﷺ یہ دونوں

سورتیں (معوذتین) پڑھ کر اللہ سے پناہ مانگنے لگے اور مجھ سے ارشاد فرمانے لگے: عقبہ! تم بھی یہ دو سورتیں پڑھ کر اللہ کی پناہ لو۔ کسی پناہ لینے والے نے ان کی مثل پناہ نہیں لی (یعنی اللہ کی پناہ لینے کے لئے کوئی دعا ایسی نہیں ہے جو ان دونوں سورتوں کے مثل ہو، اس خصوصیت میں یہ بے مثل اور بے مثال ہیں)۔ (سنن ابی داؤد)

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی مصیبت اور خطرے کا سامنا ہو تو معوذتین پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ لینی چاہئے، اس سے بہتر بلکہ اس جیسا بھی کوئی دوسرا تعوذ نہیں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ ہر رات کو جب آرام فرمانے کے لئے اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا لیتے (جس طرح دعا کے وقت دونوں ہاتھ ملائے جاتے ہیں) پھر ہاتھوں پر پھونکتے اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے، پھر جہاں تک ہو سکتا اپنے جسم مبارک پر اپنے دونوں ہاتھ پھیرتے، سر مبارک اور چہرۂ مبارک اور جسد اطہر کے سامنے کے حصے سے شروع فرماتے (اس کے بعد باقی جسم پر جہاں تک آپ ﷺ کے ہاتھ جا سکتے وہاں تک ہاتھ پھیرتے) یہ آپ ﷺ تین دفعہ کرتے۔ (صحیح بخاری)

تشریح: رات کو سونے سے پہلے کا یہ مختصر معمولِ نبوی ﷺ تو بہت آسان ہے، کم از کم اس کا اہتمام ہم سب کو کرنا چاہئے، اس کی برکات بیان سے باہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

چند مخصوص آیات کی فضیلت و برکات:

مندرجہ بالا احادیث میں جس طرح خاص خاص سورتوں کے فضائل بیان ہوئے ہیں، اسی طرح بعض احادیث میں بعض مخصوص آیات کی فضیلت اور ان کا امتیاز بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ اس سلسلے کی چند حدیثیں ذیل میں پڑھی جائیں۔

آیۃ الکرسی کے فضائل:

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے (ان کی کنیت ابوالمنذر سے مخاطب کرتے ہوئے) ان سے فرمایا: اے ابوالمنذر! تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کون سی آیت تمہارے پاس سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟، میں نے عرض کیا کہ: اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ ﷺ نے (مکرر) فرمایا: اے ابو المنذر: تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کون سی آیت تمہارے پاس سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ میں نے عرض کیا: ''اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ''تو آپ ﷺ نے میرا سینہ ٹھونکا (گویا اس جواب پر شاباش دی) اور فرمایا: اے ابوالمنذر! تجھے یہ علم موافق آئے اور مبارک ہو۔ (صحیح مسلم)

تشریح: رسول اللہ ﷺ کے سوال کے جواب میں اُبی بن کعب نے پہلے عرض کیا کہ ''اللّٰه و رسوله اعلم'' (اللہ اور اس کے رسول کو اس کا علم زیادہ ہے کہ کون سی آیت کتاب اللہ میں زیادہ عظمت والی ہے)، یہ جواب ادب کے تقاضے کے مطابق تھا، لیکن جب رسول اللہ ﷺ نے دوبارہ وہی سوال فرمایا تو اُبی بن کعب نے اپنے علم وفہم کے مطابق جواب دیا کہ میرے خیال میں تو ''اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ '' یعنی آیۃ الکرسی قرآن مجید کی سب سے زیادہ عظمت والی آیت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس جواب کی تصویب فرمائی اور شاباش دی' اور اس شاباش میں ان کا سینہ آپ ﷺ نے غالباً اس لئے ٹھونکا کہ قلب (جو محلِ علم ومعرفت ہے) وہ سینہ ہی میں ہوتا ہے۔ بہر حال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آیات قرآنی میں آیۃ الکرسی سب سے زیادہ باعظمت آیت ہے' اور یہ اس لئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید وتنزیہہ اور صفات کمال اور اس کی شانِ عالی کی عظمت ورفعت جس طرح بیان کی گئی ہے وہ اس میں منفرد اور بے مثال ہے۔

سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں اور ان کی تلاوت کے فضائل:

ابقع بن عبدالکلاعی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا

رسول اللہ ﷺ! قرآن کی کون سی سورت سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" اس نے عرض کیا، اور آیتوں میں قرآن کی کون سی آیت زیادہ عظمت والی ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آیۃ الکرسی "اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ" اس نے عرض کیا: اور قرآن کی کون سی آیت ہے جس کے بارے میں آپ ﷺ کی خاص طور سے خواہش ہے کہ اس کا فائدہ اور اس کی برکات آپ کو اور آپ ﷺ کی امت کو پہنچیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: سورہ بقرہ کی آخری آیتیں "امن الرسول" سے ختم سورہ تک۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: یہ آیتیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ان خاص الخاص خزانوں میں سے ہیں جو اس کے عرش عظیم کے تحت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیاتِ رحمت اس امت کو عطا فرمائی ہیں' یہ دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی اور ہر خیر کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں۔ (مسند دارمی)

تشریح: قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور آیۃ الکرسی کی عظمت اور امتیاز کے بارے میں اوپر عرض کیا جا چکا ہے۔ سورہ بقرہ کی آخری آیات کے متعلق جیسا کہ اس حدیث میں فرمایا گیا ہے بلاشبہ یہ آیتیں اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص خزائن رحمت میں سے ہیں۔ شروع میں "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ" سے "لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ" تک ایمان کی تلقین فرمائی گئی ہے، اس کے بعد "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا" میں اسلام اور اطاعت و فرمانبرداری کا عہد لیا گیا ہے' اس کے بعد "غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ" میں ان کوتاہیوں کی معافی اور مغفرت کی استدعا ہے جو ایمان اور عہد اطاعت کے بعد بھی ہم بندوں سے سرزد ہوتی ہیں۔ اس کے بعد "لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا" میں کمزور بندوں کو تسلی دی گئی ہے اور اطمینان دلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا بوجھ بندوں پر نہیں ڈالا جاتا اور کسی ایسی چیز کا مطالبہ نہیں کیا جاتا جو ان کی حد استطاعت سے باہر ہو۔ اس کے بعد "رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا" سے آخر سورت تک نہایت جامع دعا کی تلقین فرمائی گئی ہے۔ بلاشبہ یہ آیتیں بجائے خود رحمت الٰہی کا خزانہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قدر شناسی اور ان سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

جبیر بن نفیر تابعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ کو ایسی دو آیتوں پر ختم فرمایا ہے جو اس نے اپنے اس خاص خزانے سے مجھے عطا فرمائی ہیں جو اس کے عرش عظیم کے تحت ہے۔ تم لوگ ان کو سیکھو اور اپنی خواتین کو سکھاؤ، کیونکہ یہ آیتیں سراپا رحمت ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے تقرب کا خاص وسیلہ ہیں، اور ان میں بڑی جامع دعا ہے۔ (مسند دارمی)

اس لئے یہ حدیث مرسل ہے، اسی طرح پہلی حدیث بھی مرسل ہے کیونکہ اس کے راوی ایفع بن عبد کلاعی بھی تابعی ہیں، انہوں نے بھی کسی صحابی کا حوالہ دیئے بغیر اس کو روایت کیا ہے۔

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: سورہ بقرہ کے آخر کی دو آیتیں جو کوئی کسی رات میں ان کو پڑھے گا وہ اس کیلئے کافی ہوں گی۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

تشریح: حدیث کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ جو شخص رات کو بقرہ کی یہ آخری آیتیں پڑھ لے گا وہ انشاء اللہ ہر شر سے محفوظ رہے گا۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص تہجد میں صرف یہی آیتیں پڑھ لے تو اس کے لئے اتنا ہی کافی ہوگا۔

آل عمران کی آخری آیات کی برکات:

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ: جو شخص کسی رات کو آل عمران کی آخری آیات پڑھے گا اس کے لئے پوری رات کی نماز کا ثواب لکھا جائے گا۔ (مسند دارمی)

تشریح: آخری آل عمران" سے مراد "ان فی خلق السموات والارض" سے ختم سورت تک کی آیات ہیں۔ صحیح روایات میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رات کو جب تہجد کے لئے اٹھتے تو سب سے پہلے (وضو کرنے سے بھی پہلے) یہی آیات پڑھتے تھے۔

آل عمران کا یہ آخری رکوع بھی سورہ بقرہ کے آخری رکوع کی طرح نہایت جامع دعا پر مشتمل ہے' اور غالباً اس رکوع کی خاص فضیلت کا راز ان دعائیہ آیات ہی میں مضمر ہے۔ کائنات کی تخلیق میں تفکر کرنے والے اور ہر حال میں اللہ کو یاد کرنے والے بندوں کی زبان سے یہ جامع دعا اس رکوع میں اس طرح ذکر کی گئی ہے:

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ رَبَّنَآ اِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ اَخْزَيْتَهٗ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ۝ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُّنَادِيْ لِلْاِيْمَانِ اَنْ اٰمِنُوْا بِرَبِّكُمْ فَاٰمَنَّا ۖ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدْتَّنَا عَلٰى رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ ۝

آل عمران آخری رکوع

اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ کارخانۂ ہستی بے مقصد نہیں پیدا کیا' تو اس بات سے پاک اور مقدس ہے کہ کوئی عبث کام کرے (یقیناً اس دنیوی زندگی کے بعد جزا و سزا برحق ہے) سو تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۔ اے ہمارے رب! جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا بے شک اس کو تو نے رسوا کر دیا اور ایسے ظالموں کا کوئی بھی حمایتی اور مددگار نہیں ہوگا۔ اے ہمارے رب! ہم نے ایک داعی اور منادی کو سنا کہ وہ ایمان کی دعوت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ لوگو! اپنے رب پر ایمان لاؤ، تو ہم ایمان لے آئے۔ اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو بخش دے' ہماری برائیوں کو ہم سے دور کر دے' اور ہمیں اپنے وفادار اور نیکوکار بندوں کیساتھ دنیا سے اٹھا' اور اے ہمارے رب! ہمیں وہ سب عطا فرما جس کا تو نے اپنے رسول کی زبانی اہل ایمان کے لئے وعدہ فرمایا ہے، اور ہمیں قیامت کے دن کی رسوائی سے بچا، بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرے گا۔

سورہ آل عمران کے آخری رکوع کی یہ دعا قرآن مجید کی جامع ترین دو تین دعاؤں میں سے ہے' اور جیسا کہ عرض کیا گیا اس رکوع کی خاص فضیلت ان دعائیہ آیات ہی کی وجہ سے ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جو یہ فرمایا کہ: ''جو شخص رات کو یہ آیتیں پڑھے اس کیلئے پوری رات کے نوافل کا ثواب لکھا جائے گا'' ظاہر ہے کہ یہ بات انہوں نے رسول اللہ ﷺ ہی سے سنی ہوگی۔ حضور ﷺ سے سنے بغیر کوئی صحابی رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے ایسی بات نہیں کہہ سکتے، اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد حدیث مرفوع ہی کے حکم میں ہے۔

فائدہ: امت مسلمہ مرحومہ پر اللہ تعالیٰ کی جو خاص رحمتیں ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تھوڑے عمل پر بڑے اجر وثواب کی بہت سی صورتیں اور بہت سے طریقے رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ اس امت کو بتلائے گئے ہیں تاکہ جو لوگ اپنے خاص حالات کی وجہ سے بڑے بڑے عمل نہ کرسکیں وہ یہ چھوٹے چھوٹے عمل کر کے ہی اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات کے مستحق ہوسکیں۔

مندرجہ بالا حدیثیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے خاص خاص سورتوں اور مخصوص آیتوں کے فضائل بیان فرمائے ہیں، یہ اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ ان کا مقصد یہی ہے کہ بہت سے بندے جو اپنے خاص حالات کی وجہ سے قرآن مجید کی بہت زیادہ تلاوت نہیں کر سکتے' وہ ان مخصوص سورتوں اور آیتوں کی تلاوت کے ذریعہ بڑے اجر وثواب اور اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات کے قابل ہوجائیں۔ اس لئے ان حدیثوں کا حق ہے کہ ان پر یقین کر کے ان سورتوں اور آیات کا ہم خاص طور سے اہتمام کریں۔

باب نمبر 14

دُعائیں اور ان کے فضائل

اس باب میں دعا کے فضائل اور ان میں سے کچھ دعائیں جن کا تعلق خاص حالات یا اوقات اور مخصوص مقاصد و حاجات سے ہے' اور زیادہ تر وہ ہیں جن کی نوعیت عمومی ہے۔ ان دعاؤں کی قدر و قیمت اور افادیت کا ایک عام عملی پہلو تو یہ ہے کہ ان سے دعا کرنے اور اللہ سے اپنی حاجتیں مانگنے کا سلیقہ اور طریقہ معلوم ہوتا ہے' اور اس بات میں وہ رہنمائی ملتی ہے جو کہیں سے نہیں مل سکتی' اور ایک دوسرا خاص علمی اور عرفانی پہلو یہ ہے کہ ان سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی روح پاک کو اللہ تعالیٰ سے کتنی گہری اور ہمہ وقتی وابستگی تھی' اور آپ ﷺ کے قلب پر اس کا جلال و جمال کس قدر چھایا ہوا تھا' اور اپنی اور ساری کائنات کی بے بسی و لاچاری اور اس مالک الملک کی قدرت کاملہ اور ہمہ گیر رحمت و ربوبیت پر آپ ﷺ کو کس درجہ یقین تھا کہ گویا یہ آپ ﷺ کے لئے غیب نہیں شہود تھا۔ حدیث کے ذخیرے میں رسول اللہ ﷺ کی جو سینکڑوں دعائیں محفوظ ہیں ان میں اگر تفکر کیا جائے تو کھلے طور پر محسوس ہوگا کہ ان میں سے ہر دعا معرفت الٰہی کا شاہکار اور آپ ﷺ کے کمال روحانی و خدا آشنائی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپ ﷺ کے صدق تعلق کا مستقل برہان ہے اور اس لحاظ سے ہر ماثور دعا بجائے خود آپ ﷺ کا ایک روشن معجزہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس کے بعد چند وہ حدیثیں پڑھئے جن میں رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس کی برکتیں بیان فرمائی ہیں، یا دعا کے

آداب بتائے ہیں یا اس کے بارے میں کچھ ہدایتیں دی ہیں۔ ان کے بعد ایک خاص ترتیب کے ساتھ وہ حدیثیں درج کی جائیں گی جن میں وہ دعائیں مذکور ہیں جو مختلف موقعوں پر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں کیں، یا اُمت کو جن کی تلقین فرمائی۔

دعا کے فضائل:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''دعا عین عبادت ہے''۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے سند کے طور پر یہ آیت پڑھی۔ ''وقال ربکم ادعونی الخ'' (تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو اور مانگو، میں قبول کروں گا اور تم کو دوں گا، جو لوگ میری عبادت سے متکبرانہ روگردانی کریں گے ان کو ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں جانا ہوگا)۔ (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ)

تشریح: اصل حدیث صرف اتنی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''دعا عین عبادت ہے''۔ غالباً حضور ﷺ کے اس ارشاد کا منشا یہ ہے کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ بندے جس طرح اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کے لئے دوسری محنتیں اور کوششیں کرتے ہیں اسی طرح کی ایک کوشش دعا بھی ہے، جو اگر قبول ہوگئی تو بندہ کامیاب ہوگیا اور اس کو کوشش کا پھل مل گیا اور اگر قبول نہ ہوئی تو وہ کوشش بھی رائیگاں گئی۔ بلکہ دعا کی ایک مخصوص نوعیت ہے اور وہ یہ کہ وہ حصول مقصد کا وسیلہ ہونے کے علاوہ بذات خود عبادت ہے اور عین عبادت ہے اور اس پہلو سے وہ بندے کا ایک مقدس عمل ہے جس کا پھل اس کو آخرت میں ضرور ملے گا۔

محترم اسلامی بھائیو! جو آیت آپ نے سند کے طور پر تلاوت فرمائی اس سے یہ بات صراحۃً معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا عین عبادت ہے۔ آگے درج ہونے والی دوسری حدیث میں دعا کو عبادت کا مغز اور جوہر فرمایا گیا ہے۔

دعا عبادت کا مغز ہے:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دعا عبادت کا مغز اور جوہر ہے۔ (جامع ترمذی)

تشریح: عبادت کی حقیقت ہے اللہ کے حضور میں خضوع وتذلل اور اپنی بندگی ومحتاجی کا مظاہرہ، اور دعا کا جزو وکل اور اول و آخر اور ظاہر و باطن یہی ہے، اس لئے دعا بلاشبہ عبادت کا مغز اور جوہر ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اللہ کے یہاں کوئی چیز اور کوئی عمل دعا سے زیادہ عزیز نہیں۔ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

تشریح: جب یہ معلوم ہو چکا کہ دعا عبادت کا مغز اور جوہر ہے اور عبادت ہی انسان کی تخلیق کا اصل مقصد ہے تو یہ بات خود بخود متعین ہوگئی کہ انسانوں کے اعمال واحوال میں دعا ہی سب سے زیادہ محترم اور قیمتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت کو کھینچنے کی سب سے زیادہ طاقت اسی میں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے۔ اور اللہ کو سوالوں اور دعاؤں میں سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ بندے اس سے عافیت کی دعا کریں یعنی کوئی دعا اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ محبوب نہیں۔ (جامع ترمذی)

تشریح: عافیت کا مطلب ہے تمام دنیوی و اُخروی اور ظاہری و باطنی آفات اور بلیات سے سلامتی اور تحفظ۔ تو جو شخص اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگتا ہے وہ برملا اس بات کا اعتراف اور اظہار کرتا ہے کہ اللہ کی حفاظت اور کرم کے بغیر وہ زندہ اور سلامت بھی نہیں رہ سکتا اور کسی چھوٹی یا بڑی مصیبت اور تکلیف سے اپنے کو نہیں بچا سکتا۔ پس ایسی دعا اپنی کامل عاجزی و بے بسی اور سراپا محتاجی کا مظاہرہ ہے اور یہی کمالِ عبدیت ہے، اس لئے عافیت کی دعا اللہ تعالیٰ کو سب دعاؤں سے زیادہ محبوب ہے۔ دوسری بات حدیث میں یہ فرمائی گئی ہے کہ جس کے لئے دُعا کا دروازہ کھل گیا یعنی جس کو دعا کی حقیقت نصیب ہوگئی اور اللہ سے مانگنا آ گیا اس کے لئے رحمتِ الٰہی کے دروازے کھل گئے۔

دعا نہ مانگنے والے پر اللہ عزوجل ناراض:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو اللہ

سے نہ مانگے اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ (جامع ترمذی)

تشریح: دنیا میں کوئی نہیں ہے جو سوال نہ کرنے سے ناراض ہوتا ہو، ماں باپ تک کا یہ حال ہوتا ہے کہ اگر بچہ ہر وقت مانگے اور سوال کرے تو وہ بھی چڑھ جاتے ہیں۔ لیکن رسول اللہ ﷺ کی اس حدیث نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ ایسا رحیم و کریم اور بندوں پر اتنا مہربان ہے کہ جو بندہ اس سے نہ مانگے وہ اس سے ناراض ہوتا ہے اور مانگنے پر اسے پیار آتا ہے۔ اوپر حدیث گزر چکی ہے کہ اللہ کی نگاہ میں بندے کا سب سے عزیز اور قیمتی عمل دعا اور سوال ہے۔

لك الحمد يا رب العالمين ويا ارحم الراحمين۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے اس کا فضل مانگو (یعنی دعا کرو کہ وہ فضل و کرم فرمائے) کیونکہ اللہ کو یہ بات محبوب ہے کہ اس کے بندے اس سے دعا کریں اور مانگیں! اور فرمایا کہ: (اللہ تعالیٰ کے کرم سے امید رکھتے ہوئے) اس بات کا انتظار کرنا کہ وہ بلا اور پریشانی اپنے کرم سے دور فرمائے گا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے (کیونکہ اس میں عاجزانہ اور سائلانہ طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہے)۔ (جامع ترمذی)

دعا کی مقبولیت اور فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دعا کار آمد اور نفع مند ہوتی ہے ان حوادث میں بھی جو نازل ہو چکے ہیں اور ان میں بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئے، پس اے خدا کے بندو دعا کا اہتمام کرو۔ (جامع ترمذی)

(اور امام احمد نے مسند میں اس حدیث کو بجائے عبداللہ بن عمر کے معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ جو بلا اور مصیبت ابھی نازل نہیں ہوئی بلکہ اس کا صرف خطرہ اور اندیشہ ہے اس سے حفاظت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے۔ انشاء اللہ نفع مند ہوگی اور جو بلا یا مصیبت نازل ہو چکی ہے اس کے دفعیہ کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے۔ انشاء اللہ وہ بھی نافع ہوگی اور اللہ تعالیٰ اس کو دور فرما کر عافیت نصیب فرمائے گا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:
تمہارے پروردگار میں بدرجۂ غایت حیا اور کرم کی صفت ہے، جب بندہ اس کے آگے مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کو شرم آتی ہے کہ ان کو خالی واپس کرے (کچھ نہ کچھ عطا فرمانے کا فیصلہ ضرور فرماتا ہے)۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ عمل بتاؤں جو تمہارے دشمنوں سے تمہارا بچاؤ کرے اور تمہیں بھرپور روزی دلائے۔ وہ یہ ہے کہ اپنے اللہ سے دعا کیا کرو رات میں اور دن میں، کیونکہ دعا مومن کا خاص ہتھیار یعنی اس کی خاص طاقت ہے۔ (مسند ابویعلیٰ موصلی)

تشریح: دعا دراصل وہی ہے جو دل کی گہرائی سے اور اس یقین کی بنیاد پر ہو کہ زمین و آسمان کے سارے خزانے صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ واختیار میں ہیں اور وہ اپنے در کے سائلوں، مانگنے والوں کو عطا فرماتا ہے، اور مجھے جب ہی ملے گا جب وہ عطا فرمائے گا، اس کے در کے سوا میں کہیں سے نہیں پا سکتا۔ اس یقین اور اپنی سخت محتاجی اور کامل بے بسی کے احساس سے بندے کے دل میں جو خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے جس کو قرآن مجید میں ''اضطرار'' سے تعبیر کیا گیا ہے وہ دعا کی روح ہے، اور یہ واقعہ ہے کہ کوئی بندہ جب اس اندرونی کیفیت کے ساتھ کسی دشمن کے حملہ سے یا کسی دوسری بلا اور آفت سے بچاؤ کے لئے یا وسعتِ رزق یا اس قسم کی کسی دوسری عام وخاص حاجت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو اس کریم کا عام دستور ہے کہ وہ دعا قبول فرماتا ہے، اس لئے بلاشبہ دعا ان بندوں کا بہت بڑا ہتھیار اور میگزین ہے جن کو ایمان و یقین کی دولت اور دعا کی روح وحقیقت نصیب ہو۔

دعا سے متعلق سنتیں اور آداب:

رسول اللہ ﷺ نے دعا کے بارے میں کچھ ہدایات بھی دی ہیں، ضروری ہے کہ دعا کرنے والے بندے ان کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ سے مانگو اور دعا کرو تو اس یقین کے ساتھ کرو کہ وہ ضرور قبول کرے گا اور عطا فرمائے گا، اور

جان لو اور یاد رکھو کہ اللہ اس کی دعا قبول نہیں کرتا جس کا دل (دعا کے وقت) اللہ سے غافل اور بے پرواہ ہو۔ (جامع ترمذی)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ دعا کے وقت دل کو پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور اس کی کریمی پر نگاہ رکھتے ہوئے یقین کے ساتھ قبولیت کی امید رکھنی چاہئے، تذبذب اور بے یقینی کے ساتھ جو دُعا ہوگی وہ بے جان اور روح سے خالی ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ: ''اے اللہ! تو اگر چاہے تو مجھے بخش دے' اور تو چاہے تو مجھ پر رحمت فرما' اور تو چاہے تو مجھے روزی دے''۔ بلکہ اپنی طرف سے عزم اور قطعیت کے ساتھ اللہ کے حضور میں اپنی مانگ رکھے۔ بے شک وہ کرے گا وہی جو چاہے گا۔کوئی ایسا نہیں جو زور ڈال کر اس سے کرا سکے۔ (صحیح بخاری)

تشریح: پیارے اسلامی بھائیو! مطلب یہ ہے کہ عاجزی اور محتاجی اور فقیری اور گدائی کا تقاضا یہی ہے کہ بندہ اپنے رب کریم سے بغیر کسی شک اور تذبذب کے اپنی حاجت مانگے، اس طرح نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو ایسا کر دے، اس میں استغنا کا شائبہ ہے اور یہ مقامِ عبدیت اور دعا کے منافی ہے، نیز ایسی دعا بھی جاندار دعا نہیں ہو سکتی۔ اس لئے بندے کو چاہئے کہ اپنی طرف سے اس طرح عرض کرے کہ میرے مولا! میری یہ حاجت تو پوری کر ہی دے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ کرے گا وہ اپنے ارادہ اور مشیت سے کرے گا، کوئی ایسا نہیں ہے جو زور ڈال کر اس کی مشیت کے خلاف اس سے کچھ کرا لے۔

جو کوئی یہ چاہے کہ پریشانیوں اور تنگیوں کے وقت اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائے' تو اس کو چاہئے کہ عافیت اور خوش حالی کے زمانہ میں دعا زیادہ کیا کرے۔ (جامع ترمذی)

تشریح: یہ تجربہ اور واقعہ ہے کہ جو لوگ صرف پریشانی اور مصیبت کے وقت ہی خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اسی وقت ان کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھتے ہیں، ان کا رابطہ اللہ کے ساتھ بہت ضعیف ہوتا ہے' اور خدا کی رحمت پر ان کو وہ اعتماد نہیں ہوتا جس سے دعا میں روح اور جان پیدا ہوتی ہے۔ اس کے برعکس جو بندے ہر حال میں اللہ سے مانگنے کے

عادی ہوتے ہیں‘ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا رابطہ قوی ہوتا ہے اور اللہ کے کرم اور اس کی رحمت پر ان کو بہت زیادہ اعتماد اور بھروسہ ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی دعا قدرتی طور پر جاندار ہوتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس حدیث میں یہی ہدایت دی ہے کہ بندوں کو چاہئے کہ عافیت اور خوش حالی کے دنوں میں بھی وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ سے زیادہ دعا کیا کریں اور مانگا کریں، اس سے ان کو وہ مقام حاصل ہوگا کہ پریشانیوں اور تنگیوں کے پیش آنے پر جب وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے تو ان کی دعا خاص طور سے قبول ہوگی۔

دعا میں جلدی کی ممانعت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دعا بندے کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں معروضہ کی پیشی ہے‘ اور وہ مالک کل اور قادرِ مطلق ہے‘ چاہے تو اسی لمحہ دعا کرنے والے بندے کو وہ عطا فرمادے جو وہ مانگ رہا ہے‘ لیکن اس کی حکمت کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ وہ ظلوم وجہول بندے کی خواہش کی ایسی پابندی کرے۔ بلکہ بسا اوقات خود اس بندے کی مصلحت اسی میں ہوتی ہے کہ اس کی مانگ جلد پوری نہ ہو۔ لیکن انسان کے خمیر میں جو جلد بازی ہے اس کی وجہ سے وہ چاہتا ہے کہ جو میں مانگ رہا ہوں وہ مجھے فوراً مل جائے‘ اور جب ایسا نہیں ہوتا تو وہ مایوس ہوکر دُعا کرنا بھی چھوڑ دیتا ہے۔ یہ انسان کی وہ غلطی ہے جس کی وجہ سے وہ قبولیت دعا کا مستحق نہیں رہتا‘ اور گویا اس کی یہ جلد بازی ہی اس کی محرومی کا باعث بن جاتی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: تمہاری دعائیں اس وقت تک قابل قبول ہوتی ہیں جب تک کہ جلد بازی سے کام نہ لیا جائے۔ (جلد بازی یہ ہے) کہ بندہ کہنے لگے کہ میں نے دُعا کی تھی مگر وہ قبول ہی نہیں ہوئی۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ بندہ اس جلد بازی اور مایوسی کی وجہ سے قبولیت کا استحقاق کھو دیتا ہے، اس لئے چاہئے کہ بندہ ہمیشہ اس کے در کا فقیر بنا رہے اور مانگتا رہے، یقین کرے کہ ارحم الراحمین کی رحمت دیر سویر ضرور اس کی طرف متوجہ ہوگی۔ کبھی کبھی بہت سے بندوں کی دعا جو وہ بڑے، اخلاص واضطرار سے کرتے ہیں اس لئے بھی جلد قبول نہیں کی جاتی

ہے۔اس دعا کا تسلسل ان کے لئے ترقی اور تقرب الی اللہ کا خاص ذریعہ ہوتا ہے۔اگر ان کی منشا کے مطابق ان کی دعا جلدی قبول کر لی جائے تو اس عظیم نعمت سے وہ محروم رہ جائیں۔

حرام کھانے اور پہننے والے کی دعا قبول نہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگو اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ صرف پاک ہی کو قبول کرتا ہے اور اس نے اس بارے میں جو حکم اپنے پیغمبروں کو دیا ہے وہی اپنے سب مومن بندوں کو دیا ہے۔پیغمبروں کے لئے اس کا ارشاد ہے: ''اے رسولو! تم کھاؤ پاک اور حلال غذا' اور عمل کرو صالح' میں خوب جانتا ہوں تمہارے اعمال''۔اور اہل ایمان کو مخاطب کر کے اس نے فرمایا ہے کہ: اے ایمان والو! تم ہمارے رزق میں سے حلال اور طیب کھاؤ (اور حرام سے بچو)''۔اس کے بعد حضور ﷺ نے ذکر فرمایا ایک ایسے آدمی کا' جو طویل سفر کر کے (کسی مقدس مقام پہ) ایسی حالت میں جاتا ہے کہ اس کے بال پراگندہ ہیں اور جسم اور کپڑوں پر گرد و غبار ہے' اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کے دعا کرتا ہے: ''اے میرے رب! اے میرے پروردگار!! اور حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس بھی حرام ہے' اور حرام غذا سے اس کا نشو و نما ہوا ہے' تو اس آدمی کی دعا کیسے قبول ہوگی۔(صحیح مسلم)

تشریح: آج بہت سے دعا کرنے والوں کے دلوں میں یہ سوال اٹھتا ہے کہ جب دعا اور اس کی قبولیت برحق ہے اور دعا کرنے والوں کے لئے اللہ کا وعدہ ہے: ''اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ'' (تم دعا کرو میں قبول کروں گا) تو پھر ہماری دعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟

اس حدیث میں اس کا پورا جواب ہے، آج دعا کرنے والوں میں کتنے ہیں جن کو اطمینان ہے کہ وہ جو کھا رہے ہیں جو پی رہے ہیں جو پہن رہے ہیں وہ سب حلال اور طیب ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

وہ دعائیں جن کی ممانعت ہے:

پیارے اور محترم اسلامی بھائیو! انسان بے صبرا اور جلد گھبرا جانے والا ہے' اور اس کا

علم بھی بہت محدود اور ناقص ہے۔ اس لئے بعض اوقات وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی دعائیں بھی کرنے لگتا ہے جو اگر قبول ہو جائیں تو اس میں خود اسی کا خسارہ ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے ایسی دعاؤں سے منع فرمایا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم کبھی اپنے حق میں یا اپنی اولاد اور مال و جائیداد کے حق میں بد دعا نہ کرو، مبادا وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہو اور تمہاری وہ دعا اللہ تعالیٰ قبول فرمالے (جس کے نتیجہ میں خود تم پر یا تمہاری اولاد یا مال و جائیداد پر کوئی آفت آجائے)۔ (صحیح مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کوئی اپنی موت کی تمنا نہ کرے، نہ جلدی موت آنے کے لئے اللہ سے دعا کرے، کیونکہ جب موت آجائے گی تو عمل کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا (اور اللہ کی رضا و رحمت حاصل کرنے والا کوئی عمل بندہ نہیں کر سکے گا، جو عمل بھی کیا جا سکتا ہے جیتے جی ہی کیا جا سکتا ہے) اور بندۂ مومن کی عمر تو اس کے لئے خیر ہی میں اضافہ اور ترقی کا وسیلہ ہے (اس لئے موت کی تمنا اور دعا کرنا بڑی غلطی ہے)۔ (صحیح مسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: تم لوگ موت کی دعا اور تمنا نہ کرو، اگر کوئی آدمی ایسی دعا کے لئے مضطر ہی ہو (اور کسی وجہ سے زندگی اس کے لئے دوبھر ہو) تو اللہ کے حضور میں یوں عرض کرے: "اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ" اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو دنیا سے مجھے اٹھا لے۔ (سنن نسائی)

تشریح: ان حدیثوں میں دراصل موت کی اس دعا اور تمنا سے ممانعت فرمائی گئی ہے جو کسی تکلیف اور پریشانی سے تنگ آکر زبان پر آجاتی ہے۔ بعض حدیثوں کے الفاظ میں اس کی صراحت بھی ہے۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں: "لایتمنین احدکم الموت لضر نزل به"۔ الحدیث (تم میں سے کوئی کسی پیش آنے والی تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے)۔

اس صورت میں موت کی تمنا اور دعا سے ممانعت کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ صبر کی صفت کے خلاف ہے' اور دوسری اس سے بھی اہم وجہ یہ ہے کہ آدمی جب تک زندہ ہے اس کے لئے توبہ واستغفار کے ذریعہ اپنے کو پاک صاف کرنے کا اور حسنات وطاعات کے ذریعہ اپنے ذخیرۂ آخرت میں اضافہ اور اللہ تعالیٰ کا مزید تقرب حاصل کرنے کا راستہ کھلا ہوا ہے۔ پس موت کی دعا اس کھلے دروازے کو بند کرنے کی دعا ہے' اور ظاہر ہے کہ اس میں بندہ کے لئے خسارہ ہی خسارہ ہے۔ البتہ اللہ کے خاص مقرب بندے جب ان کا وقت موعود قریب آتا ہے تو لقاء الٰہی کے غلبۂ شوق کی وجہ سے کبھی کبھی ان سے موت کی تمنا اور دعا کا ظہور بھی ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا:

''فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝''

''اے زمین وآسمان کے پیدا کرنے والے تو ہی میرا مولا ہے دنیا اور آخرت میں مجھے اٹھا لے اس حالت میں کہ تیرا فرمانبردار بندہ ہوں' اور مجھے ساتھ کر دے اپنے اچھے نیک بندوں کے''۔

اور آخری وقت میں رسول اللہ ﷺ کی دعا: ''اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی'' (اے اللہ! میں رفیق اعلیٰ کا طالب وسائل ہوں) اسی قبیل سے ہیں۔

آداب دعا:

(دوسرے سے پہلے اپنے لئے دُعا)

محترم اسلامی بھائیو! دعا کا ایک ادب یہ ہے کہ جب کسی دوسرے کیلئے دُعا کرنی ہو تو پہلے اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے مانگے اس کے بعد دوسرے کے لئے۔ اگر صرف دوسرے کے لئے مانگے گا تو اسکی حیثیت محتاج سائل کی نہ ہوگی، بلکہ صرف ''سفارشی'' کی سی ہوگی' اور یہ بات دربار الٰہی کے کسی منگتا کے لئے مناسب نہیں ہے، اس لئے رسول اللہ ﷺ کا بھی یہی دستور تھا کہ جب آپ ﷺ کسی دوسرے کے لئے دعا فرمانا چاہتے تو پہلے اپنے لئے مانگتے۔ عبدیت کاملہ کا تقاضہ یہی تھا۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب کسی کو یاد فرماتے اور اس کے لئے دُعا کرنا چاہتے تو پہلے اپنے لئے مانگتے' پھر اس شخص کے لئے دعا فرماتے۔ (جامع ترندی)

ہاتھ اٹھا کے دُعا کرنا سنت ہے:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ سے اس طرح ہاتھ اٹھا کے مانگا کرو کہ ہتھیلیوں کا رُخ سامنے ہو، ہاتھ الٹے کر کے نہ مانگا کرو' اور جب دُعا کر چکو تو اٹھے ہوئے ہاتھ چہرے پر پھیر لو۔ (سنن ابی داؤد)

تشریح: دوسری بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب آنے والی اور نازل ہونے والی کسی بلا کو رکوانے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تو ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف ہوتی تھی' اور جب دنیا یا آخرت کی کوئی خیر اور بھلائی مانگتے تھے تو سیدھے ہاتھ پھیلا کے مانگتے تھے جس طرح کسی سائل اور منگتا کو ہاتھ پسار کے اور پھیلا کے مانگنا چاہئے۔ اس کی روشنی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا مطلب یہی ہے کہ جب اللہ سے اپنی کوئی حاجت مانگی جائے تو اس کے سامنے فقیروں کی طرح ہاتھ سیدھے پھیلا کے مانگی جائے' اور آخر میں وہ پھیلے ہوئے ہاتھ منہ پر پھیر لئے جائیں اس تصور کے ساتھ کہ یہ پھیلے ہوئے ہاتھ خالی نہیں رہے ہیں، رب کریم کی رحمت و برکت کا کوئی حصہ ان کو ضرور ملا ہے۔

سائب بن یزید تابعی اپنے والد یزید بن سعید بن ثمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا دستور تھا کہ جب آپ ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگتے تو آخر میں اپنے ہاتھ چہرۂ مبارک پر پھیر لیتے تھے۔ (سنن ابی داؤد، دعوات کبیر للبیہقی)

تشریح: دعا میں ہاتھ اٹھانا اور آخر میں ہاتھ منہ پر پھیرنا رسول اللہ ﷺ سے قریب قریب بتواتر ثابت ہے۔ جن لوگوں نے اس سے انکار کیا ہے ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے صرف غلط فہمی ہوئی ہے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ''شرح مہذب'' میں قریباً تیس ۳۰ حدیثیں اس کے متعلق یکجا کر دی ہیں' اور تفصیل سے ان حضرات

کی غلط فہمی کی حقیقت واضح کی ہے۔

دعا سے قبل درود کی فضیلت:

فضالہ بن عبید راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو سنا اس نے نماز میں دعا کی، جس میں نہ اللہ کی حمد کی نہ نبی ﷺ پر درود بھیجا تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ: اس آدمی نے دعا میں جلد بازی کی۔ پھر آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور اس سے یا اس کی موجودگی میں دوسرے آدمی کو مخاطب کر کے آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو (دعا کرنے سے پہلے) اس کو چاہئے کہ اللہ کی حمد و ثنا کرے، پھر اس کے رسول ﷺ پر درود بھیجے اس کے بعد جو چاہے اللہ سے مانگے۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی)

دعا کے آخر میں آمین کہنے کی فضیلت:

ابو زہیر نمیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ باہر نکلے۔ ہمارا گزر اللہ کے ایک بندے پر ہوا جو بڑے الحاح سے اللہ سے مانگ رہا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو کر اس کی دعا اور اللہ کے حضور میں اس کا مانگنا، گڑگڑانا سننے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ: اگر اس نے دعا کا خاتمہ صحیح کیا اور مُہر ٹھیک لگائی تو جو اس نے مانگا ہے اس کا اس نے فیصلہ کرا لیا۔ ہم میں سے ایک نے پوچھا کہ: حضور ﷺ صحیح خاتمہ کا اور مُہر ٹھیک لگانے کا طریقہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: آخر میں آمین کہہ کے دعا ختم کرے (تو اگر اس نے ایسا کیا تو بس اللہ سے طے کرا لیا)۔ (رواہ ابوداؤد)

تشریح: ختم کے معنی ختم کرنے کے بھی ہیں اور مُہر لگانے کے بھی ہیں، بلکہ یہ دونوں دراصل ایک ہی حقیقت کی دو تعبیریں ہیں۔ اس لئے ترجمہ میں دونوں ہی لفظوں کو استعمال کیا گیا ہے۔ حدیث کا اصل سبق یہ ہے کہ ہر دُعا کے خاتمہ پر بندے کو آمین کہنا چاہئے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! میری یہ دعا قبول فرما! اسی پر ہر دُعا کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ اس کی حکمت پہلے ہی لکھی جا چکی ہے۔

اپنے سے چھوٹے سے دعا کروانا:

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان فرماتے ہیں کہ: ایک دفعہ میں نے عمرہ کرنے کے لئے مکہ معظّمہ جانے کی رسول اللہ ﷺ سے اجازت چاہی، تو آپ ﷺ نے مجھے اجازت عطا فرمادی، اور ارشاد فرمایا: بَھیّا! ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شامل کرنا اور ہم کو بھول نہ جانا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: آپ ﷺ نے مجھے مخاطب کر کے یہ بَھیّا کا جو کلمہ کہا، اگر مجھے اس کے عوض ساری دنیا دے دی جائے تو میں راضی نہ ہوں گا۔ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی)

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دعا ایسی چیز ہے جس کی استدعا بڑوں کو بھی اپنے چھوٹوں سے کرنی چاہئے۔ بالخصوص اس وقت جبکہ وہ کسی ایسے مقبول عمل کے لئے یا ایسے مقدس مقام کو جارہا ہو جہاں قبولیت کی خاص امید ہو۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو "اُخَیَّ" کے لفظ سے خطاب فرمایا جو "اَخِیْ" کی تصغیر ہے اور جس کا لفظی ترجمہ "بَھیّا" ہے۔ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جتنی خوشی ہوئی (جس کا انہوں نے اظہار بھی فرمایا ہے) وہ بالکل برحق ہے۔ اسی کے ساتھ اس حدیث سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقام کی رفعت اور بارگاہِ الٰہی میں ان کی مقبولیت کی جو شہادت ملتی ہے وہ بجائے خود بہت بڑی سند ہے۔

وہ دعائیں جو خصوصیت سے قبول ہوتی ہیں:

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کی اپنے بھائی کے لئے غائبانہ دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کے پاس ایک فرشتہ ہے جس کی یہ ڈیوٹی ہے کہ جب وہ اپنے کسی بھائی کے لئے (غائبانہ) کوئی اچھی دُعا کرے تو وہ فرشتہ کہتا ہے کہ: تیری یہ دعا اللہ قبول کرے، اور تیرے لئے بھی اسی طرح کا خیر عطا فرمائے۔ (صحیح مسلم)

تشریح: غائبانہ دُعا کی جس خصوصی قبولیت اور برکت کا اس حدیث میں ذکر ہے اس کی خاص وجہ بظاہر یہ ہے کہ ایسی دُعا میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین دعائیں ہیں جو خاص طور سے قبول ہوتی ہیں، ان کی قبولیت میں شک ہی نہیں ہے: ایک اولاد کے حق میں ماں باپ کی دعا، دوسرے مسافر اور پردیسی کی دعا، تیسرے مظلوم کی دعا۔

(جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ)

تشریح: ان دعاؤں کی مقبولیت کا خاص راز بھی یہی ہے کہ یہ دعائیں اخلاص سے اور دل سے ہوتی ہیں۔ اولاد کے لئے ماں باپ کا خلوص تو ظاہر ہے۔ اسی طرح بیچارے پردیسی اور مظلوم کا دل شکستہ ہوتا ہے اور دل کی شکستگی میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کھینچنے کی خاص طاقت ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پانچ آدمیوں کی دعائیں خاص طور پر قبول ہوتی ہیں، مظلوم کی دعا جب تک وہ بدلہ نہ لے لے اور حج کرنے والے کی دعا جب تک وہ لوٹ کے اپنے گھر واپس نہ آئے اور راہ خدا میں جہاد کرنے والے کی دعا جب تک وہ شہید ہو کے دنیا سے لاپتہ نہ ہو جائے اور بیمار کی دعا جب تک وہ شفایاب نہ ہو اور ایک بھائی کی دوسرے بھائی کے لئے غائبانہ دعا۔ یہ سب بیان فرمانے کے بعد آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اور ان دعاؤں میں سب سے جلدی قبول ہونے والی دُعا کسی بھائی کے لئے غائبانہ دعا ہے۔ (دعوات کبیر للبیہقی)

تشریح: دعا اگر حقیقتاً دعا ہو اور خود دعا کرنے والے کی ذات اور اس کے اعمال میں کوئی ایسی چیز نہ ہو جو قبولیت میں مانع ہوتی ہے تو دعا عموماً قبول ہی ہوتی ہے لیکن بندۂ مومن کے بعض خاص احوال یا اعمال ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے رحمت الٰہی خصوصیت سے متوجہ ہوتی ہے اور دعا کی قبولیت کا خصوصی استحقاق پیدا ہو جاتا ہے۔ اس حدیث میں جن پانچ آدمیوں کی دعاؤں کا ذکر ہے ان میں سے مظلوم کی دعا اور غائبانہ دعا کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور حج اور جہاد ایسے اعمال ہیں کہ جب تک بندہ ان میں مشغول ہو وہ گویا اللہ کی بارگاہ

میں ہے اوراس سے قریب تر ہے۔اسی طرح مرد مومن کی بیماری گناہوں سے اس کی تطہیر کا ذریعہ اور قرب الٰہی کی راہ میں اس کی غیر معمولی ترقی کا وسیلہ ہوتی ہے اور بیماری کے بستر پر وہ ولایت کی منزلیں طے کرتا ہے اس لئے اس کی دعا بھی خاص طور پر قبول ہوتی ہے۔

قبولیت دعا کے خاص احوال واوقات:

پیارے اسلامی بھائیو! دعا کی قبولیت میں بنیادی دخل تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دُعا کرنے والے کے تعلق اوراس اندرونی کیفیت کو ہوتا ہے جس کو قرآن مجید میں ''اضطرار'' اور ابتہال'' سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔اس کے علاوہ کچھ خاص احوال اور اوقات بھی ایسے ہوتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت کی خاص طور سے امید کی جاتی ہے۔مندرجہ ذیل حدیثوں میں رسول اللہ ﷺ نے ان احوال واوقات کی خاص طور سے نشاندہی فرمائی ہے۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو بندہ فرض نماز پڑھے (اوراس کے بعد دل سے دعا کرے) تو اس کی دعا قبول ہوگی، اسی طرح جو آدمی قرآن مجید ختم کرے (اور دعا کرے) تو اس کی دعا بھی قبول ہوگی۔

(معجم کبیر للطبرانی)

تشریح: نماز اور خاص کر فرض نماز میں اور قرآن پاک کی تلاوت کے وقت بندہ اللہ تعالیٰ سے قریب تر اوراس سے ہمکلام ہوتا ہے، بشرطیکہ نماز اور تلاوت کی صرف صورت نہ ہو، بلکہ حقیقت ہو۔گویا یہ دونوں عمل بندۂ مومن کی معراج ہیں۔پس ان دونوں کے ختم پر بندہ اللہ تعالیٰ سے جو دعا کرے وہ اس کی مستحق ہے کہ رحمت الٰہی خود آگے بڑھ کے اس کا استقبال کرے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: اذان اور اقامت کے درمیان دُعا رَد نہیں ہوتی قبول ہی ہوتی ہے۔ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چار موقعہ ہیں جن میں دعا خصوصیت سے قبول ہوتی ہے: ۱، راہ خدا میں جنگ کے وقت، اور ۲، جس

وقت آسمان سے بارش ہو رہی ہو (اور رحمت کا سماں ہو)' اور ۳، نماز کے وقت اور ۴، جب کعبۃ اللہ نظر کے سامنے ہو۔ (معجم کبیر طبرانی)

حضرت ربیعہ بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تین موقع ایسے ہیں کہ ان میں دعا کی جائے تو وہ رد نہیں ہوگی (بلکہ لازماً قبول ہی ہوگی) ایک یہ کہ کوئی آدمی ایسے جنگل بیابان میں ہو جہاں خدا کے سوا کوئی اسے دیکھنے والا نہ ہو وہاں وہ خدا کے حضور میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے (اور پھر دعا کرے)' دوسرے یہ کہ کوئی شخص میدانِ جہاد میں (دشمن کی فوج کے سامنے) ہو، اس کے ساتھی میدان چھوڑ کر بھاگ گئے ہوں، مگر وہ (دشمنوں کے نرغہ میں) ثابت قدم رہا ہو (اور اس حال میں دعا کرے)۔ تیسرے وہ آدمی جو رات کے آخری حصہ میں (بستر چھوڑ کے) اللہ کے حضور میں کھڑا ہو (اور پھر دعا کرے) تو ان بندوں کی یہ دعائیں ضرور قبول ہوں گی۔ (مسند ابن مندہ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' بیان فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی ہے کہ: رات میں ایک خاص وقت ہے جو مومن بندہ اس وقت میں اللہ تعالیٰ سے دنیا یا آخرت کی کوئی خیر اور بھلائی مانگے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا فرمادے گا۔ اور اس میں کسی خاص رات کی خصوصیت نہیں بلکہ اللہ کا یہ کرم ہر رات میں ہوتا ہے۔

(صحیح مسلم)

تشریح: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث (معارف الحدیث کی جلد سوم میں) تہجد کے بیان میں صحیحین کے حوالہ سے ذکر کی جا چکی ہے جس میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ: جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سماء دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں اور خود ان کی طرف سے پکار ہوتی ہے کہ کوئی ہے مانگنے والا کہ میں اس کو عطا کروں، کوئی ہے بخشش چاہنے والا کہ میں اس کی بخشش کا فیصلہ کروں، کوئی ہے مجھ سے دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں۔ اس حدیث کی روشنی میں یہ متعین ہو جاتا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث میں ہر رات میں قبولیت دعا کے جس خاص وقت کا ذکر کیا گیا ہے وہ رات کا آخری حصہ ہے۔ واللہ اعلم۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مندرجہ بالا حدیثوں سے دعا کی قبولیت کے جو خاص احوال و اوقات معلوم ہوئے ہیں، وہ یہ ہیں:

فرض نمازوں کے بعد ختم قرآن کے بعد، اذان اور اقامت کے درمیان، میدان جہاد میں جنگ کے وقت، بارانِ رحمت کے نزول کے وقت، جس وقت کعبۃ اللہ آنکھوں کے سامنے ہو، ایسے جنگل بیابان میں نماز پڑھ کے جہاں خدا کے سوا کوئی دیکھنے والا نہ ہو، میدانِ جہاد میں جب کمزور ساتھیوں نے بھی ساتھ چھوڑ دیا ہو، اور رات کے آخری حصے میں۔

وہ حدیثیں اپنے موقع پر پہلے ذکر کی جا چکی ہیں جن میں شب قدر میں اور عرفہ کے دن میدان عرفات میں اور جمعہ کی خاص ساعت میں اور روزہ کے افطار کے وقت، اور سفر حج اور سفر جہاد میں اور بیماری اور مسافری کی حالت میں دعاؤں کی قبولیت کی خاص توقع دلائی گئی ہے۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

لیکن یہ بات برابر ملحوظ رہنی چاہئے کہ دعا کا مطلب، دعا کے الفاظ اور صرف اسکی صورت نہیں ہے، بلکہ اس کی وہ حقیقت ہے جو پہلے ذکر کی جا چکی ہے، پودا اسی دانے سے اگتا ہے جس میں مغز ہو۔ اسی طرح آگے درج ہونے والی احادیث سے دعا کی قبولیت کا مطلب بھی سمجھ لینا چاہئے۔

دعا قبول ہونے کا مطلب اور کیفیات:

محترم اسلامی بھائیو! بہت سے لوگ ناواقفیت سے قبولیت دعا کا مطلب صرف یہ سمجھتے ہیں کہ بندہ اللہ سے جو کچھ مانگے وہ اس کو مل جائے، اور اگر وہ نہیں ملتا تو سمجھتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ بندے کا علم بے حد ناقص ہے، بلکہ اپنی خلقت کے لحاظ سے وہ ظلوم وجہول ہے۔ بہت سے بندے ہیں جن کے لئے دولتمندی نعمت ہے، اور بہت سے ہیں جن کے لئے دولت فتنہ ہے۔ بہت سے بندے ہیں جن کے لئے حکومت اور اقتدار قربِ خداوندی کا وسیلہ ہے۔ اور حجاج اور ابن زیاد کی طرح بہت سے ہیں جن کے لئے حکومتی اقتدار خدا سے دوری اور اس کے غضب کا سبب بن جاتا ہے۔ بندہ

نہیں جانتا کہ کیا چیز میرے لئے بہتر ہے اور کیا میرے لئے فتنہ اور زہر ہے' اس لئے بسا اوقات وہ ایسی چیز اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے جو اس کے لئے بہتر نہیں ہوتی، یا اس کا عطا کرنا حکمتِ الٰہی کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ جو حکیم و دانا ہے، یہ بات اس کے علم و حکمت کے خلاف ہے کہ ہر بندہ جو مانگے وہ اس کو ضرور عطا فرمادے۔ دوسری طرف اس کی کریمی کا یہ تقاضا ہے کہ جب اس کا بندہ ایک محتاج اور مسکین کی طرح اس کے حضور میں ہاتھ پھیلائے اور دُعا کرے تو وہ اس کو خالی ہاتھ نہ لوٹائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ وہ دعا کرنے والے بندے کو محروم نہیں لوٹاتا، کبھی تو اس کو وہی عطا فرمادیتا ہے جو دُعا میں اس نے مانگا اور کبھی اس کی دُعا کے عوض آخرت کی بیش بہا نعمتوں کا فیصلہ فرمادیتا ہے اور اس طرح اس کی یہ دعا اس کے لئے ذخیرۂ آخرت بن جاتی ہے' اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس دنیا میں اسباب و مسببات کا جو سلسلہ ہی اس کے حساب سے اس دعا کرنے والے بندے پر کوئی آفت اور مصیبت نازل ہونے والی ہوتی ہے' تو اللہ تعالیٰ اس کی اس دعا کے نتیجے میں اس آنے والی بلا اور مصیبت کو روک دیتا ہے۔ بہر حال دعا کے قبول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دعا رائیگاں نہیں جاتی' اور دعا کرنے والا محروم نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم و حکمت کے مطابق مذکورہ بالا صورتوں میں سے کسی نہ کسی طرح اس کو ضرور نوازتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے بڑی وضاحت کے ساتھ اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو مومن بندہ کوئی دعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور نہ قطع رحمی ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز ضرور عطا ہوتی ہے: یا تو جو اس نے مانگا ہے وہی اس کو ہاتھ کے ہاتھ عطا فرمادیا جاتا ہے' یا اس کی دعا کو آخرت میں اس کا ذخیرہ بنادیا جاتا ہے' یا آنے والی کوئی مصیبت اور تکلیف اس دعا کے حساب میں روک دی جاتی ہے۔
صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جب بات یہ ہے (کہ ہر دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور اس کے حساب میں کچھ نہ کچھ ضرور ملتا ہے) تو ہم بہت زیادہ دعائیں کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔ (رواہ احمد)

تشریح: مطلب یہ ہے کہ اللہ کا خزانہ لا انتہاء اور غیر فانی ہے۔ اگر سارے بندے ہر وقت اس سے مانگیں اور وہ ہر ایک کے لئے عطا فرمانے کا فیصلہ کرے تو اس کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔ مستدرک حاکم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ: اللہ تعالیٰ جب اس بندے کو جس نے دنیا میں بہت سی ایسی دعائیں کی ہوں گی جو بظاہر دنیا میں قبول نہیں ہوئی ہوں گی ان دعاؤں کے حساب میں جمع شدہ ذخیرہ آخرت میں عطا فرمائیں گے تو بندے کی زبان سے نکلے گا:

يَا لَيْتَهٗ لَمْ يُعَجَّلْ لَهٗ شَيْءٌ مِّنْ دُعَائِهٖ۔

اے کاش! میری کوئی بھی دعا دنیا میں قبول نہ ہوئی ہوتی' اور ہر دعا کا پھل مجھے یہیں ملتا۔

(کنز العمال ۷۵ جلد ۲)

سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

پیارے اور میٹھے اسلامی بھائیو! دعا سے متعلق جو حدیثیں یہاں تک مذکور ہوئیں، ان میں یا تو دعا کی ترغیب اور اس کی عظمت و برکات کا بیان تھا یا دعا کے آداب اور اس سے متعلق ہدایات اور موجباتِ قبولیت بیان فرمائے گئے تھے۔ یہ سب مضامین گویا تمہیدی تھے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ اصل دعائیں اور سوز و گداز سے بھری ہوئی بارگاہِ خداوندی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مناجاتیں پڑھیے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامِ معرفت اور قلبی کیفیات و واردات کو ممکن حد تک جاننے کا بہترین وسیلہ اور امت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عظیم ترین ورثہ ہیں، اور جن کو پورے ذخیرۂ حدیث کا بجاطور پر گل سرسبد کہا جا سکتا ہے۔

پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف اوقات میں پڑھی جانے والی پیاری دعائیں

1-سوتے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی ۔

ترجمہ: اے اللہ عزوجل میں تیرے نام پر مرتا ہوں اور جیتا ہوں۔

(بخاری شریف جلد 3 صفحہ 489)

2-نیند سے بیدار ہونے کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ ۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے جس نے ہمیں موت (نیند) کے بعد حیات (بیداری) عطا فرمائی اور ہمیں اس کی طرف لوٹنا ہے۔

(بخاری شریف جلد 3 صفحہ 489)

3- بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے کی دعا

بِسْمِ اللهِ ترجمہ: اللہ عزوجل کے نام سے شروع کرتا ہوں۔ (مشکوۃ شریف صفحہ 42)

4- بیت الخلاء سے باہر آنے کے بعد کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ

ترجمہ: اللہ عزوجل کا شکر ہے جس نے مجھ سے اذیت دور کی اور مجھے عافیت دی۔

(مشکوۃ شریف صفحہ 44)

5- گھر میں داخل ہوتے وقت کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللهِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا ۔

ترجمہ: اے اللہ عزوجل میں تجھ سے اندر آنے اور باہر جانے کی بھلائی طلب کرتا ہوں۔ اللہ عزوجل کے نام سے ہم اندر آئے اور اللہ عزوجل کے نام سے باہر نکلے اور اللہ عزوجل پر جو ہمارا رب ہے بھروسہ کیا۔ (مشکوۃ شریف صفحہ 215)

6- گھر سے نکلتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللهِ تَوَكَّلْتُ عَلَی اللهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ ۔

ترجمہ: اللہ کے نام سے (گھر سے نکلتا ہوں) میں نے اللہ عزوجل پر بھروسہ کیا۔ اللہ عزوجل کے بغیر نہ طاقت گناہوں سے بچنے کی اور نہ قوت نیکیاں کرنے کی۔

(مشکوۃ شریف صفحہ 215)

7- مومن سے مومن کی ملاقات کے وقت کی دعا

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ

ترجمہ: تم پر سلامتی ہو۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ 398)

8-مصافحہ کرتے وقت کی دعا

یَغْفِرُ اللہُ لَنَا وَلَکُمْ ۔

ترجمہ: اللہ عزوجل ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ 401)

9-کسی مسلمان کو ہنستا دیکھ کر پڑھنے کی دعا

اَضْحَکَ اللہُ سِنَّکَ ۔

ترجمہ: اللہ عزوجل تجھے ہنستا رکھے۔ (بخاری شریف صفحہ 899)

10-مغفرت کی دعا دینے پر اس کے لیے دعا

وَغَفَرَ اللہُ لَکَ

ترجمہ: اللہ عزوجل تیری مغفرت فرمائے۔ (حصن حصین صفحہ 106)

11-محسن کا شکریہ ادا کرنے کی دعا

جَزَاکَ اللہُ خَیْرًا ۔

ترجمہ: اللہ عزوجل تجھے (احسان کرنے کی) جزا دے۔ (حصن حصین صفحہ 106)

12-ہدیہ لیتے وقت کی دعا

بَارَکَ اللہُ فِیْ اَھْلِکَ وَمَالِکَ ۔

ترجمہ: اللہ عزوجل تیرے اہل و مال میں برکت عطا فرمائے۔ (حصن حصین صفحہ 106)

13-ادائے قرض کی دعا

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ ۔

ترجمہ: اے اللہ عزوجل مجھے کفایت دے۔ (مشکوٰۃ صفحہ 216)

14-ادائے قرض پر قرض خواہ کی دعا

اَوْفَیْتَنِیْ اَوْفَی اللہُ بِکَ ۔

ترجمہ: اللہ عزوجل تجھے پورا ثواب عطا فرمائے۔ (حصن حصین صفحہ 106)

15-غصہ آنے کے وقت کی دعا

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

ترجمہ: میں شیطان مردود سے اللہ عزوجل کی پناہ چاہتا ہوں۔
(ترمذی جلد 2 صفحہ 601)

16-تھکن کے وقت کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ (مشکوٰۃ شریف جلد 209)

17-چھینک آنے پر دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ 405)

18-چھینک آنے پر الحمد للہ کہنے والے کے لیے دعا

یَرْحَمُکَ اللّٰہُ

ترجمہ: اللہ عزوجل تجھ پر رحم فرمائے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ 405)

19-چھینک آنے پر کوئی جواب دینے والا ہو تو اس وقت کی دعا

یَغْفِرُ اللّٰہُ لِیْ وَلَکُمْ۔

ترجمہ: اللہ میری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ 394)

20-چھینک کا جواب دینے والا اگر کافر ہو تو اس وقت کی دعا

یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ

ترجمہ: اللہ عزوجل تمہیں ہدایت دے اور تمہارا حال درست کرے۔
(مشکوٰۃ شریف صفحہ 406)

21-جماہی کے وقت کی دعا

لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

ترجمہ: نہیں طاقت (گناہوں سے بچنے کی) اور نہیں طاقت (نیکیاں کرنے کی)۔ مگر اللہ عزوجل کی مدد سے جو بلند و بالا عظمت والا ہے۔

(بخاری شریف جلد 2 صفحہ 919)

22-کوئی بھی نیا کام شروع کرتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرِهَا وَمُرْسٰهَا ط اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔

ترجمہ کنز الایمان: اللہ کے نام پر اس کا چلنا اور اس کا ٹھہرنا بے شک میرا رب ضرور بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۃ ہود آیت نمبر 41)

23-علم میں اضافے کی دعا

رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا ۔

ترجمہ: اے میرے رب مجھے علم زیادہ دے۔ (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر 114)

24-جب بھی چاند پر نظر پڑے اس وقت کی دعا

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا الْغَاسِقِ ۔

ترجمہ: میں اللہ عزوجل کی پناہ طلب کرتا ہوں۔ اس تاریک ہوجانے والے کی برائی سے۔ (مشکوۃ شریف صفحہ 217)

25-آئینہ دیکھتے وقت کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ ۔

ترجمہ: یا اللہ عزوجل تو نے میری صورت اچھی بنائی تو میری سیرت (اخلاق) بھی اچھی کردے۔ (حصن حصین صفحہ 104)

26-ستاروں کو دیکھتے وقت کی دعا

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۔

ترجمہ: اے ہمارے رب تو نے اس کو بے کار نہ بنایا پاکی تیرے لیے پس ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر 191)

27-مرغ کی بانگ سن کر پڑھنے کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ ۔

ترجمہ: یااللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔(مشکوۃ شریف صفحہ 213)

28-گدھے کی رینکنے (آواز) پر پڑھنے کی دعا

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۔(مشکوۃ شریف صفحہ 373)

ترجمہ: میں اللہ عزوجل کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے۔

29-طلب بارش کی دعا

اَللّٰھُمَّ اَسْقِنَا 2 مرتبہ اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا 3 مرتبہ۔

ترجمہ: یاالٰہی ہمیں پانی دے یاالٰہی ہمیں بارش دے۔(بخاری شریف صفحہ 138)

30-سورج گرہن اور چاند گرہن کے وقت کی دعا

اَللّٰہُ اَکْبَرُ ترجمہ: اللہ عزوجل سب سے بڑا ہے۔(بخاری شریف جلد 1 صفحہ 142)

31-نیا پھل لیتے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ کَمَا اَرَیْتَنَا اَوَّلَہٗ فَاَرِنَا اٰخِرَہٗ ۔

ترجمہ: یاالٰہی جس طرح تو نے ہمیں اس کا اول دکھایا ہے تو اس کا آخر دکھا۔

(بہار شریعت حصہ 14 صفحہ 53)

32-وضو کرتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

ترجمہ: اللہ عزوجل کے نام سے شروع جو بڑا مہربان بہت رحمت والا ہے۔

(ابوداؤد شریف صفحہ 14)

33-مسجد کو دیکھتے وقت کی دعا

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

ترجمہ: یارسول اللہ آپ پر صلوٰۃ اور سلام ہو اور آپ کی آل واصحاب پر اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم۔ (القول البدیع صفحہ 183)

34- مسجد میں داخل ہوتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ وَالسَّلَامُ وَعَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ 68)

ترجمہ: اللہ عزوجل کے نام سے میں (داخل ہوتا ہوں) اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہو۔

35- مسجد سے نکلتے وقت کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (مشکوٰۃ شریف 68)

ترجمہ: اے اللہ عزوجل میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔

36- نماز فجر اور مغرب کے بعد کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ 210)

ترجمہ: یاالٰہی مجھے دوزخ کی آگ سے بچا۔

37- انگوٹھے چومتے وقت کی دعا

صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قُرَّةُ عَيْنِیْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔ (شامی شریف جلد 1 صفحہ 370)

ترجمہ: اے اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر اللہ عزوجل رحمت کاملہ نازل فرمائے۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ الٰہی مجھے سننے اور دیکھنے (کی قوت سے) فائدہ اٹھانے والا کر۔

38- شب قدر کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔

ترجمہ: الٰہی تو بہت معاف کرنے والا ہے معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے۔ پس مجھے معاف فرمادے۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ 183)

39-کھانا کھانے سے پہلے کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ۔

ترجمہ: اللہ عزوجل کے نام سے کہ جس کی برکت سے زمین وآسمان کی کوئی چیز نقصان (Loss) نہیں پہنچا سکتی۔اے ہمیشہ زندہ اور قائم رہنے والے۔

(بہار شریعت حصہ شانزدہم صفحہ 24)

40-ہر لقمہ کھاتے وقت کی دعا

یَا وَاجِدُ ترجمہ: اے بہت بڑے غنی (حصن حصین صفحہ 52)

41-کھانے کے بعد کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ۔

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لیے ہیں جس نے ہمیں کھلایا' پلایا اور مسلمانوں میں سے بنایا۔ (مشکوۃ شریف صفحہ 365)

42-دعوت کھانے کے بعد کی دعا

اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ ۔

ترجمہ: یاالٰہی اس کو کھلا جس نے مجھے کھلایا اور اس کو پلا جس نے مجھے پلایا۔

(مسلم شریف جلد 2 صفحہ 184)

43-کھانا کھانے سے قبل اگر بسم اللہ بھول جائے تو یہ دعا پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ ۔

ترجمہ: اللہ عزوجل کے نام سے اس کے پہلے اور اس کے آخر۔ (مشکوۃ شریف صفحہ 395)

44-دودھ پینے کے بعد کی دعا

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ ۔

ترجمہ: یاالٰہی ہمارے لیے اس میں برکت دے اور ہمیں اس سے زیادہ عنایت

فرما۔(مشکوۃ شریف صفحہ371)

45-افطار کے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ ۔

ترجمہ: یا الٰہی میں نے تیری رضا کے لیے روزہ رکھا اور تیرے دیئے ہوئے رزق حلال سے افطار کیا۔(مشکوۃ شریف صفحہ175)

46-آب زم زم پیتے وقت کی دعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَّرِزْقًا وَّاسِعًا وَّشِفَآءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ ۔

ترجمہ: یا الٰہی میں تجھ سے علم نافع کا اور رزق کی کشادگی کا اور بیماری سے شفایابی کا سوال کرتا ہوں۔(حصن حصین صفحہ88)

47-لباس اتارتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللّٰہِ

ترجمہ: اللہ عزوجل کے نام سے (کپڑے اتارتا ہوں)۔(مصنف ابن ابی شیبہ)

48-لباس پہنتے وقت کی دعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ لِھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃَ ۔

ترجمہ: تمام خوبیاں اللہ عزوجل کے لیے جس نے مجھ کو یہ کپڑا پہنایا اور میری قوت وطاقت کے بغیر مجھ کو عطا فرمایا۔(مشکوۃ شریف صفحہ375)

49-دوست کو نیا کپڑا پہنتے ہوئے دیکھتے وقت کی دعا

تُبْلِیْ وَیُخْلِفُ اللّٰہُ ۔

ترجمہ: اللہ عزوجل مجھے پہننا اور پھاڑنا نصیب کرے اور زیادہ دے۔
(ابوداؤد شریف صفحہ558)

50-تیل اور عطر لگاتے وقت کی دعا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

51- نکاح کے بعد دولہا' دلہن کے لیے دعا

بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ جَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ ۔

ترجمہ: اللہ عزوجل تجھ کو برکت دے اور تجھ پر برکت نازل فرمائے اور تم دونوں میں بھلائی رکھے۔ (بخاری شریف حصن حصین صفحہ 73)

52- شب زفاف (سہاگ رات) میں ملاقات کی دعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّمَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ ۔

ترجمہ: یا الٰہی میں تجھ سے اس (یعنی بیوی) کی بھلائی اور فطری عادتوں کی بھلائی مانگتا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ 215)

53- بیوی کے ساتھ صحبت کے وقت کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا ۔

ترجمہ: اللہ عزوجل کے نام سے یا الٰہی ہمیں شیطان سے بچا اور اسے (یعنی اولاد کو) شیطان سے بچا جو تو ہمیں عطا کرے۔

(مشکوٰۃ صفحہ 212)

54- بچہ کی ولادت کے بعد کی دعا

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ (یعنی اذان دینا دائیں کان میں)

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ (یعنی اقامت دینا بائیں کان میں)

(ابوداؤد شریف' حصن حصین صفحہ 75)

55- طلب اولاد کی دعا

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ ۔

ترجمہ: اے میرے رب مجھے اکیلا مت چھوڑ اور تو سب سے بہتر وارث ہے۔

(سورۃ انبیاء آیت نمبر 89)